

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
اللّٰهُمَّ اكْفُنْ بَصَرَنِي عَنِ الظُّنُونِ

سید مرتضیٰ حضرت  
سلطان العلوم میر عثمان بیخان بہادر بہمنی دیکن فخر زاده ایاں

# دَحْتَنَا الْأَخْبَار

سـ ۱۳۵۲

سرفیٹ  
پارچہ ایش

محنفہ

برائیں قاضی عالیٰ صدر صارم فضل ہوئے مولیٰ خشن مثمن دعین ہنر فلسفہ اور  
برہمی سعد و تقریر کہنا یا محروم اذکر مکنن فلسفہ اور المکنن فلسفہ اور الماعن

# میر عزیز طاہر

آرام با غ برائی

حَشْتَنَا الْأَجْمَارُ  
١٤٥٢ هـ  
المعرفة

تَلَاقَتِ الْجَهَاثُ

قاضي عبد الصمد صارم سپهاروی



# فہرست مصاہین تاریخ احادیث

صفات	مصاہین	صفات	مصاہین
۳۲-۳۱	قبول حدیث میں صحابہ کی احتیاط	۳	عرض فقیر بستانہ رسول کبیر
۳۲-۳۳	بیان حدیث میں صحابہ کی احتیاط	۶	علماء کرام کی رائیں
۳۵-۳۷	روایت حدیث سے صحابہ کی عرض	۸-۹	مٹاہیر بلک کی رائیں
۳۵	روایت اصحاب	۱۰-۹	مقدمہ از علامہ عادی
۳۶-۳۵	صحابہ کا عمل حدیث پر	۱۲-۱۲	حمد و لغت
	حدیث سننے والے اور بیان کرنے والے صحابہ کی تعداد ۲۴	۱۹-۱۷	تاریخ حدیث
۵۱-۳۴	صحابہ کے دو گروہ	۹۸-۹۰	البای الأول فی التاریخ
۵۳-۵۱	مدارس حدیث عہد صحابہ میں	۲۳-۲۱	حدیث کی ابتداء
۵۳-۵۳	حدیث کا تحریری ذخیرہ عہد خلافت اشدوں میں	۲۳-۲۳	حدیث بھی حکم خدا ہے
	تحریر و تدوین حدیث خلافت راشدہ کے بعد	۲۵-۲۳	حدیث کلام رسول ہے
۵۸-۵۷	رجال قرن اول کے تتمیعی نسبت ابجری تک	۲۶-۲۵	حدیث قرآن سے مخذلہ ہے
۵۹-۵۸	تابعین کا شوق حدیث	۲۸-۲۶	ضرورت حدیث
۶۰-۵۹	تابعین کی احتیاط قبول حدیث میں	۲۹	حدیث پر عمل کرنے کا حکم
۶۱-۶۰	تابعین کی احتیاط بیان حدیث میں	۳۰	ترکِ حدیث پر عتاب الی
	حدیث وسائل میں اختلاف صحابہ اور	۳۰	تاکیدِ حفاظتِ حدیث
۶۳-۶۱	اختلاف تابعین کے وجہ	۳۲-۳۰	اہانت روایت حدیث
۶۳	وضع و تدليس حدیث اور اس کے موجود	۳۳-۳۲	اہانت تحریر حدیث
۶۵-۶۳	وضع و تدليس حدیث اور اس کی غرض	۳۴-۳۲	اہانت تعلیم حدیث
۶۵	وضع و تدليس کا طریقہ		عہد سالت میں حدیث کے کم لکھے جانے کے وجہ
۶۸-۶۵	قرن اول میں علم حدیث کی کیفیت	۳۵-۳۴	حدیث کا تحریری ذخیرہ عہد سالت میں
۶۹-۶۸	حدیث قرن ثانی میں	۳۶-۳۵	قرنون شلاش
۷۰-۶۹	حدیث قرن ثالث میں	۳۹-۳۸	صحابہ کا شوق حدیث
۷۰-۶۰	حدیث غہر اختلاف میں	۴۰-۳۷	صحابہ میں حفاظتِ حدیث
۷۰-۶۲	قرنون شلاش کے بعد	۴۱-۴۰	

صفوات	مضاین	صفوات	مضاین
۱۱۲-۱۱۳	حفظ و تحریر حدیث	۵	الله کا شوق حدیث
۱۱۳	اختلاف حدیث	۵	الله کی احتیاط قبول حدیث میں
۱۱۴	اختلاف الفاظ	۶۶-۹۸	حدیث اور ہندوستان
۱۱۷	اختلاف مطلب	۸۱-۹۲	شیخ عبد الحق حمدت دہلوی کا خاندان
۱۱۵-۱۱۴	لصیح حدیث میں اختلاف محدثین	۸۲-۸۳	مجدد صاحب بخاری کا خاندان
۱۱۵	تین قسم کے راوی اور روایتیں	۸۳-۸۴	شاہ ولی اسرار کا خاندان
۱۱۴-۱۱۵	محدثین کی سعی کا شیعہ	۸۴-۸۶	بزرگان و شاہان ہند و دیگر علماء
۱۱۶-۱۲۲	اقام حدیث	۸۶-۸۸	حدیث اور ملک دکن
۱۲۰-۱۲۵	بعض اصطلاحات	۸۸-۹۰	حدیث اور سلطان العلوم
۱۳۳-۱۳۱	فوائد	۹۰-۹۱	علم حدیث اور مصنف کا خاندان
۱۳۶-۱۳۵	روز	۹۸	البيان المستند في اسناد عبد الصمد
۱۳۶	طرز تعلیم حدیث	۹۹-۱۱۲	الباب الثاني في الكتب
۱۳۶	شرائط بیان حدیث	۹۹-۱۰۱	كتب قرن اول
۱۳۸-۱۳۷	الفاظ ادایے حدیث	۱۰۰-۱۰۱	موطا امام مالک
۱۳۸	شرائط شیخین رحم	۱۰۲	كتب قرن ثانی
۱۳۸	ضابطہ قبول حدیث	۱۰۲-۱۰۵	كتب قرن ثالث
۱۳۹-۱۳۸	وجوه ترجیح حدیث	۱۰۳-۱۰۷	صحیح بخاری
۱۴۰-۱۳۹	ہدایات	۱۰۳-۱۰۵	صحیح سلم
۱۴۱-۱۴۰	اقام تصانیف اور آن کی ایجاد	۱۰۵-۱۰۷	كتب عہداختیانی
۱۴۲-۱۴۱	حدیث کاظم تصنیف	۱۰۵-۱۰۹	ابن ماجہ
۱۴۲-۱۴۲	دستور تصنیف حدیث	۱۰۶	ابوداؤد
۱۴۳-۱۴۲	طبقات کتب حدیث	۱۰۷	ترمذی
۱۴۴-۱۴۳	اصح الکتب	۱۰۷	نسافی
۱۴۵-۱۴۴	صحاب ستة	۱۰۸-۱۱۲	كتب قرون ثلاثة کے بعد
۱۴۶-۱۴۵	تدوین علم حدیث کیلئے جو علوم انجام دھوئے	۱۱۲-۲۰۶	الباب الثالث في الشهادات

صفحات	رمضان	صفحات	رمضان
۱۵۶-۱۵۲	ملکشیرین	۱۵۶-۱۵۲	اصل درائیت
۱۶۲-۱۵۶	حضرت ابوہریرہ رضی و حضرت ابن عباس رضی	۱۶۲-۱۵۶	اسماں الرجال
۱۶۵-۱۶۲	حضرت عائشہ رضی	۱۶۵-۱۶۲	جرح و تعذیل
۱۶۶-۱۶۵	حضرت ابن عمر رضی و حضرت جابر رضی	۱۶۶-۱۶۵	جرح ضبط
۱۶۶-۱۶۷	حضرت اشیش رضی و حضرت ابوسعید خدراوی رضی	۱۶۶-۱۶۷	جرح عدل
۱۶۸-۱۶۷	متوسطین	۱۶۸-۱۶۷	ناؤلوں کے درجات
۱۶۹-۱۶۸	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی	۱۶۹-۱۶۸	الفاظ تعذیل
۱۶۹	حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی	۱۶۹	الفاظ جرح
۱۷۱-۱۶۹	حضرت علی رضی و حضرت عمر رضی	۱۷۱-۱۶۹	م الموضوعات
۱۷۵-۱۶۱	نقليں	۱۷۵-۱۶۱	رسول اور اطاعت
۱۷۶-۱۶۵	حضرت ام سلمہ رضی	۱۷۶-۱۶۵	تاریخ اور حدیث
۱۷۷-۱۶۶	حضرت ابو موسیٰ رضی و حضرت برادر بن عازب رضی	۱۷۷-۱۶۶	کتاب فضل
۱۸۸-۱۸۰	حضرت ابی بن کعب رضی و حضرت عثمان رضی	۱۸۸-۱۸۰	منکرین حدیث کے اعتراضات اور ان کے جوابات
۱۸۹-۱۸۸	حضرت ابو بکر صدیق رضی و حضرت سعید رضی	۱۸۹-۱۸۸	خلفاء اور حکام نے وضع و تعلیم حدیث کو روکا
۱۹۳-۱۸۹	حضرت ام جبیر بنت رضی	۱۹۳-۱۸۹	سلطنت کا اثر علم حدیث پر
۲۰۰-۱۹۳	حضرت خصّۃ و حضرت اسماعیل رضی	۲۰۰-۱۹۳	غیر مسلموں کے اعتراضات حدیث پر
۲۰۱-۲۰۰	حضرت والیله رضی و حضرت ميمونہ رضی	۲۰۱-۲۰۰	حدیث غیروں کی نظریں
۲۰۲-۲۰۱	حضرت ام هانی رضی و حضرت بلال رضی	۲۰۲-۲۰۱	تصدیق حدیث
۲۰۵-۲۰۳	حضرت ام عطیہ رضی	۲۰۵-۲۰۳	ایک ضروری اور ابراهیم آرزو اور امید
۲۰۵	نقليں	۲۰۵	چھوٹا منہ اور بڑی بات
۲۰۶	حضرت فاطمہ بنت قیم رضی و حضرت بسیع رضی	۲۰۶	عرصناشت بحضور اعلیٰ حضرت سلطان العلوم
۲۰۷	حضرت خالد رضی	۲۰۷	خلد اشد ملکہ و سلطنت
۲۰۸	حضرت زید بن ثابت رضی	۲۰۸	الباقی الرابع فی الرجال
۲۰۹	حضرت جدید	۲۰۹	صحابین قرن اول
۲۱۰	حضرت شداد بن اویس رضی و حضرت عبد	۲۱۰	صحابہ رضوان اللہ علیہم گھیں

صفات	رضایں	صفات	رضایں
۲۸۸-۲۸۳	محمدین و مصنفین قرن ثالث	۲۳۵	حضرت فاطمہ زہرا
۲۸۳	الستقعن و امام ابوالولید وغیم	۲۳۶	حضرت امام حسن و حضرت زینب
۲۸۳	سعد و ابن سعد ویکی و علی و ابن ابی شیبہ	۲۳۷	حضرت صفیہ و حضرت امام حسین
	و سعید بن رامیہ	۲۳۸	حضرت جویریہ
۲۸۷-۲۸۷	امام احمد بن حنبل	۲۳۹	حضرت سودہ و اہل بیت پاک
۲۸۶	عبد و عبد اللہ	۲۴۰	انشیاء میان صحابہ رض
۲۸۸-۲۸۶	امام نجاشی	۲۴۱	حضرت عتبان حضرت سعد حضرت اہل اوثبۃ
۲۸۸	بیج	۲۴۲-۲۴۳	حضرت شفا و حضرت عمرو بن خروم و حضرت ابی شعب
۲۹۱-۲۸۸	محمدین و مصنفین عہد اختلافی	۲۴۴-۲۴۵	و حضرت سعد بن عبادہ
۲۸۹-۲۸۸	امام سلم	۲۴۵-۲۴۵	محمدین و مصنفین قرن اول
۲۸۹	خضافت و عمر و ابی سلم و لحقوب و ابن ماجہ و المزنی و البعداؤ و ابو حاتم و امام ترمذی رم	۲۴۵	ابوسلم و علقیہ و ابوبردہ و سیمان و قبیصہ
۲۹۰	داری هرقی و حارث و ابن سندی و ابن ابی عاصم و عبد الرحمن و بزار	۲۴۶	امام زین العابدین و عزروہ و سعید و ابراهیم خنی
۲۹۱	عبدان و ابو سعی و نسائی و ابو عیلی و ابن جبیر	۲۴۷	امام حسن شافعی خلیفہ عمر بن عبد الرحمن و عمرہ
۲۹۲-۲۹۷	محمدین و مصنفین قرون ملاش کے بعد ابوجھص و ابن خزیمہ و ابو عوادہ و معاوی و ابو وجھر و ابن سکن و ابن حبان	۲۴۸	مجاہدہ - امام تسبی و فاقم و حسن بصری و بشیر
۲۹۲	طبرانی و ابن منده و حاکم و راماہری و بیغم و اخیل و بهیقی	۲۴۹	ابن سیرین و وہبیہ امام باقر و امام زہری و ایمان و نافع و ابو میرون حرم
۲۹۳	رازی و خطیب و زنجانی و عبد الغنی و حکیم ترمذی	۲۵۰	حاد و عبد الرحمن و سعد پیغم و امام حنفہ و سوی
۲۹۴	رذیں و فردوس و ابن عساکر و ابن جنی	۲۵۱	یحیی و علی و شہشام و ابن جرج
۲۹۵	دو میاطی و ذہبی ابوجعفر عقلانی و امام سیوطی و ابن جعفر کی	۲۵۲-۲۵۱	امام ابوحنفہ
۲۹۶	و علی شفیقی و علی قاری	۲۵۲	امم صاحبیتے مطاعن اہمان کا جواب
۲۹۷	غلائمہ و دعا	۲۵۳	تقلید و تحریہ محدثین
۲۹۸	اشہتہار کتب مصنف	۲۵۴	محمد و سعد و امام اوزاعی
۳۰۰-۲۹۹		۲۵۵	زفر و ابن ابی ذہب و شعبہ سفیان لوری
		۲۵۶	الوزیر و حاد و اندرشر
		۲۵۷-۲۶۵	محمدین و مصنفین قرن ثانی
		۲۶۵	امام ایشت
		۲۶۶	امام الکفر رم
		۲۶۷	ابن ابی الدنیا و عبد اللہ
		۲۶۸	لامام ابو یوسف
		۲۶۹	امام موی و ابی رحمت فرجیر و امام محمد
		۲۷۰	والی و عبد الرؤوف و حکیم و سفیان و سعید و یونس
		۲۷۱	امام شافعی رم
		۲۷۲	العدا و دم درج
		۲۷۳	عمسالزادق و اسد سعیل و حکیم و حمیدی

اَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ الْكِتَابَ وَالْحَكْمَةَ

# شنا الخبراء

۵۲۳ مہ

المعرفہ

# نائج اخبار

مصنفہ

قاضی عبد الصمد صارم مصنف الرعین عظیم و سودشتی اردو  
و ضروری کہانیاں محمود اور فردوسی و رکن ادارہ علمی حیدر آباد کن  
ابن

قاضی ظہور الحسن ناظم متوفی سیو ماہ پڑھنے کے بعد جنور حال مقیم حیدر آباد کن  
باہتمام حکیم ذکری احمد خان

جیسا کوئی حقیقتی و تراجم بیان کرنے کا کام نہیں

قیمت فی جلد علاوہ محصلہ اک گمار (دو روپی)

اطلاع - ہر سمان کو اس کتاب کے چھاپنے، چھپانے، فروخت کرنے کا اختیار ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
 تَبَحْشِدُهُ وَتَصَلِّي عَلٰى اسْوَلِ الْكَرَبَلَةِ  
**عَزِيزٌ فَقِيرٌ بِرَآسِ مَتَانَةِ رَسُولٍ كَبِيرٍ**

**کَرِيمُ السَّجَادِيَا جَمِيلُ الشِّيمِ**      **نَبِيُّ الْبَرَّا يَا شَفِيعُ الْأَمْرِ**

ایک حقیر غلام مددیہ اخلاص و نیاز پیش کرنے کو حاضر ہے

گو قابل سر کار نہیں تحفہ ہمارا

شام اچھے عجب گر بیوازندگ دارا

من از امتاں کمتریں خاک تو

بدین لاغری صید فترات تو

قااضی عبد الصمد صارم سیوہر وی

رکن ادارہ علمیتہ

رجب احر جب سنه ۱۳۴ هجری

# علماء کرام کی رائیں

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کے خوبی نر۔ اگرچہ ہے ہے تو صرف کی نظر چکر  
 (۱) جناب مولانا مفتی عبد اللطیف حب صد شعبہ نیات پر فیصلہ معہمنیہ  
 ضرورت تھی بلکہ شدید ضرورت تھی کہ علم حدیث کی تاریخ مرتب ہو جائے۔ خدا کا شکر ہر  
 ک قاضی عبد الصمد صاحب نے اس ضرورت کو پورا کر دیا، با وجود اختصار ہر پہلو پر کافی روشنی  
 ڈالی ہے، طرز بیان و تجسس اور عبارت سلیمانی ہے۔ مطالب کو اس طرح واضح کیا ہے کہ عام  
 و خاص مکیاں مستفید ہو سکتے ہیں۔ انشا اللہ تعالیٰ اس کتاب سے بہت ہوں کے حالات کی  
 اصلاح ہوگی۔ خداوند ذوالجلال اس کتاب کو قبول فرمائے اور مصنف علام کو داریں میں اجر جریل  
 عطا فرمائے مسلمانوں کو اس قسم کی تصانیف و مصنفین کی قدر شناسی کی توفیق رفیق کرے۔

(۲) جناب مولانا سید سلیمان صاحب نبی صدر المصنفین عنظم کلمہ  
 ہماری زبان میں ایک ایسی تصنیف کی سخت ضرورت تھی جو تدوین حدیث و فنون حدیث  
 کی تاریخ پر مشتمل ہو۔ مولوی قاضی عبد الصمد صاحب سیواروی سنیہ کتاب لہم کار اس ضرورت  
 کو پورا کیا ہے مصنف نے بڑی تلاش و محنۃ سے اس کام کو انجام دیا ہے اور مباحث متعلقہ  
 کے ہر پہلو پر معلومات فراہم کئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی یہ خدمت قبول فرمائے اور  
 مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہونچائے۔

(۳) جناب مولانا عبد الرحمن صاحب قادری بدایونی

جامع الشامل شمس الافق مولانا قاضی ظہور الحسن صاحب یہاروی ہندوستان کے  
 اُن شاہی علماء میں سے ہیں جنکی وسعت نظر، تبحر علمی، فتنی قابلیت، تائیخی واقعیت اہل علم  
 کے نزدیک سالم ہے۔ جن حضرات کو آپ کی تصانیف کے مطالعہ کا موقع ملا ہے وہ آپ کی خصوصیات

اور بینہ معاشر سے واقف ہیں۔ محمد و رح کے قابل فخر فرزند حباب سولانا قاضی عبد الصمد حب  
نے حنات الاخبار کے نام سے فن حدیث میں ایک ایسی بسیط و بلینغ تالیف فرمائی  
جس میں علم حدیث کا نایاب ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے اب تک اردو میں اس قدر ضخم و مفید کتاب  
شائع نہیں ہوئی۔ حنات الاخبار ایک عطر فن حدیث کی مکمل تاریخ ہے تو دوسرا جانب حدیث  
کے اُن مبارک شعبوں پر حاوی ہے جو مسلمانوں کی ضروریات کی لفیل اور موجودہ دور کے لئے  
مشعل را دہالت ہو سکتی ہے۔ ہر عنوان کے تحت نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ دلچسپ اور  
دلنشیں ابھاث ہیں۔ یہ تالیف اُن اصحاب کے شہمات و اعتراضات کیلئے بڑا ان قاطع ہے  
جن کے قلوب میں احادیث نبویہ کی ترتیب وغیرہ سے متعلق اکثر توهہات پیدا ہوتے رہتے ہیں  
فضل مؤلف نے کافی جذوجہد کے ساتھ تحقیق فرمائی کہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔ میں مؤلف کو  
سبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے والد معظم کی توجہ و نیض کی بدولت وعظیم الشان کام  
کیا جو اب تک دوسروں کے حصہ میں نہ آیا، ذلت فضل اللہ یو تیہ من یشأ، واللہ  
ذوالفضل العظیم۔

عدم فرصت کے باعث یہاں اس کا موقع نہیں کہ میں عنوانات و مضاہین پر علیحدہ علیہ  
تبصرہ کروں۔ اس کے لئے اس اتنا کافی ہے کہ مولانا قاضی نظہر الحسن حب۔ علامہ سیوطی ہاروی  
کی نظرِ اصلاح کے بعد جو کتاب ہمارے ہاتھوں میں آ رہی ہے وہ قابل دید مطالعہ کیوں نہ ہوگی،  
علامہ موصوف دولت آصفیہ کی آغوش میں رکھر سلسلہ تصنیف و تالیف عصہ سے فرار ہے ہیں  
یہ تصنیف مبارک بھی انشاء اللہ تعالیٰ بارگاہ خسر وی میں پہنچ کر برکات رسالت  
پہنچائے گی۔ اور سلطان العلوم علیحضرت تاجدارِ دکن خلد اسریلکہ وسلطنتہ انسانور  
تالیف کی قدر و نیز لطف فرمائک شامہ نہ عطا پا پشیوں سے فاضل مؤلف کی غریب افزائی  
فرمائیں گے۔

۲۷) جناب مولانا قاری حافظ سید محمد صاحب رضوی مقیم گلبرگہ۔  
 خلف حضرت مولانا شاہ سید احمد حسن صہا۔ مرحوم محدث امروہی  
 اعلیٰ حضرت سلطان العلوم میر عثمان علی خاں بہا و رشہمنشاہ دکن خلد اللہ ملکہ سلطنتیہ  
 کے عہد سعادت ہدیہ نعم حديث کی ایسی اشاعت ہوئی ہے کہ جبکی نظیر کسی عہد میں نظر نہیں  
 آتی۔ حدیث کا نایاب قلمی ذخیرہ تلاش کر کر لصروف زرکشیر طبع کر آر علماء و مدارس میں منتضم کیا گیا۔  
 محکمہ دائرة المعارف اسلام کی اسی عظیم الشان خدمت کیلئے قائم ہے۔ اعلیٰ حضرت کا عالم اسلام  
 پر یہ وہ عالم حسان ہے جو تاقیم قیامت قائم رہے گا۔ اور جس کے شکریہ سے اُمرت مرحومہ  
 کبھی سبکدوش نہ ہو سکے گی۔ دیگر علوم و فنون میں بھی بہت کچھ ترقی ہوئی ہے اُن کی تفصیل  
 و تذکرہ اس تحریر کے مقصد سے خارج ہے۔

اب اعلیٰ حضرت کی سلور جوبی مبارک کی تقریب ہے۔ رعایا اور متولیین طرح طرح سے  
 اہمہار مرست و عقیدت کر رہے ہیں۔ لیکن قاضی عبد الصمد صاحب کو خوب سمجھی کہ اس مبارک  
 تقریب کی یادگاریں علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ تصنیف کی یا ایسی یادگار ہے  
 کہ جو ہمیشہ اہل علم و مقدس طبقہ کے ہاتھیں رہے گی اور علماء و صلحاؤ طلباء کا گروہ ہمیشہ  
 اس مبارک تقریب کو یا وکریج گا اور دست بدعا رہے گا۔ سلطان العلوم اور دین پر  
 پادشاہ کیلئے اس سے بہتر اور بارکت کوئی تحفہ نہیں ہوسکتا۔

ہندوستان میں بعض لوگوں کو حدیث کے متعلق شکوہ و شبہات ہیں اس کا باعث  
 یہ ہے کہ وہ علم حدیث کی تاریخ سے واقع نہیں اور افسوس یہ ہے کہ ہمارے علمائے اس مبارک  
 فن کی تاریخ مرتب نہ کی۔ کسی چیز کی تاریخ کا نہ معلوم ہونا اس کی طرف سے شکوہ و شبہات  
 ہی پیدا کرتا ہے اس لئے بعض مسلمانوں کے قدم جادہ مستقیم سے ڈگ مگا گئے۔

خدا کا شکر ہے کہ قاضی عبد الصمد صاحب نے اس ضرورت کو نحسوس کیا اور اُردوجہ  
 خزانہ میں ایک انمول موقنی کا اضافہ کر دیا۔

۱۔ مصنف علام نے حدیث کے ہر شعبہ پر روشنی ڈالی ہے یا وجہ دیکھ اور دوں یا پہلی کوشش ہے اور انوکھی چیز ہے لیکن طرز بیان دلچسپ اور سلیس ہے، کم خواندہ طبیقہ بھی تخفید ہو سکتا ہے، کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف علام نے سعی بلیغ اور جانکار گوش کے بعد اس کو مرتب کیا ہے اور سینکڑوں کتابوں کا عطر کھینچ کر کہدا یا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب سے ایک جماعت کیش کے خیالات کی اصلاح ہو سکے گی سفاصل مصنف نے مسلمان ہند پر یہ عام احسان کیا ہے مجھے قوی اُسید ہے کہ عاشقان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس تصنیف و مصنف کی قدر کریں گے۔

خداوند ذوالجلال علی‌حضرت شہنشاہ دکن خلد اللہ ملکہ سلطنت کے عمر اور اقبال والولاد میں ترقی عطا فرمائے کہ مسلمانوں کو حضور کی سور جو بلی مبارک کی پر دولت یہ نغمت پہنچنی ہے۔

(۵) **جناب مولانا ابو الحسنات سید عبد اللہ صاحب حیدر آبادی**  
”علم حدیث ایک نورانی علم ہے اس سے قلب منور ہوتا ہے۔ اس مبارک علم کے متعلق بعض نے عجیب عجیب الزامات گڑھ لئے ہیں جنکی وجہ سے بعض مسلمان متعدد ہو رہے تھے اور اس علم کے نیض سے محرومی پھیلنے کا قوی اندازہ تھا۔ یوں سمجھئے کہ اس آفتاب کو مخفی کرنے کیلئے خاک اڑائی جا رہی تھی گوئے خاک خود اڑانے والوں ہی پر عود کر رہی تھی مگر چندے وہ فاک غبار بن کر جاہلوں کی عقل کو مکدر کر رہی تھی اور آیندہ قوی اندازہ طرح طرح کے توجہات پیدا ہونے کا تھا اسے تعالیٰ جناب مولانا قاضی عبد الصمد صاحب کو جزا خیر دے کہ انہوں نے انہی علم کے چینیوں سے اس غبار کو ایسا دبایا ہے کہ اب کسی طرح نہیں اُبھر سکتا۔ خدا تعالیٰ اس تصنیف کو قبول فرمائے۔ اور رضاۓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موجب بنائے۔“

(۶) **قطعہ تاریخ ارجمند مولانا الحاج عبد البصیر حسب آزاد علیقی مصنف سر االمتزلزل غفرہ**

من و عبد الصمد ترتیب تاریخ ۴ پر اثبات آثار رسالت  
سن تاریخ چون جستیم آزاد ۴ ندا آمد۔ بیاض گنج حکمت

# اہل الرّام

(۱) حناب جسٹس ڈاکٹر نواب ناظر پار جنگ بہادر ایم۔ اے،  
ایل۔ ایل ڈی، بیرونی ملک ایٹ ل

حضرت مولانا قاضی عبدالصمد صاحب جو کہ سابق میں بعض دیگر کتب علمی کے مصنف  
کی حیثیت سے ہندوستان کی علمی فلسفی کے ساتھ آپ کے ہیں۔ ان کی جدید تصنیف حتنا البا  
ضمون علوم حدیث کی تاریخ زبان اردو میں ایک ایسا علمی اضافہ ہے جس پر ہمارا ملک بجا طور پر  
غزر کر سکتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ طرز جدید پر مولانکے اس ضمون کی تحقیق کو جمع کیا ہے وہ  
ایسی ہے کہ دیگر زبانوں میں بھی کمیاب ہے یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اگر اس کا ترجمہ مغربی زبانوں  
میں سے کسی میں ہو جائے تو علمائے مغرب اور ان باشندگان ہند کے جو اتنی علمی درس  
نہیں رکھتے کہ علمی کتب سے استفادہ کر سکیں دلوں میں حدیث شریف کی عنظت قائم کرنے  
میں مدد ہوگی ایسے زمانہ میں جبکہ احادیث کے تراجم مختلف ممالک میں ہو رہے ہیں یہ کتب  
اردو میں زیادہ منفیہ علمی کا زمامہ ثابت ہوگی۔

(۲) حناب مولوی اعظم الدین صاحب حیدر آبادی ایم۔ اے،

ایل۔ ایل۔ بی۔ علیگ وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد

علم حدیث کی تاریخ ہمارے ملک کے علمی کازنا میں نئی اور جدید ضروری چیز ہے  
نہ معلوم ہمارے علمانے اس وقت تک اس کی طرف کیوں توجہ نہیں فرمائی۔

یہ کتاب جدید و قدیم دونوں خیالات کے گروہ کے لئے یکساں منفیہ ہے۔ خصوصاً ہند  
جدید تعلیمیافہ حضرات کے لئے یہ تصنیف ایک مشعل راہ کا کام دیگی۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ  
اس کتاب کے پڑھنے سے علم حدیث کے مطالوں کا شوق اور رغبت پیدا ہوتی ہے اور ہر  
قسم کے شکوک و شبہات دل سے دور ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا کازماں ہے جس کے لئے

لا صفت ہر طرح قابل مبارکباد ہیں۔

فاضل مصنف نے اس کتاب کے مضایین کو استقدام دیں اور عام فہم طریقہ پر لکھا ہے کہ مطالعہ میں دلچسپی ہوتی ہے اور ہر طبقہ کو سمجھتے اور استفادہ کرنے میں سہولت ہے۔ مجھے اُمیید ہے کہ اہل ملک اس نفیہ لتصیف سے مستفید ہوں گے اور ایک جماعت کثیر کے خیالات کی اصلاح ہو جائے گی۔

## قطعہ تاریخ

از مقرب الخاتم سلطان حناب حافظ حلیل حسن صاحب حلیل  
المخاطب حلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر

سد الحمد وہ کتاب چھپی	جس کے مشتق تھے صفار و کبار
وہ مہ اورج دین ہوا طالع	عالم افراد جس کے ہیں انوار
مرحبا یہ حدیث کی تاریخ	ہے عجب تحفہ لطافت بار
ایسی تحقیق سے لیا ہے کام	کہ حقیقت کا ہو گیا انہمار
راس کا ہر صفحہ، چہرہ مقصود	اس کا ہر لفظ کا شف اسرار
نقطہ نقطہ ہے اس صحیفے کا	مردم دیدہ اولو الالصار
نہ رہی شک کی کوئی گنجائش	قصر دہم دگان ہوا سمار
آفرین حضرت مصنف کو	جن کا خامہ ہے ابر گوہر بار
علم دین، سراج علم وقین	قاضی عبد الصمد خجۃ الشمار
اکنو اشد دے جزا اس کی	ان سے راضی ہوں احمد مختار
طبع کا سال تم حلیل لکھو	
ہیں یہ ناد جواہر اخبار	

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مفتده

از جناب مولانا عبد اللہ العادی ناظر دینیات و رکن دارالمرتضی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَآتَحْمَدُ اللَّهَ رَبِّ الْعَالَمِينَ

تاحدیث از لب آن ماہ لقائی گوئیم

سخن از سلسلہ حدیثنا می گوئیم

خیر الكلام کلام اللہ - بہترین کلام اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے۔

و خیر الہدی ہدی رسول اللہ - اور بہترین ہدایت وہ ہے جو رسول اللہ نے فرمائی۔ صلی اللہ علیہ وسلم -

اسہ کا کلام یہ ہے مَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ وَفَخَلُودٌ وَمَا نَهَا كُوئُنَةً فَانْتَهُوا مَّا

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو کچھ تھیں دیا ہواں کوئے لہ اور جس چیز سے روکا ہو اس سے روک جاؤ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت یہ ہے -

علیکم بستتی - تم سب پر لازم ہے کہ میری سنت پر چلو۔

سنت کیا ہے؟ اس کی تحقیق بھی اسہ کے کلام سے ہو سکتی ہے۔

اسہ نے ایک سنت اولین کا تذکرہ فرمایا ہے۔ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءُهُم  
الْهُدَىٰ وَلَا يَسْتَغْفِرُوا لَهُمَا أَن تَأْتِيهِمْ سَنَةُ الْأَوْلَيْنَ - جب ہدایت آچکی  
تھی تو یہ صرف سنت اولین ہی تھی جس سے لوگوں کو اسہ پر ایمان لانے اور اپنے پروپھما  
کی خواب میں استغفار کرنے سے روک دیا۔ و سَنَةُ الْأَوْلَيْنَ أَنْهُمْ عَلَيْنَا الْعَذَابُ

فطلب المشرکون ان قالوا اللهم ان کا زہذا هو الحق مزعن لک فامطر  
علیینا حجارة من السماء۔ سنت الاولین کے یہ معنی ہیں کہ معاینہ عذاب کے بعد  
بشر کین نے درخواست کی کہ یا اللہ اگر یہ حق ہے اگر یہ تیری ہی طرف سے ہے تو ہم ب  
پر آسمان سے پھر بر سا۔

یہ تو اولین کی سنت تھی۔ لیکن سید الاولین والآخرين رسول رب العالمين صلوات اللہ علیہ الی یوم الدین کی سنت طاہرہ بالکل ہی مختلف شی ہے۔ (گرجہ ماندرو نوشن شیر و شیر)  
فالسنة اذا أطلقت فالشرع فانما يراد بها ما امر به النبي صلى الله عليه وسلم  
ونهي عنه وندب اليه قوله وفعلاً مما لم ينطق به الكتاب العزيز۔

شریعت میں جہاں کہیں سنت کا اطلاق ہوا وہاں اس سے یہ مراد لیتے ہیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس فعل کا حکم دیا ہو۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس فعل سے روکا ہو۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو مندوب و محسن بھیکرا اسکی جانب توجہ دلانی ہو  
خواہ زبان مبارک سے فرمایا ہو یا خود کر کے دکھایا ہو۔

(۴) اور یہ سب کچھ اس حالت میں کہ کلام اللہ اس باب میں خاموش ہو۔

وقد یفعل الشی بسبب خاص فلا یعمم غایرة۔ کبھی ایسا ہوا ہے کہ آخرۃ  
علیۃ الصلة والسلام نے کسی خاص سببے کوئی کام کیا ہے۔ یہ حکم عام نہ ہوگا۔  
وقد یفعل لمعنہ فیزول ذلك المعنہ ویقیق الفعل علی حالہ متبعاً لقصر  
الصلة فی السفر للخوف ثراستم القصر مع عدم الخوف۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ  
کسی مخصوص مطلب کیلئے آپ نے کوئی کام کیا ہے لیکن اس کے زوال پر بھی وہ فعل بحال  
اور اس کا اتباع ہوتا رہا مثلاً حالت سفریں دشمنان خدا کے خوف سے نمازیں قصر  
جب یہ خوف نہ رہتا بھی حکم قصر باقی رہا۔

ومنہ حلیث عبد اللہ بن العباس رصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ولیس بسنۃ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مل فرمایا مگر یہ سنت نہیں ہے  
و مذہبہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لورسین فعلہ لکافۃ الامۃ و لکن بسبب  
خاص و هو از پڑی المشرکین قوۃ اصحابہ۔ اس باب میں ابن عباس کا ذمہ بھی یہ  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فعل کو تمام امت کیلئے سنت نہیں قرار دیا بلکہ اسکا  
ایک خاص سبب یہ تھا کہ مشرکین کو اپنے صحابہ کی قوت دکھائیں۔  
یہ اور ایسے ہی کتنے ہی بینیات طیبات ہیں جن کے مجموعہ کو علم حدیث کہتے ہیں اور  
جس پر شریعت طاہرہ کا مدار ہے۔

فاکر صدیہ مز علم موضوعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایسے علم کی نبرگی اور  
کرامت کا کیا پوچھنا جس کا موضوع خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بمعجم الصفات  
ہو۔ سبحان اللہ وبحمدہ و سبحان اللہ العظیم۔

واکر دریکتاب یعنی عز ذ لك العلم ویحذث عن قدیمه وحدیثه و  
یکشف عن تینیه وغثیثه۔ اور ایسی کتاب کے فضل و شرف کا کیا کہنا جو ایسے۔  
علم شریف کی کتاب ہو کہ عہد قدیم سے لیکر عصر حدیث تک کی تاریخ حدیث پر حاوی اور اس کے  
نازال قوت و ضعف کی راہ نما ہو

فاللہ یحجازی صاحبہ خیراً فانہ هو الصمد و تعالیٰ علیہ عبد المدحت علی عبد الصمد  
فاصحہت الیہ امورہ حتى تجلی له نورہ۔ صاحب کتاب کو اسد جزا خیر دے، اللہ الصمد کی  
خیاب میں اس کا بندہ عبد الصمد رجوع ہوا ہے نتیجہ یہ ہر کہ امور حدیث اس کے مستقیم ہو گئے اور  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا اُس پر ظہور ہوا۔

فليستقر على ذ لك صمد لا يلاقى مثلاً صلی اللہ علیہ وسلم فقیر دست بدعا ہے کہ حصہ کتاب اس  
طريق پر راسخ و ثابت رہی ہے حتی کہ خاچ بر سال تاب میں باریاب ہو جائے۔ المدحت علی محمد بن  
وعلی الْمَحْمَدِ كِبَا صَلَیَ اللَّهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلیْہِ اَلْبَرَاءِ اَنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔  
عبد الله العادى دفع الشعنة محرقة العوادى بكر ما مادى۔ لسع ليال بقين من رجب الصبب ۱۳۵۲ للهجرة

## بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لے بھی رہ بیچوں و بھی گوں خدا، لاریب تو وحدہ لا شرکیک ہے، کوئی تیرا سہیم و ساجھی ہے اس کوئی بجھے بڑھ کر، نہ کوئی تیری برابر، بیٹھک احمد و صمد تیرا ہی عنوان ہے، لم بلد و لم بول تیری ہی شان ہے۔ تجھ کو کسی کا باپ یا بیٹا کہنا بھاری بہتان ہے، پے شبہ تو قادر مطلق ہے۔ تیری بے انہتا قدر توں کو عقول بشری احاطہ نہیں کر سکتیں، تیرے زبردست یہ قدرت کے مقابلہ کیا کوئی چیز اگرچہ کسی مرتبہ کی مستعتر الوجود ہو ناممکن نہیں۔

الحق تو معبد برحق ہے۔ سو اے تیری ذات منبع صفات کے نہ کوئی لاائق عبادت نہ حق  
تیرا علم تمام ماضی و حال و مستقبل کو محیط ہے، توہی اس لائق دلائل خصائصی مخلوق کا خالق ہے،  
توہی وہ حیم و کریم ہے کہ بے منت و مستحقاً ہر نیک و بد، اچھے بُرے ہمیشہ و نافرمان کو درخور  
خواہش رزق دیتا ہے۔ تو سب بے نیاز ہے، کسی کے خیر و شر، نیتی و سہتی کی بجهہ کو هزار دوست  
نہیں، تو نے اپنے کمال فضل و کرم سے بنی نوزع انسان کو عقل کا جوہر بخدا اور اشرف المخلوقات  
کا خلعت پہنایا پھر اس کی ہدایت کیلئے بمقتضائے مصالحت کاملہ منزہ من الخطا انسیا و رسول  
بھیجے جنہوں نے نہایت صدق و مستقلال سے تیرے احکام کو پہونچا پایا۔

آخریں حضور سرور عالم فخر بھی آدم رحمۃ للعالمین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
نثانات قاہرہ و آیات باہرہ عطا فرما کر مبعث فرمایا۔ اور اپنے اس کلام پاک کو جگنی نسبت کسی  
دلیل عقلی و نطقی سے کسی مخلوق کی طرف نہیں ہو سکتی حضرت ختمی مرتبہ پر نازل فرمایا جس کی بکت  
سے مخلوق کثیر نعمت عزفان سے نہال اور دولت ایمان سے مالا مال ہوئی۔

• حضور ختم المرسلین کے بعد اصلاح اُمّت اور نصرت دین کیلئے ایسے ایسے مقدس نزدگوں کو

ماور فرمایا کہ جنہوں نے دین کی خدمتگزاری اور بنی نوع کی ہمدردی میں اپنی جان تک کو پہاڑا۔  
آج ان کا نام ہی لینا اب ساط روح و انتشار عقل بکھلئے کافی ہو جاتا ہے وہ کون۔

حضرات خلفائے ارلبوج و ازواج مطہرات واصحاب رسول وآل پاک حضرت بقول، الْمَجْهُدُونَ۔

فَهُمَا رَدْمَدِينَ رَضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔

لے میر پیرے قیومِ دعیم خدا اگر ہم تیری لعمتوں کا شمار یا شکر کرنا چاہیں اور ایک لمحہ۔  
بھی اس سے غافل ہوں اور ہمارا ہر موٹے تن بجاۓ خود زبان بجائے اور ہم رہتی دنیا تک  
رسیں تو بھی اس کے ادنیٰ خروں سے سبکدوش نہ ہو سکیں گے۔

وَصَلَى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّلَنَا مُحَمَّدٌ وَاللَّهُ وَاصْحَابُهُ وَأَزْوَاجُهُ وَأَتْبَاعُهُ

اجمیعین برحمتک یا ارحم الراحمان۔

# ملحق حدیث

مدت دراز سے علماء اسلام کی بہتیں اردو میں اشاعت علوم دین کے متعلق مصروف کار ہیں۔ یعنی قرآن و حدیث، تفسیر و فقہ کی کتابوں اور آن کے مطالب کو اردو کے پرایا یہ سماں است کوہ ہے ہی۔ اردو زبان اور مسلمانان ہند کو اس کی شدید ضرورت بھی ہے کیونکہ اسرائیل اور حدیث و فقہ کی معلومات کے لئے اول علوم عربی میں مہارت حاصل کرنا ضروری ہے۔

ہندوستان میں ایسے مسلمان کم ہیں جو عربی سے ایسی واقفیت رکھتے ہیں کہ کسی کتاب سے کما حقہ استفادہ کر سکیں۔ اس لئے بغیر اس کے چارہ نہیں کہ کتاب و سنت کے فوائد کو اردو میں لکھا جائے تاکہ عام مسلمان اس سے مستفید ہو سکیں جو علوم اساس دین ہیں اُن کا اردو میں ترجمہ ہونا مسلمانوں کی ترقی کا باعث ہوگا اور بہت جلد ان میں قدیم اسلامی اخلاق و شیگی کے آثار پیدا ہو جائیں گے۔

اردو زبان ہندوستان میں اقبال اسلام کی یادگار ہے اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اردو کے خزانے کو ہر قسم کے جواہرات سے مالا مال کرنے کی کوشش کرے۔

کسی شے کی تاریخ نعمعلوم ہونا لوگوں کو اس کے متعلق غلط فہمی میں بیتلار کھتھے اسلئے ہمارے بزرگ اسلاف کا یعل تھا کہ وہ اپنی ہر علم ہر ایجاد ہر فن کی تاریخ لکھتے تھے۔

ہندوستان کے مسلمانوں میں عربی سے زیادہ ہمیشہ سے فارسی کاررواج رہا ہے۔ اس لئے علماء کو اپنے کتب حدیث و تفسیر و فقہ و تاریخ نارسی میں تالیف کیں، لیکن جہاں تک میں نے تلاش کیا مجھکو فارسی میں علوم اسلامیہ کے متعلق تقریباً ہر قسم کی کتابیں ملیں۔ لیکن حدیث کی تاریخ کے متعلق کوئی کتاب نہیں ملی۔ ہتھوڑا ہتھوڑا ذکر کہیں آیا۔ بعض رسائل بعض محدثین اور آن کی تصنیف کے حالات میں ملے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لے اشتقہ الالعاظ مکے شروع میں حدیثوں کے اقسام کو بیان فرمایا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسائل خسیں اصول حدیث کے متعلق اور صحیۃ اسرار بالغہ میں علم حدیث کے متعلق کچھ مختصر مختصر لکھا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بستان المحدثین میں کچھ محدثین کتب حدیث کے حالات لکھی ہیں اور عجالہ نافعہ میں اصول حدیث کو بیان کیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے اتحاف النبلاء میں کتب حدیث اور محدثین کا تذکرہ لیا ہے۔ ہندوستان میں فارسی میں بین تاریخ حدیث کے متعلق اسی قدر اور اسی قسم کا ذخیرہ ہے۔ سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد اُردو کا زور ہوا علمانے بھی اس طرف توجہ کی لیکن تاریخ حدیث کے متعلق کسی نے کچھ نہیں لکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض عوام کے علاوہ بڑے بڑے مصنفوں اور ریفارمس غلط فہمی میں بتلا ہو کر منکر حدیث ہو گئے کہ حدیث کی تحریر و تدوین دو صدی بعد عمل میں آئی۔

تاریخ حدیث کے متعلق تحریر حدیث کے عنوان سے والد راجد نے ۱۹۰۸ء میں ایک مصنفوں لکھا تھا جس میں رسول کریمؐ کے عہد کی بعض تحریرات اور کتب صادقة کا تذکرہ اور خلیفہ عمر بن عبد اللہؓ کے مسامی اور امام زہری وغیرہ کی تصانیف کا بیان تھا۔ مگر یہ نہایت ہی مختصر مصنفوں تھا مگر اردو میں اس موصوع پر یہ سب سے پہلا مصنفوں تھا۔

۱۹۱۳ء میں مولانا عبداللہ الحادی نے رسالہ علم الحدیث لکھا یہ (۵۶) صفحات کا رسالہ اس پر حصہ اول لکھا ہوا ہے۔ اس میں ضرورت حدیث، فوائد حدیث، اقسام حدیث، علوم حدیث کا بیان ہے۔ ایسی مفید تصنیف اردو میں اب تک نہیں ہوئی۔ معالم ہوا کہ اس کے پانچ حصے ہیں مگر ایک ہی حصہ شائع ہوا ہے۔

مولانا مفتی عبداللطیف صاحب پروفیسر جامعہ عثمانیہ نے تاریخ القرآن میں رسول کریمؐ کے عہد میں تحریر و کتابت کے متعلق مفصل و مدلل بحث کی ہے اور رسول کریمؐ کے حضرت علیؓ کو حکما صدقہ لکھانے کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ کتاب غالباً سال ۱۹۱۹ء کی مطبوعہ ہے۔

مولوی شبیلی نعمانی نے سیرت البنی جلد اول میں عہد نبوی کی چار پانچ تحریرات اور عہد تابعین کی چند تحریرات کا ذکر کیا ہے یہ بیان بقدر ایک صفحہ کے ہو گا۔

۱۹۲۵ء میں مولانا سید سلیمان ندوی نے خطبات مدراس میں تقریباً صفحوں پر حضور علی اسلام کے عہد کی سولہ تحریرات اور عہد تابعین کی بعض تحریرات کا ذکر کیا ہے  
۱۹۲۸ء میں مولانا غنایت اللہ فرنگی محلی نے تدوین حدیث پر ایک مضمون سلم احادیثی میں پڑھا۔ یہ مضمون (۸۸ صفحات پر شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں کتاب الصدقہ، خطبۃ الرشاد اور فرائیں رسول کریم، اور صحیحہ ہمام بن منبہ تابعی کا ذکر ہے۔ پھر خلیفہ عمر بن عبد الغفران اور امام زیر اور ان کے بعد محدثین اور کتب حدیث کا بیان ہے۔ خلافاً کے اثر سے حدیثیں وضع نہیں کی گئیں اس کا بھی مختصرًا ذکر ہے۔

مُسْتَرِ محمد علی مترجم قرآن مرید میرزا قادریانی نے صفحات کا ایک رسالہ از نام مقام حدیث شائع کرایا ہے اس میں ان کا روئے سخن اہل القرآن کی طرف ہے اسی سلسلے میں حدیث کی تاریخ بیان کی ہے اور عیسائیوں کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ حدیثیں سلاطین کے اثر سے بنائی گئیں ہیں۔ یہ رسالہ دوبارہ ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا۔ اشاعت اول کا حال علوم نہیں۔

محدثین پر سلاطین کا اثر تھا یا نہیں اس قسم کا ایک طویل مضمون (کیا علم حدیث پر سلطنت کا اثر پڑا) کے عنوان سے رسالہ معارف اعظم گذھ ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا رسالہ ترجمان القرآن حیدر آباد ۱۹۳۵ء میں بھی ایک مفید مضمون منکرین حدیث کے مقابلہ میں شائع ہوا ہے۔

عالیٰ ماجد نے تاریخ الفقہ میں اور اکثر مصنفین نے کتب مناظرہ و سیر میں حدیث کے متعلق مختصر طور پر کچھ لکھا ہے۔

غرض اپنے تک جو کچھ کام اس سلسلہ میں ہوا ہے نہایت ہی بمحمل اور مفید ہے لیکن اسے وہ ضرورت پروردی نہیں ہوتی جو تاریخ سے والبتہ ہے۔

والد ماجد نے ۱۵۳۲ھ میں تاریخ الفقة لتصنیف کی۔ اس کے ساتھ ہی خیاب موصوف کو تاریخ حدیث کا خیال پیدا ہوا۔

حضرت موصوف اپنی تالیفات کیلئے مختلف کتب خانوں اور مقامات میں سفر کر کے مراود فراہم کیا کرتے ہیں، اب بھی بعض تالیفات کی دھن میں سفر میں ہیں ۵ ہے اسی کی کوچ گردی میں فقیر اللہ کا

تاریخ حدیث کے لئے بھی انہوں نے سفر کیا تھا۔ قرن اول کے متعلق مسودہ لکھ کر راتی گئیں و ترتیب کے لئے خاکسار کی پسروں کو جبکہ بعد اضافہ و ترتیب و تہذیب قارئین کرام کے حضور میں پیش کرنے کا شرف حصل کرتا ہوں۔

حدیث کی تاریخ اگر کما حتم لکھی جائے تو دس بارہ مجلدات بھی مشکل سے کفایت کریں اور سی ہری تاریخ کی ضرورت بھی ہے۔ علم حدیث کی تاریخ میں اس مختصر کی کیا ہتی ہے مگر نہونے سے ایک چیز ہو گئی۔ میں نے داغ بیل ڈال دی ہے، اب دوسرے دعویداروں کو موقع ہے کہ ہو سکے تو اس بڑے زیادت کریں ۵ صلائے عام ہے یا ران نکتہ داں کیلئے

مجھے اپنی استعداد کا اندازہ خوب معلوم ہے اور اپنی چادر سے باہر پاؤں پھیلانے کے خیال سے بھی بے خبر نہیں ہوں۔ کبھی بھوے سے بھی طامی نہ بھرتا اور یہ مشکل ذمہ داری سرہ لیتا مگر صاحبانِ کمال کے سامنے مصنفانہ لباس میں آنا میری نقیدری میں لکھا جا چکا تھا۔ حضرت والد ماجدؑ صحف و علاالت نے مجھے مصنفان گرامی قدر کا منہ چڑانے پر آمادہ کر دیا۔ حاشا ثم حاشا مجھے تاریخ دانی یا علمیت کا دعویٰ نہیں میری بے بضاعتی میری بے کمالی پر دال ہے۔ الرجیع عظم سودیشی اردو۔ ضروری کہانیاں، محمود اور فردوسی یہ چار کتابیں حضرت موصوف کی تعییں ارشاد ہیں مجھکو لکھنی پڑیں۔ کیونکہ اول تو تصنیف و تالیف کیلئے اطمینان و سکون کی ضرورت ہر اور حضرت موصوف فراہمی مواد کیلئے اکثر سفر کرتے ہیں۔ دوسرے کبر سنی و علاالت کی وجہ سے زیاد و کام کا برابر داشت کرنا مشکل ہے۔ اس لئے خاکسار اب ان کا ہاتھ بٹانے پر مجبور ہوا ہوئے

یہ نظم بھی اس اطلاع کی غرض سے بارگاہ خسروی میں سپشیں کرنے کیلئے لکھی تھی ہے  
 شش سال زالطف شہنشاہ حق آگاہ در بلده ز آرام بانجام ببردم  
 صد گوہر نایاب بقر طاس پرم در علم تو ایخ وادب، شرع و طریقت  
 قبل از اجل از حملہ امراض بردم از تیرگی بخت خود و گردش گردوں  
 اور اجسٹدا و جسٹدا وند سپرم بلگدا شتم این خدمت دیرینہ لفڑند  
 لیکن تاریخ حدیث جیسا اہم کام مجوج ہیسے ہمیزیز کے لئے کسی طرح مذوقوں شناگر کیا کروں مجبوؤں  
 اللہ کے نام پر شروع کرتا ہوں

## یا مُعِینَ الْمُسْتَعَان

### منزل کری میں تا بیدراہ المدد

اس مالیف کے سلسلہ میں حضرت والد ماجد کو اور خاکسار کو جن عربی کتابوں کا مطالعہ  
 کرنا پڑا انکی طویل فہرست لکھنا ضروری نہیں معلوم ہوتا۔ علماء کرام کو اندازہ ہو جائے گا کہ پہنچاں  
 کتابوں کا عطر اور جانکاہ تجسس و تلاش کا نتیجہ ہے۔ اکثر کتابوں کے حوالے مناسبت قلعوں پر  
 درج ہیں۔ زیادہ فائدہ تذكرة الحفاظ، تہذیب التہذیب، مستدرک حاکم، کنز العمال، سشن کبریٰ  
 وغیرہ سے حاصل ہوا ہے۔ یہ نادر و نایاب علمی و دینی ذخیرہ دائرۃ المعارف حیدر آباد کن نے شامل  
 کیا ہے اور علام حضرت ظل سبحانی امیر المؤمنین سلطان العاوم سیر عثمان علی خان بہادر شہنشاہ دکن  
 خلد اسد ملکہ و سلطنت کے دستِ کرم سے منصہ انہمار پر آیا ہے ۵

دامر قلبی علیہ معتقدلا : بسط اللہ ظلة ابد ا

فارسی اردو کی جن تصانیف سے استفادہ کیا گیا ہے اُن کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ مالی شکلات نے  
 مجھے اخصار بجا پر مجبور کیا ہے۔ ہر عنوان کے تحت میں مینے بنظر اخصار ایک ایک دو دو نظائر  
 لکھے ہیں۔ سمجھا جائے کہ اس عنوان کے متعلق علم حدیث میں اسی قدر ذخیرہ ہے بلکہ اُس قسم کے

صدہ ان نظام م موجود ہیں۔

صاحبانِ علم و اربابِ حکم سے اُسید ہے کہ اس حیر سر اپالقصیر کے افلاط کی پرده پوشی فرائشگئے جو غلطی یا نقص علوم ہواس سے مطلع فرمائیں گے تاکہ دوسری اشاعت میں اصلاح کیجا سکے۔

الا لے خرد مند فرخنہ خو	ہنرمند نہ شنیدہ ام عیب جو
بدان را بہ نیکاں پہ بخشد کریم	شنیدم کہ در روز آسید و یم
بخلق جہاں آفریں کار کن،	تو نیز اربدی بینی اند سخن
چو حرف پسند آیدت از هزار	بردی کہ دست از لغت بدار

خداوند ذوالجلال اپنے حبیب پاک کے طفیل سے میری اس تالیف کو قبول فرمائے، اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائے۔ آخر میں فاریں کرام سے الجا ہے کہ اعلیٰ حضرت تاجدارِ دکن خلد اللہ علیہ و شہزادگان والاتبار کی ترقی عمر و اقبال و صحت و ملک و مال کیلئے دُعا فرمائیں۔ اور ان حضرات کے لئے بھی دُعا فرمائیں جن کی حوصلہ افزائی سے یہ اسلامی خدمت انجام کو پہنچی ہے۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم  
زانکہ من بستہ نہ گارم

احقر

قاضی عبد الصمد صارم سیوطی ماروی

مُرکن ادارہ علمیہ - دکن

رجب ۱۳۸۵ھ

# البَابُ الْأَوَّلُ

## فِي تَارِيخِ الْحَدِيثِ

خوشنود دل کہ ہو جس دل میں آرزوی  
خوشنام جسے تازہ رکھے ہو تو سیری

فن روایت وہ فن ہے جس کے مطالعہ پر اقوام عالم کی ترقی و نزول کا بہت کچھ مدار ہے یہ فن یساقدیم ہے کہ اگر قدامت کے اعتبار سے اس کو فطرت انسانی کا لازم قرار دیا جائے تو یجاہیں بزرگ، ہر ملک، ہر قوم میں یہ کم و بیش جاری رہا ہے۔ اس زمانے میں جس وقت کی بخارا سے فن دیکھا جاتا ہے محتاج بیان نہیں، اہل عرب کو اس فن کا چسکہ ابتداء ہی سے لگا ہوا تھا، اور ان کی اعجاز نما قوت حافظت اس کی حافظت تھی۔ تاریخی واقعات، انسانی انساب تو بڑی چیز ہیں ملک عمومی شخص اپنے اوپٹ کا سلسلہ سو سو نسلوں تک گنجانا تھا۔ ابو تمام اور ستبی کو جاہلیت اور اسلام کے شعر کے ایک لاکھ سے زائد اشعار یاد تھے۔ صمعی نے تین دن میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت حافظہ پر سر ولیم سپور نے بھی شہادت دی ہے کہ انہی قوت حافظہ انتہائی درجہ پر تھی اور اس کو وہ لوگ قرآن کی نسبت کمال سرگرمی سے کام میں لاتے تھے، ان کا حافظہ ایسا منبوط تھا اور ان کی محنت ایسی تھی کہ حسب روایات قدیم کہ اکثر اصحاب، سپغیہ کی حیات میں بڑی صحت کے ساتھ تمام وحی کو حفظ پڑھ سکتے تھے (لائف آف محمد) یہی فن روایت علم تاریخ کا سنگ بنیاد ہے اور فن حدیث فن روایت و فن تاریخ کا ایک فرد ہے۔ اسلام نے اس فن کے ساتھ ایسے ایسے احسانات کئے ہیں جس کی نظر و نیا کسی قوم و ملک میں نہیں۔ قواعد روایت، صوابط درایت قوانین استحفاظ فرمائیں کئے۔

یہ قواعد ترقی کرتے کرتے فن کی صورت میں مدون ہو کر فن اصول حدیث کے نام شہرو ہوئے اور تقریباً سو فنوں میں مکمل ہوئے۔

جو اہتمامات فن حدیث اور فن روایت کی داشت کیلئے زمانہ رسالت سے آج تک کئے گئے ہیں وہ بخوبی سے کم نہیں۔ کرہ دنیا کا بڑے سے بڑا پیغمبر یا پیشوائیچھے سے اچھا فلاسفہ یا عکیم عدو عمدہ مصلح یا مقتن، مشہور سے مشہور ریفارمیر یا اسپیکر یہ آواز دنیا کے کسی گورنر سے بلند کر سکتا ہے کیسے ہوں وہ پیشہ و کریڈیت بعد میرے اخلاف نے میرے اقوال میرے احکام، میرے جزوی کلی جا واقعات، صحت و خطاٹت و دیانت کے ساتھ ہزاروں برس تک آنے والی نسلوں کو پیچا پوتے حضرت موسیٰ صاحب ہنپول گے حضرت عیسیٰ گواہی نہیں گے۔ کرشن جی نہ بولیں گے۔ راجمند بھی خاموش رہیں گے، گومتپور اور زرتشت سکوت اختیار کریں گے، اگر یہ توانہ بلند ہو گا تو صرف بطحائیے مدینہ کے گنبد سبز کے میکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر المزار سے،

حدیث کا موضوع ذات سروکائنات ہے حضور کے عہد سعادت ہدید سے آج تک مقدس بزرگ آپ کے اقوال و افعال و حالات کو احتیاط کے ساتھ آنے والی نسلوں تک پیچا پوتے رہے ہیں اور آنے والی نسلوں کے فضلاً تحقیق و تفتیش کے بعد ان کو قبول کر کے محفوظ کرتے رہے ہیں۔ حدیث کی جس طرح خطاٹت ہوئی ہے اس کی نیظر دنیا کی کوئی تاب کوئی فن پیش نہیں کر سکتا۔

## حدیث کی ابتدا

تاریخ عالم کھلے منہ گواہی وے رہی ہے کہ جھٹی اور ساتویں صدی عیسوی کا زمانہ دنیا کا تاریک تریں اور بدترین زمانہ تھا۔ سطح غبرا پر جہالت و ضلالت کی گھنیلہمور گھنائیں چھارہی تھیں بد اخلاقیاں، فسق و فحود اہل عالم کی طبیعت ثانیہ ہو گئی تھی۔ عرب تمام گمراہیوں اور جرمائیوں کا مرکز تھا۔ اگر مسرسری طور پر بھی عرب کی تاریخ قبل از اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو سوائے فصاحت لسانی اور جرأت و بسالت کے کوئی علمی، علمی، اخلاقی، معاشرتی خوبی نظر نہ آئے گی بلکہ اخلاقی و معاشرتی خرابیوں میں عرب کی حالت سب سے زیادہ زبیوں دکھائی دے گی، طرزِ عبادات، معاملات، کھانے پینے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، لین دین، شادی غنی تماہابتوں میں جہالت و

و مگر ابھی نمایاں نظر آئے گی۔

ظاہر ہے کہ اس فتیم کے امور کو خداوند ذوالجلال اور رسول ایزدم تعالیٰ کس طرح پسند کر سکتے تھے اس لئے جب حضور علیہ السلام بعوث بر ساخت ہوئے اور آپ نے تبلیغ کی اور ابو بکر صدیق ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ علی مرضنی مشرف باسلام ہوئے اسی وقت سے مسلمان ہماریں اپنی ہدایت و ارشاد کے متحمل تھے۔ وہ ہر کام آپ کو دیکھ کر یاد کھا کر یا آپ سے پوچھ کر کرتے تھے۔ قرآن بتدریج نازل ہو رہا تھا۔ اس لئے آپ کے اقوال، آپ کے انعال، آپ کا انکار و سکوت ہی مسلمانوں کا مشعل راہ رہا۔ اسی کا نام حدیث ہے اس لئے جو زمانہ لبعثتِ رسول کا ہے وہی آغازِ حدیث کا ہے۔

## حدیث بھی حکم خدا ہے

خداوند ذوالجلال نے قرآن مجید میں حضور سیدہ السلام کے متعلق فرمایا ہے و ما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى (پیغمبر اپنی خواہش سے (امور دین میں) نہیں کہتا بلکہ وحی سے کہتا ہے)۔ مسنون دارمی میں ہے قال کان جب تیل نزل علی النبی بالسنة كما نزل عليه بالقرآن، (جبریل رسول کریم پر جس طرح قرآن نازل کرتے تھے اسی طرح حدیث نازل کرتے تھے)۔

قرآن کو وحی جلی اور وحی مستلو کہتے ہیں، حدیث کو وحی خفی اور وحی غیر مستلو کہتے ہیں۔ قرآن میں ہے کہ وحی جلی کے علاوہ خدا کی طرف سے حضرت کو اور بھی علم کا ذریحہ تھا۔ اور جبریل وحی جلی کے علاوہ وحی خفی بھی آپ پر نازل کرتے تھے۔ اذا اسر المبی الى بعض ازواجه حنثیاً فلمانیات به و اظهراه اللہ علیہ عرف بعضه و اعرض عن بعض فلما نبأها به قالت من اذاك هذا قال نبأه العلیم الخبراء (نبی نے اپنی بیوی سے ایک خفیہ بات کہی۔ بیوی نے اس کو ظاہر کر دی ائمہ نے بھی کو خردی۔ نبی نے بیوی سے دریافت کیا۔ بیوی نے کہا تھا کیونکہ خبر ہوئی۔ نبی نے کہا بھجو خدا نے خردی) اس آیت میں بیوی نے جس خبر کی اطلاع کا سوال کیا ہے وہ خبر قرآن مجید میں مذکور نہیں اور حضور نے جواب میں فرمایا کہ بھجو خدا نے خردی۔ اس واقعہ سے ثابت ہے کہ

حضور کو خدا کی طرف سے قرآن کے علاوہ اور جو علم کا ذریعہ تھا۔

وہی غیر مسلسلو یعنی حدیث کی یہی تعریف ہے کہ معنی و مطلب خدا کی طرف سے نبی پر نازل ہو اور نبی اسکو اپنی عبارت میں بیان کرے۔ قرآن مجید میں رب کریم نے اس وجہ کو حکمت کے نفط سے تعبیر کر کے ذکر کیا ہے وَإِنَّ اللَّهَ عَلَيْكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (اُنہ نے اُس پر کتاب اور حکمت نازل کی) وَيَعْلَمُهُمَا الْكِتَابُ وَالْحِكْمَةُ (رسول اُمّت کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے) یہ اور اسی قسم کی بہت سی آیات ہیں جن سے ثابت ہے کہ کتاب اور حکیم، حکمت اور حکیم ہے۔ قرآن مجید میں خداوند ذرا الحلال نے حدیث کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اور اپنا حکم قرار دیا ہے جیسا کہ پلی آیت سے معلوم ہوتا ہے اور اذیع الد کو اللہ احدی الطائفین انھا لکم و تو درن ان غیر ذات الشوکت تكون لكم و يرید اللہ ان يحق الحق بكلماته ويقطع دابر الكافرين (اُنہ نے دو گروہوں میں سے ایک پر فتح دینے کا وعدہ کیا تھا اور تم چاہتے تھے کہ مفرور گروہ پر غلبہ پائیں، خدا چاہتا تھا کہ اپنے حکم سے حق کو غالب کرے)

یہ آیت جنگ بدر کے متعلق ہے اس میں جس وعدہ فتح کی طرف اشارہ ہے وہ وعدہ کہیں۔ قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ قرآن نے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔ مان حضور نے فرمایا تھا۔ خدا نے آپ کے فرمانے کو اپنا وعدہ قرار دیا تھا۔ کیونکہ آپ کا ارشاد حکم الہی ہوتا تھا، الوتر الی الذین نخوا عن النجوى تحریک عدوں (لیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کاناپوسی سے منع کیا گیا تھا مگر وہ باز نہیں آئے)۔ اس آیت میں (نجوی۔ کاناپوسی) کے منع کرنے کو اپنا حکم تباہیا ہے مگر تمام قرآن میں اس آیت کے نزول سے پہلے کہیں (نجوی) کی مخالفت نہیں آئی۔ حضور نے منع فرمایا تھا چونکہ وہ ارشاد بھی حسب حکم الہی تھا۔ اس لئے وجہ خوفی کی جگہ وجہ جلی میں اس کی طرف اشارہ کر کے تاکید کی گئی۔

## حدیث کلام رسول ہے

حدیث کے جو معنی جو مطلب جو مفہوم ہے وہ خدا کا حکم ہے، الفاظ و عبارت رسول کریمؐ کی ہے۔

چونکہ قرآن خدا کا کلام ہے اس لئے اعجاز نہیں ہے، نہایت جامع اور فصیح و بلینغ کلام ہے، دنیا کے فصحاً و بلغاً کے کلام موجود ہیں عقلاً حکماء کے اقوال سے مجلدات پُر ہیں فلسفیوں، مفکنوں کی تھائی سے ہزاروں کتابیں ہیں لیکن ان میں کوئی ایک بھی ایسی نہیں جس پر صحیح اعتراضات قائم نہ ہوئے ہوں جنکی مدلل و محقق تردید نہ ہوئی ہو۔ ان میں کوئی ایک بھی ایسا نہ سخلا کہ ہر زمانے ہر ملک، ہر قوم کے مناسب حال ثابت ہوتا اور دنیا کا ساتھ دیتا۔ تجربہ اور مشاہدہ بتاتی ہے کہ ایسا کلام جو ہر حال میں ہر جگہ کے لئے منفید ہو حشو و زواب و عیوب کے پاک ہو کسی شاعر کسی شارکی حکیم کسی فیلسوف کسی متفنن کا نہیں ہو سکتا اس لئے ایسا جامع اور منفید اور فصیح و بلینغ کلام جس کسی کا ہو گا وہ شخص ضرور مُؤید من اشد ہو گا۔ احادیث صحیحہ میں جواہر حکام و نصارخ ہیں وہ آج چودہ صدی سے بغیر کسی وقت کے دنیا کا ساتھ دے رہے ہیں، ان میں کوئی بیکار و ناقص ثابت نہیں ہوا۔ بہت سے مسلمان بزرگوں کے نصائح بھی ہیں لیکن ان کا اکثر حصہ زیادہ مدت تک کارآمد ثابت نہیں ہوا۔ بہت سے اماموں کے کلام ہیں لیکن ان میں مترضین کو گنجائیں ملی۔ امام خواری کی عربیت پر اعتراض ہوئے۔ شیخ الرئیس ابو علی سینا کی عربیت پر اعتراض ہوئے لیکن احادیث رسول مقبول ایسا جامع اور فصیح کلام ہے کہ اس پر آج تک کوئی اعتراض نہ ہو سکا، اوس کی ہمگیری اور لطافت کیا ہر ادب ہی پچاپ سکتا ہے، چونکہ حضور کا کلام غایت درجہ فصیح و بلینغ اور جامع ہوتا تھا۔ اس لئے امکن نے یہ اصول قرار دیا ہے کہ حدیث موصوع کی ایک شناخت یہ بھی ہے کہ اس میں صرفی نخوی غلطیاں ہوں۔ رکاٹ لفظی ہو۔ غرض جو فصاحت و بلاغت اور ہمگیری حکمت تدبیر احادیث میں ہے وہ کسی شاعر کی حکیم کے کلام میں نہیں۔ خیر یہ تو علمی عقلي باتیں ہیں اور نہایت وسعت طلبِ ضمنوں ہے۔ یہاں حرف اشارہ کر دیا گیا ہے

اگر درخانہ کس است حرفة بیس است

لیکن و مسلمان جو علمی بحث کرنے کیوں کر جائیں کہ حدیث کلام رسول ہے اُن کے لئے قلمی ثبوت و دلیل یہ ہے کہ جس سند سے ہم کو قرآن مجید پہنچا ہے ہم نے قرآن مجید کو جس سند

بھروسے پر کلام الہی تسلیم کیا ہے وہی سند ہم کو بتاتی ہے کہ حدیث کلام رسول ہے۔

ہم سے مسئلہ بدلہ تو اتر کے ساتھ امام نجاری نے کہا کہ قرآن کلام الہی ہے جو رسول کریم نبازل ہوا، ان سے شیخ مکی بن ابراہیم نے کہا تھا۔ ان سے امام ایوب جنیف نے ان سے شیخ حاد بن ابی سلیمان نے ان سے امام ابراہیم خنی نے ان سے شیخ علقمہ بن قیس نے ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اور یہی بزرگ اسی سلسلے سے اسی طرح کہتے ہیں کہ حدیث کلام رسول ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم قرآن کے متعلق تو ان کے قول کو صحیح سمجھیں اور حدیث کے متعلق غیر صحیح خیال کریں۔ اگر ہم ان بزرگوں کے آواں کو غیر صحیح سمجھیں تو نہ کتاب ثابت ہوگی نہ رسالت،

## حدیث قرآن سے ماخوذ ہے

امام شافعی نے فرمایا ہے کہ آنحضرت نے جو کچھ فرمایا ہے اُس کا استنباط آیات قرآنی سے کیا، ابن جرجانی نے لکھا ہے کہ جس قدر صحیح حدیثیں ہیں، ان کی صدیقیت قرآن میں بجنبه یا قریب قریب موجود ہے۔

حدیث کی ایک قسمیم یہ ہے کہ ایک قسم حدیث کی وہ بھی ہے جس کا تعلق قرآن مجید سے نہیں یہ مناقب و شالب و قصص و پیشگوئی دغیرہ ہیں۔ دوسرا قسم وہ ہے کہ جس کا تعلق قرآن مجید سے والبتہ ہے۔ اس قسم دوسری کی دو قسمیں ہیں۔ غیر احکامی اور احکامی۔ غیر احکامی کا تعلق قرآن مجید سے صرف اس قدر ہے کہ رسول کریم نے قرآن کے استعارہ کنایہ تشبیہ تعریف ایکا ز وغیرہ مشکل مقامات کی تشریح فرمائی جیسے بخاری و ترمذی کی احادیث بالتفصیر۔

احکامی وہ حدیثیں ہیں جن کا تعلق قرآن مجید کی احکامی آیات سے ہے عام اس بے کہ وہ اعتقادیات سے ہوں یا اخلاقیات سے ہوں یا عبادات سے یا معاملات سے غرض یہ قرآن مجید کی اُن لفظوں کی تشریح بے تعلق رکھتی ہے کہ جو قرآن مجید میں بطور اسم کے یا بطور اجمال کے بیان کئے گئے ہیں جیسے لفظ صلوٰۃ، رکوٰۃ وغیرہ مگر اُن کی ہدایتہ کذائیہ، اُن کے اجزاء، اُن کے مقادیر،

ہن کے اوقات بیان نہیں ہوئے یا اگر ہوئے تو محض التفات دلانے کیلئے بیان کئے گئے اخافت نے ان کو کر کے یافرمائے بتا دیا۔

## ضرورت حدیث

اگرچہ عقاید، عبادات، اخلاق کے تمام ابواب قرآن مجید میں مذکور ہیں مگر وہ اصول ہیں انکی توضیح، تفصیل، تحدید و تعین کے لئے رسول کریمؐ کے اقوال و افعال کی ضرورت ہے، ان اصول کی تفسیر ہو منجانب اشہر ہیں تاحد امکان و محل بشری اسی شخص کا کام ہے جو ان اصول کو پیش کرتا ہے اور وہ جو تفسیر کرے گا وہ بھی اصل کلام کی طرح عقائد و اعمال کا جزو ہو جائے گی۔ صحابہ کے اقوال سے بھی حدیث کی یہی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

حضرت عمر بن حصین صحابی سے ایک شخص نے کہا کہ آپ لوگ ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جن کی اصل ہم کو قرآن میں نہیں ملتی۔ انہوں نے فرمایا کیا قرآن میں یتفصیل ہے کہ ہر چالیس درہم پر ایک درہم، اتنی بکریوں پر اتنی بکریاں، اتنے اذٹوں پر اتنے اونٹ زکوٰۃ دی جائے اُس نے کہا ہے، اپنے فرمایا پھر تم نے کیوں کر کھا۔ تھنے ہم سے سُنا ہم نے رسول کریم سے سُنا (ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ) اسلام کا قانون اساسی قرآن ہے اور قانون ثانوی حدیث ہے ہر قانون کی یہ کمیت ہے کہ اس کی تشریع کی حاجت ہوتی ہے اور وہ لوگ اسکی شرح کرتے ہیں جو اس فن کے ماہر ہوتے ہیں اور جن کو اس کا منصب حاصل ہوتا ہے اُنکی وہ شرح خود قانون بنجاتی ہے، ضابطہ دیوانی، ضابطہ فوجداری جماعت آئین ساز جاتی ہے لیکن جو اپنے فضلواں میں اسکی تشریع و تفسیر کرتا ہے اُنکی وہ تشریع خود قانون بن جاتی ہے۔

حضور علیہ السلام جب مبعث بر سالت ہوئے اور لوگ مسلمان ہونے شروع ہوئے، عرب کے نازیبا اُنراق و مراسم نہ خدا کو پسند تھے نہ رسول خدا کو، اور رسول کیا پسند کرتے آج تاریخوں میں ہم اُن کو کوئی بھلا آدمی بھی پسند نہیں کرتا۔ اس لئے مسلمانوں کو فوراً ہر امر میں احکام کی ضرورت ہوئی فرمائی جب تک نازل ہو رہا تھا۔ اس لئے اصحاب ہر کام کو اسی طرح کرنے تھے جس طرح حضور کرتے تھے۔

یا آپ سے درپاٹ کر لیتے تھے جس امر سے آپ منع فرماتے مُرک جاتے تھے یہی حدیث ہے۔  
 اگر حدیث کوئی مانا جائے تو ماننا پڑے گا کہ صحابہ اور رسول کا طرز عمل وہی تھا جو جہاں عکس کا تھا  
 یا یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ جس دن آپ مبعوث بر سالت ہوئے اسی دن تمام قرآن نازل ہوا،  
 اور قرآن میں تمام جزئیات کے لئے مشرح احکام موجود ہیں۔ اگر حدیث نہ ہو تو نماز روزہ نجع  
 زکوٰۃ کوئی ایک رکن بھی نکمل نہیں ہو سکتا اور آیت الیوم احکامات لکھ دینکرو (آج تھارا  
 دین کامل ہو گیا) صحیح نہیں فرار پاسکتی۔

سب انسان یکسان فہم و فراست، علم و قابلیت کے نہیں ہوتے۔ سبکی ضرورتیں بھی  
 یکسان نہیں ہوتیں۔ اس لئے یہ ناممکن ہے کہ جو کلام حضور نے پیش کیا اس کے متعلق افہام  
 نہیں کی ضرورت پیش نہ آئی ہو اور آیت کوستتے ہی ہر صحابی اُس کے کلی و جزوی احکام سے  
 باخبر ہو گیا ہو۔

ایسے واقعات کتابوں میں مذکور ہیں کہ آیت کے اصل مفہوم کے خلاف کسی نے سمجھا،  
 بعد کو حضور نے اصلاح فرمائی جب آیت حتیٰ تبیین لکم الخیط الا بیض من الخیط  
 الاسود (جب تک نظر آئے تم کو درباری سفید سیاہ دہاری سے) نازل ہوئی تو حضرت  
 عدی بن حاتم طائفی صحابی نے ایک ڈوار نگ کر رکھ لیا۔ صحیح کو رسول کریم سے عرض کیا، آپ نے  
 فربا بابا اس سے مراد صحیح کی سفیدی اور رات کی سیاہی ہے۔

صحابہ کو سمجھانے کے لئے حضور کو الthr شریع و تفسیر کرنی پڑتی تھی اور اس تفسیر و تشریع  
 کرنے کا حکم حضور کو خود خداوند ذوالجلال نے دیا ہے۔ انا انزلنا اللیک الذکر لتبیین  
 للناس مَا نزل عَلیْهِمْ وَلَعَلَهُمْ يَتَفَکَّرُونَ (۱۸) رسول ہم نے یہ کلام تپر اس ملنے آتا رہا  
 کہ تم اس کو خوب واضح کر کے سمجھادو)

حقیقت یہ ہے کہ کوئی کتاب ایسی نہیں ہو سکتی جو تمام جزئیات پر حاوی ہو کیونکہ جزویات  
 لا محدود ہیں اور یہ چودہ سورس کا تحریک ہے کہ قرآن مجید اور سینکڑوں کتابیں حدیث کی، اور

اور بزراروں کتابیں تفسیر و فقہ کی موجود ہیں مگر جزئیات ابھی تک محصور نہیں ہوئے کیبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی صورت نئی پیش آہی جاتی ہے، اس لئے علیم مطلق نے ایسا جامع کلام نازل فرمایا جس میں اس قسم کے اصول ہیں جن سے ہر زمانے میں ہر ملک میں ہر قوم میں حسب ضرورت جزئیات کا حل ہوتا رہے گا۔ قرآن مجید کے اصول کی تشریع حدیث ہے اور حدیث کی تفسیر فقہ، جب یہ نیوں مل جائیں جب مسائل کی تکمیل ہوتی ہے اور ضروریات پوری ہوتی ہیں۔

اخرج ابن ابی حاتم من طریق مالک بن انس عز بعیة قال ان الله تبارك وتعالى  
انزل اليك الكتاب مفصلاً وترك فيه موضعاً للسنة وسن رسول الله صلى الله عليه وسلم  
ترک فیها موضعاً للرأی یعنی خدا نے مفصل کتاب نازل فرمائی لیکن اس میں حدیث کے لئے جگہ  
اقی کھی۔ اور رسول کریمؐ نے حدیث بیان فرمائی لیکن اس میں اجہاد کے لئے کنجایش باقی کھی،  
اگر حدیث سے مدد نہ لیجائے تو نہ نماز کے اوقات کا صحیح تعین ہو سکتا ہے نہ رکعات و حکیمات  
قراءت و ادعیہ وغیرہ کا، اسی طرح دیگر اکاں وسائل کا حال ہے۔

اگرچہ عقاید و عبادات، اخلاق و معاملات وغیرہ کے تمام ابواب اصولاً قرآن مجید میں نہ کوئی  
میں لیکن ان کی توضیح و تفصیل، تحرید و تعین کے لئے رسول کریمؐ کے اقوال افعال کی ضرورت ہو،  
سلسلہ وہ بھی قرآن مجید کی طرح نہ ہی عقائد و اعمال کا جزو ہیں۔

خس و خاشک شکد از عین لقین گرگنید	اہل اسلام پو تحقیق سخن در گیرند
شاہد دین خود از قول تم پیغمبر گریند	رونق کار خود از حضرت قران جو نید
از احادیث نبی مرشد و رہبر گریند	لے خوش تا قوم که اندر رہ دین گاہ سلوک
ہر چیز آن غیر حدیث است نہ در خور گریند	در مقامیلہ سخنہا رود از علم و عمل
مجتہد اپنے لفربود ہمان گرگنید	مطلب و معنی آثار و حدیث و اخبار
شب تاریست بگوش شیع منور گریند	ناگزیر آمده بر حق طلبان علم حدیث

## حدیث پر عمل کرنے کا حکم

ما اتا کم الرسول فخذ وہ دمانتها کو عنہ فان تھوا (رسول جو تم کو حکم دے اسکو مضبوط پکڑو اور جس بات سے تم کو روکے فوراً رک جاؤ) صحابہ اس آیت کا یہی مطلب سمجھتے تھے کہ حدیث پر عمل کرنا لازم ہے چنانچہ تفیر در مشور میں حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی اور ایک عورت کا مکالمہ اس طرح مذکور ہے۔

عورت۔ میں نے ستا ہے کہ آپ ان عورتوں پر لعنت کرتے ہیں جو زینت کے لئے بال چنواتی ہیں اور دانت رتواتی ہیں۔

ابن مسعود۔ ہاں

عورت۔ آپ کیوں لعنت کرتے ہیں  
ابن مسعود۔ جس پر قرآن میں لعنت موجود ہے اس پر لغت کرنے میں مجھے کیا تأمل ہو سکتا ہے،  
عورت۔ میں نے بارا قرآن پڑھا ہے قرآن میں یہ کہیں نہیں۔

ابن مسعود۔ کیا تو نے نہیں پڑھ ما اتا کم الرسول ان

عورت۔ ہاں پڑھا ہے مگر اس میں کہیں لعنت کا ذکر نہیں۔

ابن مسعود۔ رسول کریم نے ان بالوں کو منع فرمایا ہے اور لعنت فرمائی ہے۔

ما کان لِمُؤْنَن وَ لَا مُؤْصَنَة اذَا قضَى اللَّهُ وَرِسُولُهُ امْرًا اَن يَكُونَ لِهِمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ،  
(جب خدا اور رسول کسی کام کا حکم دیں تو کسی صاحب ایمان کو عدم قبول کا حق نہیں) اس آیت میں اش پاک نے صاف طور پر اپنے ساتھ رسول کو بھی امر قرار دیا ہے۔

لَا يَحْرَمُونَ مَا حَرَمَ اللَّهُ وَرِسُولُهُ (نہیں حرام سمجھتے ان چیزوں کو حنکو اشد اور رسول نے حرام کیا ہے۔)  
اللہ نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے اُن کا ذکر قرآن میں ہے۔ رسول کو اُن کے حرام کہنے کیا ضرورت تھی وہ تو حرام ہو ہی گئیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم کی حرام کی ہوئی چیزیں۔ اُن کے علاوہ ہیں، اُن کا ذکر کہاں ہے؟ قرآن میں تو ہے نہیں، حدیث میں ہے اس لئے حدیث پر

عمل کرنا لازم ہے۔

## ترک حدیث پر عتاب الہی اور اُس کا خطرناک نتیجہ

فِيْلَحْدَرِ الَّذِينَ يَخْلُقُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تَصِيرُهُمْ فِتْنَةً أَوْ يَصِيرُهُمْ عِذَابًا أَلِيمًا۔  
 (جو لوگ رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں انکو ڈننا چاہئے کہ کسی فتنہ یا عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں)  
 اس آیت کی تصدیق بعض اسلامی مارکنی واقعات سے ہوتی ہے۔ حضرت علی خلیفہ تھے،  
 اور مجتہد صحابی تھے۔ جب انہوں نے امیر معاویہ سے فیصلہ کرنے کیلئے نجایت قبول کری تو ایک  
 گروہ حضرت علی کے خلاف ہو گیا اور ان کو (نعمود بائش) کافر کہنے لگا کیونکہ وہ تحکیم (نجایت)  
 کو نص قرآنی ان الحکوم لا لله (ابن حکم اشہری کا ہے) کے خلاف سمجھے۔ حدیث پر نظر نہ کی۔ حدیث  
 کو چھوڑا۔ مجتہد کو چھوڑا، انجام یہ کہ چاہ ضلالت میں گرے اور خارجی کہلائے۔

## تاکید حفاظت حدیث

قرآن میں ارشاد ہے ما أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ رَسُولُ جو حکم دے اس کو مضبوط پکڑو۔  
 قبیله عبد القیس کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور لقیمِ حمل کی۔ بوقتِ خصت عرض کیا  
 کہ حضور ہمارے راستہ میں کفار کے قبائل ہیں اس لئے یہم حضور کی خدمت میں سوائے ان مہینوں کے  
 حاضر نہیں ہو سکتے جن مہینوں میں عرب جنگ کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ حضور نے ان کو نماز، روزے غیو  
 کے احکام بتائے اور فرمایا احفظوه داخب وہ من درائکم (خود ان کو محفوظ کرو اور دوسریں  
 کو سپنی پاؤ۔

## اجازت روایت حدیث

حدیث میں جو احکام ہیں وہ بھی منجانب اشہر ہیں اور حضور علیہ السلام تبلیغ پر مأمور تھے اسکے  
 جس طرح آپ نے احکام قرآنی اُمّت کو پہنچائے اسی طرح احکام حدیث پہنچائے۔ جس طرح آئندہ  
 نسلوں کو قرآن پہنچانے کی تاکید فرمائی اسی طرح حدیث کی روایت کی اجازت دی۔ اگر حدیث شیخناہی  
 جاتی تو تبلیغ دین اور دین نامکمل رہتے۔ قرآن مجید میں حدیث پہنچانے کے متعلق صاف حکم ہے۔

ویعلمہما الکتاب والحكمة (رسول اُمّت کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے) اسی طرح حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے چالیس حدیثیں پہنچائیں وہ علماء میں مشور ہو گا اور نصر اللہ امراء سمع من آشیا فبلغہ کہا سمعہ (خدا اس کو خوش رکھے جس نے ہم سے مُتنا اور اس کو اسی طرح پہنچایا جیسے مُتنا تھا)۔ ہاں حدیث کے متعلق دو باتوں کو منع کیا گیا ہے ایک یہ کہ کثرت سے حدیثیں روایت نہ کیجائیں یہ اس لئے کہ بعض حدیثوں کے احکام وقتی ہوتے تھے۔ بعض میں بھائی مصلح تغیر و تبدل ہوتا تھا۔ اس لئے حدیثوں میں ناسخ و منسوخ بھی بہت ہیں۔ حدیثیں غیر احکامی بھی ہوتی تھیں اور حضور علیہ السلام عادات و میہمات میں کسی ایک امر کے پابند نہ رہتے تھے۔ یہ پابندی ممکن بھی نہ تھی اور مناسب بھی نہ تھی۔ بعض دفعہ ایسا ہوا ہے کہ کسی ضرورت پر کوئی حکم دیا گیا کچھ دلوں کے بی پھر وہی ضرورت پیش آئی تو بجا طور مصلحت وقت اس کے خلاف حکم دیا گیا۔ اسی کثرت روایت میں ان سب کا سامنے آجانا اختلاف و اقتراق کا سبب ہو سکتا تھا۔ اور کثرت روایت میں غیر احکامی حدیثیں جو مفید عام شہ تھیں عوام کے سامنے آجائیں جو ممکن ہے کہ ان کے خلجان کا باعث ہوتیں۔ کثرت روایت کے ممالغت کا حکم زیادہ تراہیں سے متعلق ہے۔ اس لئے حضور کا ارث دہے ایا کم و کثرة الحدیث عنے (بھی سے زیادہ حدیثیں روایت نہ کرو) گویا روایت کی اجازت ہے کثرت کی ممالغت ہے۔ کثرت روایت میں یہ بھی خرابی تھی کہ ہر کوئی روایت کرنے لگتا۔

صحابہ کے اقوال سے بھی یہ حکم غیر احکامی حدیثوں سے متعلق ثابت ہوتا ہے حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن حدیثوں میں تھا رافائدہ تھا میں نے تم سے بیان کر دین (صحیح مسلم) حضرت عمر نے بھی اسی قسم کی احادیث کی روایت کو روکا تھا۔ قال ابو هریرۃ لما ولی عُمَرْ قَالَ أَقْلُوا الرِّهَايَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَافِنَّمَا يَعْمَلُ بِهِ (ابو هریرہ نے کہا کہ جب عمر خلیفہ ہوئے تو حکم دیا کہ جو حدیثیں احکام سے متعلق نہیں کم روایت کیجائیں۔ مصنف عبد الزاق) حضرت عبد اللہ بن سعود کا قول ہے ما انت بمحلى قوماً حلّتْ لِلأتْلَفَه عقولهم الْأَكْلَان

لبعضہم فتنہ۔ (جب تم ایسی حدیثیں بیان کرو گے جو لوگوں کی عقل میں نہ آتی ہوں گی تو بعض لوگ فتنہ میں متلا ہوں گے۔ مقدمہ صحیح مسلم)۔

ان غیر احکامی حدیثوں میں بعض سیاسی حالات سے متعلق تھیں۔ بعض معاشرت و محاذات سے متعلق تھیں۔ بعض کا تعلق نداہب مختلف کے معتقدات سے تھا۔ بعض میں پچھیدہ مسائل و کاموں دوسری ممانعت جھوٹی حدیثوں کی روایت کرنے کی ہے وحدل ثواب عنی فلاحرج و من کذاب علی صنعتنا فلیتبوا متفعلہ من النکار (حدیث بیان کرو لیکن جس کسی نے میری طرف دانست جھوٹ کی نسبت کی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ صحیح مسلم)۔

غرض حدیثوں کے روایت کرنے کی حضور نے اجازت دی ہے۔ کثرت روایت کو منع فرمایا ہے۔ یہ ممانعت غیر احکامی احادیث سے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اکثر واقعات سڑیاں ہے کہ صحابہ حضور کے عہد میں حدیثیں روایت کرتے تھے۔ حضرت سعید بن جین رب نے فرمایا کہ یہ حضور سے حدیثیں یاد کرتا تھا اور ان کو بیان کرتا تھا اور کوئی چیز ممکنہ منع نکرتی تھی (اسد الغافر) بعض ایسے صحابہ سے روایت حدیث کا سلسلہ ہے جو حضور کی حیات ہی میں وفات پائے تھے جیسے زید بن حarithah، اس سلسلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ روایت حدیث کا سلسلہ حضور کی حیات میں جاری تھا۔

## اجازت تحریر حدیث

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضور علیہ السلام عادات و مباحثات و سنن میں ایک امر کے پانیہ نہ رہتے تھے اپنے بعض احکام میں ضرورت و صلحت کے موافق تغیر و تبدل فرمادیتے تھے، کتب سیر یں ایسی مثالیں ملتی ہیں مثلاً مسکو کی حلت و حرمت۔ اس لئے اللہ اسلام نے یہ اصول قرار دیا ہے کہ آخر زمانے کی حدیثیں قابل عمل ہیں۔

ابتداء میں اسلام اور مسلمانوں کے حالات میں جلد جلد تغیر واقع ہو رہا تھا۔ قرآن مجید بتیریج نازل ہو رہا تھا اس لئے حضور کا یہ خیال تھا کہ ایسا تھوڑا کوئی شخص غلطی سے حدیث کے جملوں کو

آیت قرآن کا جزو سمجھکر شامل قرآن کرے اس لئے حضور نے ارشاد فرمایا تھا لا تکتبوا عنِ الم  
یعنی مجھ سے قران کے سوا اور کچھ نہ لکھو اور اگر کسی نے لکھا ہو تو مٹا دے (صحیح مسلم)  
جب اسلام کثرت سے شائع ہو گیا، قرآن کے بہت سے حافظ ہو گئے، نو مسلموں کی تعلیم کا  
انظام ہو گیا۔ اصحاب صفحہ کامیس قائم ہو گیا تو یہ خطرہ نہ رہا۔ آپ نے حضرت عبد اللہ ابن  
عمر بن العاص سے فرمایا جو کچھ سننا کرو و لکھ لیا کرو۔ اس منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نہ لٹتا۔  
(اصحاب و طبقات ابن سعد و ابو اود و بنیاری)۔ ایک انصاری نے عرض کیا کہ آپ جو کچھ فرمائے  
ہیں مجھ کو اچھا معلوم ہوتا ہے مگر ماید نہیں رہتا۔ آپ نے فرمایا اپنے داہنے ہاتھ سے کام لو یعنی  
لکھ لیا کرو (ترمذی) انہیں آخری احکام کے موافق حضور کا اور صحابہ کا عمل ثابت ہے۔  
حضرت نے خود حدیث لکھائی ہے اور صحابہ نے لکھی ہیں

### اجازت تعلیم حدیث

حضرت نے فرمایا ہے (ماحدلکم ابن مسعود یعنی ابن مسعود سے حدیث سیکھو۔ ترمذی)  
ابو ہارون عبدی نے بیان کیا کہ ہم حضرت ابو سعید خدری کے پاس گئے تو انہوں نے ہم کو  
مرحبا کہا اور کہا کہ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ لوگ ہتماء پاس دنیا کے گوشہ سے علم حاصل  
کرنے آئیں گے تم ان کے ساتھ بھلانی کرنا (ترمذی)

امام حسن بصری نے بیان کیا کہ ہم حضرت ابو ہریرہ کی عیادات کو گئے۔ بہت آدمی ان کے  
گھر میں جمع ہو گئے تو انہوں نے پاؤں سکیرٹ لئے اور کہا کہ ہم لوگ رسول کریم کی خدمت میں گئے  
تو آپ لیٹے ہوئے تھے ہم لوگوں کو دیکھا تو اسی طرح پاؤں سکیرٹ لئے اور فرمایا کہ میکے بعد تمہارے  
پاس لوگ تحصیل علم کے لئے آئیں گے تم ان کو مر جب اکھنا، تختیت دینا، علم سکھانا (ابن عاجہ)  
یوم النحر اور ماہ ذی الحجه کی حرمت کے متعلق بخاری میں حدیث ہے کہ رسول کریم نے آخر من  
فرمایا (الیلیغ الشاہد الغائب فان الشاہد عسے ان یبلغ من هو اوعی له منه)  
جو عاشر ہیں وہ غائب کو بینی ڈیں مٹا دیں)

وقد قبیلہ عبد القیس سے آپ فرمایا احفظوه واحذروه من وراثکو یعنی جو مجھ سے  
صنایع اس کی حفاظت کرو اور دوسروں کو شنادو (خبری کتاب العلم)  
مالک ابن حوریث کو ارشاد فرمایا ارجعوا الی اهله کم فعل و هم اپنے گھر کو واپس  
جاوے اور لوگوں کو سکھاؤ

### عبد الرسالت میں حدیث کے کم لکھے جانے کی وجہ

(۱) قدیم زمانے میں مدینہ کے ہر خطہ میں تعلیم کا رواج کم تھا، ہر ملک میں پڑھنے لکھنے والوں کی  
تعداد قابل تحقیق سو بچوں کے چونکہ جماعت کا مرکز تھا اس لئے اس ملک میں بہت کم خواندہ آدمی تھے  
رسول کیم کے ابتدائی زمانہ میں عرب کے سب سے بڑے اور سب سے مغرب قبیلہ قریش میں سترہ اشخاص  
خواندہ تھے۔ ابو بکر صدیق۔ عفرار و ق۔ عثمان غنی۔ علی مرضی اور اور چند اشخاص، اور ایک عورت

شفابنت عبد اللہ (فتح البلدان)

حضرت علیہ السلام نے لوگوں کو تعلیم کی طرف توجہ دلائی۔ مدینہ میں سجد بنوی میں مدرسہ قائم  
کیا۔ جنگ بد رسمہ تھری میں جو کافر اسی ہوتے ان میں بعض سے یہ فزیہ ٹھیکریا یا کہ ہر قیدی دس  
مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سہکما دے۔ حضرت زید بن ثابت کا تب رسول کیم نے اسی سلسلہ میں تعلیم  
حصیل کی (طبقات ابن سعد)

(۲) اہل عرب نہایت قوی الحافظ تھے، ان کو اپنی قوت حافظہ پر نماز تھا۔ وہ تمام اشعار اور  
قومی روایات کو صحت کے ساتھ یاد رکھتے تھے، یہاں تک کہ ایک لیکھنے والے اونٹ کا سلسلہ  
سو سو پشت تک گنا جاتا تھا چونکہ ان کو اپنے حافظہ پر کامل بھروسہ تھا اسلئے تحریر پر زبانی یا دعا شست  
کو ترجیح دیتے تھے۔ بعض المحدثین نے بھی زبانی روایت کو تحریری روایت پر ترجیح دی ہے۔

(۳) قرآن مجید کے حفظ کرنے اور لکھنے کا شوق عام تھا۔

(۴) جنگ و جہاد کا بے پایا سلسلہ قائم تھا۔

(۵) تبلیغ و تنظیم کے ضروری انتظامات در پیش تھے۔

(۶) حضور علیہ السلام خود موجود تھے اس لئے ہر شخص مطہن تھا کہ جو ضرورت ہوگی دریافت کر لیا جائے گا۔

(۷) حالات میں جلدِ جلد تغیر ہو رہا تھا اس وجہ سے بربادی مصلحت وقت بعض قراردادوں میں تبدیلی ہوتی تھی۔

ایسی ضروری اور بے نہایت مشاغل، ایسی پریشان حالی میں حدیث کی طرف کافی توجہ نہ شکل تھا پھر بھی حدیث کا بہت کچھ تحریری ذخیرہ حضور کے عہد میں موجود تھا۔

### حدیث کا تحریری ذخیرہ عہد رسالت میں

(۱) حضرت عبد اللہ بن عمر و بن العاص نے حدیث میں جمع کر کے اس مجموعہ کا نام صادقة رکھا۔ اس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں (بخاری۔ اصحاب۔ طبقات ابن سعد۔ ابو داؤد)

(۲) حضرت علی نے حدیثیں لکھی تھیں، ان کا ارشاد ہے کہ ہم نے رسول کو یہ سے اس صحیفہ اور قرآن کے سوا اور کچھ نہیں لکھا (ابو داؤد کتاب الحدود)

(۳) حضرت الن نے حدیثیں لکھی تھیں (بخاری۔ تقيید العلم۔ تدریس الراوی)

(۴) تحریری احکام اور معابرات حدیبیہ وغیرہ اور فرائیں جو حضور نے قبائل کو بھیجے تھے۔

(ابن ماجہ و طبقات ابن سعد)

(۵) خطوط جو اخضرت نے سلاطین و امراء کے نام ارسال فرمائے تھے (بخاری۔ تذكرة الحنا)

(۶) فہرست اصحاب جن میں پندرہ سولہ اصحاب کے نام تھے (بخاری)

(۷) فتح مکہ کے بعد حضور نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ ابو شاہ بنی صالحی نے عرض کیا کہ یہ مجموعہ دیکھئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اکتبوا لا بی شاہ۔ ابو شاہ کے لئے لکھدرو۔ (ابو داؤد کتاب المناسک، بخاری باب کتابت العلم)

(۸) کتاب الصدقہ حضور نے ابو بکر بن حزم صحابی والی مجری کو لکھائی تھی۔ یہ دو سنوی تھے، اس میں زکوٰۃ کے احکام تھے۔ یہ اور امراء کو بھی بھیجا گیا تھا۔ (راقطنی۔ کتاب الزکوٰۃ و من واجبہ زینۃ)

ب) حبیر خلیفہ عمر بن عبد الرحمن نے آل حزم سے ۹۹ھ میں لے لی تھی (دارقطنی)  
 (۹) مکھصلین رکوہ کے پاس کتاب الصدقہ کے علاوہ اور بھی تحریرات تھیں (دارقطنی)  
 (۱۰) عمر بن حزم کو جب حاکم میں مقرر کیا تو ایک تحریر لکھا دی جسیں فرالض - صدقات،  
 زیات، طلاق، عتاق، صلوٰۃ، مس صحف وغیرہ کے احکام تھے۔ (کنز العمال و مسند احمد بن حنبل و مسلم)  
 (۱۱) عبد اللہ بن حکیم صحابی کے پاس حضور کا ایک نامہ تھا جس میں مردہ جانزوں کے

تعلق احکام تھے (معجم صغیر طبرانی)

(۱۲) داؤل بن حجر صحابی کو حضور نے نماز، روزہ، ربوا، شراب وغیرہ کے احکام لکھا دئے تھے

(معجم صغیر)

(۱۳) صناعت بن سفیان صحابی کے پاس آنحضرت کے تحریر کرائی ہوئی ایک ہدایت تھی جیسیں  
 شوہر کی دیت کا حکم تھا (دارقطنی) اشیم نام تھا اس مقتول کا جسکی بیوی کو شوہر کی دیت دلائیکا  
 فرمان تحریر کرایا تھا (ابو داؤد)

• (۱۴) حضرت معاذ بن جبل کو ایک تحریر میں بھی گئی جس میں سبزیوں نزکاریوں پر رکوہ  
 نہ ہونے کا حکم تھا (دارقطنی)

(۱۵) مدینہ بھی مثل کے حرم ہے اس کے متعلق حضور کی تحریر رافع بن خدیج کے پاس  
 تھی (مسند احمد)

(۱۶) حضرت عبد اللہ بن مسعود نے ایک مجموعہ لکھا تھا جو ان کے بیٹے کے پاس تھا (جامعہ)  
 (۱۷) حضرت ابو ہریرہ کے پاس ذقر حدیث لکھا ہوا تھا (فتح الباری) اس میں ۲۷۸ سے  
 زیادہ حدیثیں لکھی ہوئی تھیں (تدوین حدیث م ۱۵) یہ بصورت ملاطفہ تھا (جس طرح قریب نامہ  
 میں بزرگوں کے خطوط کو عرض کی طرف سے جوڑ لیتے تھے)

(۱۸) حضرت سعد بن عباد نے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا وہ کئی پشتیک اُن کے خاندان میں  
 محفوظ رہے۔ اس کا نام کتاب سعد بن عباد تھا (مسند احمد بن حنبل)

(۱۹) سعد بن بیچ بن عمر و بنی ابی زہرہ النصاری نے حدیثیں جمع کی تھیں (اسد الغاب)

(۲۰) سمرہ بن جنید بنت ایک نسخہ حدیث ترتیب کیا تھا (تہذیب التہذیب)

(۲۱) عبد اللہ بن ربیعہ بن مژہ سلمی نے حدیثیں جمع کی تھیں (تہذیب التہذیب)

(۲۲) ابو موسیٰ اشخری نے حدیثیں لکھی تھیں (شرح بلوغ المرام)

ان پائیں نمبروں میں سے نمبر اول استقل فتحیم تالیفات ہیں۔ نمبر الیات نہ کا ذکر والد ہے۔  
نے ایک مختصر مضمون میں کیا تھا جو تحریر حدیث کے متعلق ت ۱۹ عیں ملکہ تھا۔ یہ اس موضوع پر  
اردو میں پہلا مضمون تھا۔ نمبر الیات ۶ کا تذکرہ مولوی شبیلی نعمانی نے سیرۃ النبی میں کیا ہے۔  
نمبر الیات ۷ اکی نشاندہی مولانا سید علی مانندوی نے خطبات دراس ۱۹۴۵ء میں کی ہے  
اس میں پر پانچ نمبروں کا اضافہ خاکسار نے کیا ہے یہ تمام صاحب جو نکلی سرسری تلاش کا نتیجہ ہے اگر  
زیادہ کدو کاوش سے کام لیا جائے تو مزید تحریرات کا پتہ چل سکتا ہے۔ نمبر ۶ میں سے بعض  
اب تک اصل موجود ہیں۔ باقی بعدکی تالیفات میں مدغم ہو گئیں۔

صحابہ نے تحریر حدیث میں ابواب فصویل قائم نہیں کئے بلکہ جو حدیث سنی وہ لکھلی تجھے۔  
کہ سرسید نے خطبات احمدیہ میں اور نواب حسن الملک نے اپنی کتاب تقدیم و عمل با حدیث میں  
کیونکہ لکھدیا کہ حدیث کی تحریر اور اس پر تالیف دو صدی بعد عمل میں آئی۔ اگر ان کو مرقومہ بالا نہ  
میں سے کسی تحریر کا حال معلوم نہ تھا تو کیا امام الملک کی مشہور و مسترد اول کتاب موطیس جو نہ ۱۹۴۹ء  
کی تصنیف ہے، بھی واقع نہ تھے، امام ابوحنینہ، امام ابو یوسف، امام محمد کی تالیفات کو بھی نہ تھے  
جتنے۔ اس تحقیقات میں اُن سے موسیٰ سید یوسفی اچھا رکار کہ اس نے امام زہری کو حدیث کا پہلا  
قرار دیا ہے (تایمیخ موسیٰ سید یوسف) امام زہری قرن اول پہلی صدی ہجری کے رجال میں ہی ہیں۔  
مشہور مقرر اسلام سرویمیور نے حدیثوں کی مخالفت میں بہت کچھ زور لگایا ہے، لیکن  
اُس نے بھی اس کا اقرار کیا ہے کہ بعض صحابہ کے پاس آخرت کی احادیث کی تحریری یاد داشتیں،  
تھیں۔ (الائف آف محمد)

## قرون ثلاثہ

قرون ثلاثہ (تین زمانے) الگو خیر القرون (بہترین زمانے) کہا جاتا ہے حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے خیر القرون قرن ثالثین یلو نھم ثالث الدین یلو نھم (تام زانوں میں سے میرے زمانے کے لوگ اچھے ہیں پھر اس کے بعد والے پھر اس کے بعد والے)

سلف صاحین نے قرون ثلاثہ کی اس طرح تقسیم کی ہے۔

قرن اول۔ بیت رسول کیم سے نہیں ہجرا تک۔ یہ عہد رسالت و عہد صفاہ کہلاتا ہے۔

قرن دوم۔ سالہ ۱۰۵۷ میں سے نہیں ہم تک۔ یہ عہد تابعین کہلاتا ہے۔

قرن سوم۔ سالہ ۲۲۰ میں سے نہیں ہم تک۔ یہ عہد تبع تابعین کہلاتا ہے۔

قرن ثالث کے متعلق اختلاف ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے قرن ثالث کی حدت ۲۶۰ میں تک لکھی ہے۔ غرض نہیں ۲۲۰ میں تک تو کچھ شبہ نہیں۔ اس لئے ہم نے ۲۲۰ میں سے نہیں ۲۶۰ میں تک زمانے کو عہد اختلافی کے نام سے تعبیر کیا ہے۔

علوم شریعت کی جو کچھ نکیل ہوئی ہے وہ بزرگان قرون ثلاثہ ہی کی سی و کوشش کا نتیجہ ہے۔ انہیں قرون کے مستند بزرگوں کے اقوال افعال لایق جت سمجھے گے کیونکہ قرون ثلاثہ کے بعد کے زمانے کے متعلق حضور کا ارشاد ہے ثریفیشو الکذب رپھر حبوب پھیل جائے گا اور ہم نے اس کتاب میں محدثین و مصنفین کا ذکر کرنے میں یہ اصول رکھا ہے کہ۔

قرن اول کے رجال قرن دوم کے شروع ہونے تک یعنی نہیں ۱۰۵۷ میں جتنی وفات ہوئی وہ قرن اول کے رجال تھے۔

قرن دوم کے رجال ۲۲۰ میں تک۔

قرن سوم کے رجال ۲۶۰ میں تک۔

عہد اختلافی کے رجال ۲۶۰ میں تک۔

اسلئے رجال خیر القرون کا خاتمه نہیں ۲۶۰ میں تک ہے اگر تلاش کیا جائے تو اس کے خلاف شاید

## دو ایک مثالیں مل سکیں۔ بیان رجال میں ترتیب باعتبار سن وفات رکھی ہے صحابہ کا شوق حدیث

حضرت عمر فاروق مدینہ سے چند میل فاصلہ پر عواليٰ میں رہتے تھے اس لئے ضروریات کی وجہ سے روزانہ حاضر دربار رسالت ہنسکتے تھے، انہوں نے روزانہ حضور علیہ السلام کے اقوال و افعال پر اطلاع پانے کی سبیل کی تھی کہ ایک دن خود آتے ایک دن اپنے ہمسایہ حضرت عقبان بن مالک کو بھیجتے وہ جو کچھ سنتے اور دیکھتے ان سے جا کر بیان کر دیتے۔  
(بخاری کتاب العلم)

ایک صحابی نماز پڑھ رہے تھے بعد نماز ان سے حضور نے کچھ فرمایا جبکو الرضابہ نہ میں سکے جب وہ حضور کی خدمت سے واپس ہوئے تو صحابہ نے ان کو گھیر لیا کہ حضور کا ارشاد معلوم کریں۔ (ابن ماجہ)

ایک صحابی ایک حدیث معلوم کرنے کے لئے سینکڑوں کوس کا سفر کر کے حضرت فضال ابن عبید گورنر مصر کے پاس پہنچنے۔ (ابوداؤد کتاب الترجل)

حضرت جابر بن عبد اللہ ایک مدینہ کا سفر کر کے مصر پہنچنے اور حدیث تصاص حضرت عبد اللہ بن انسیں جنہی مقیم مصر سے معلوم کی۔ (حسن المحافرہ)

حضرت ابو ہریرہ رسول کریم سے سوالات کیا کرتے تھے حضور ان کو جواب دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا تم حدیث کے بڑے حریص ہو۔ (بخاری کتاب العلم)

ام المؤمنین حضرت یمونہ حضرت عبد اللہ بن عباس کی خالہ تھیں۔ عبد اللہ بن عباس ان کے یہاں اسی وجہ سے سوپا کرتے تھے کہ رسول کریم کی نماذ شب کی کیفیت معلوم کریں (ابوداؤد) امیر معاویہ نے حضرت عبد اللہ بن شبل کو لکھا کہ تم جب میرے خیمہ کے پاس کھڑے ہو میکو حدیث سناؤ۔ (مسند احمد بن حنبل)

حضرت ابن الحنظله ایک مرتبہ حضرت ابو الدرداء کے قرب ہو کر گزرے حضرت ابو الدرداء نے

کہا کچھ فرمائے انہوں نے حدیث سُنَّاتیٰ حضرت ابوالدرداء بہت مسرور ہوئے (ابوداؤد) محدثین و مورضین اسلام کے علاوہ ان غیرحقیقین نے بھی جو اسلام پر اعتراض کرنے میں شہرہ ہیں صاحبہ کے شوق حدیث کا ذکر کیا ہے۔ مسروطیم مسیور نے لکھا ہے کہ رسول کے زمانہ میں بھی اور آپ کے بعد بھی لوگ آپ کے حالات کو شوق سے یاد کرتے تھے۔ (الْأَفْلَفُ آنَّ مُحَمَّدَ)

### صحابہ میں حفاظت حدیث

اقوال و افعال تو بُری چیزیں صاحبہ نے رسول کیم کے حرکات و مشارکات کو بھی محفوظ کیا ہے، حضرت اغمر بن فرنی فرماتے ہیں کہ ہم نے ایکبار گنا تو حضور نے ایک نشست میں سو دفعہ استغفار فرمایا (ابوداؤد) اور اس فتمکے بہت سے واقعات ہیں۔

حضرت ابوہریرہ نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک ثلث میں عبادت کرتے تھے ایک ثلث میں آرام کرتے تھے۔ ایک ثلث میں حدیثیں حفظ کرتے تھے (مسند داری)

حضرت ابوسعید خدری نے فرمایا ہے کہ ہمہ حدیثیں سنکریاً یاد کر لی تھیں (مسند داری) حضرت سمرة بن جنبد نے فرمایا ہے کہ میں رسول کیم سے حدیثیں یاد کیا کرتا تھا (اسد الذایہ) حضرت سائب بن خلاد اور حضرت عقبہ بن عامر جہنمی دونوں نے رسول کیم سے ایک حدیث سنی تھی، کچھ ذنوں کے بعد حضرت سائب کو اس میں کچھ مشک ہوا تو اس کی تصحیح کے لئے مصرا سفر کیا اور وہاں پہنچ کر ان سے حدیث سُنی۔

حضرت عایشہ سے جب کوئی حدیث بیان کرتا تو وہ کچھ طویل زمانہ جھوٹ کر اس سے پھر اُس حدیث کو دریافت کرتیں کہ وہی الفاظ بیان کرتا ہے یا کچھ تغیر کرتا ہے۔

ایک صحابی ایک حدیث کی تصحیح کے لئے مدینہ سے سفر کر کے مصرا حضرت فضائلہ بن عبیک کے پاس پہنچے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ ایک حدیث کی تصحیح کیلئے ایک مدینہ کا سفر کر کے حضرت عبد اللہ بن انس کے پاس شام پہنچے۔

عرض صاحبہ حدیث کو لکھتے بھی تھے۔ حفظ بھی کرتے تھے۔ ایک ایک روزی سے دو دوبار وقفہ

## دیکر دیافت کرتے تھے۔ ذرا شک و شبہ ہونے پر اس کی صحیح کی پوری سعی کرتے تھے قبول حدیث میں صاحبہ کی احتیاط

حضرت ابو بکر کے سامنے حضرت مغیرہ بن شعبہ نے دادی کی میراث کے متعلق حدیث  
بیان کی تو حضرت ابو بکر نے فرمایا گواہ لاو۔ حضرت محمد بن مسلمہ نے شہادت دی جب حضرت ابو بکر  
نے وہ حدیث قبول کی (ابوداؤد)

حضرت عمر کے سامنے حضرت مغیرہ بن شعبہ نے دیت استفاظ حل کی حدیث بیان کی۔  
حضرت عمر نے شہادت طلب کی حضرت محمد بن مسلمہ نے شہادت دی جب حضرت عمر نے وہ حدیث  
قبول کی (ابوداؤد)

ایکرہ حضرت ابو موسی اشری حضرت عمر سے ملنے گئے۔ تین بار اذن طلب کیا، جواب بلا  
بوٹ آئے۔ حضرت عمر نے اُن سے واپسی کے متعلق جواب طلب کیا انہوں نے کہا رسول کریم نے  
فرمایا ہے کہ تین بار اذن طلب کرنے پر اجازت نہ ملے تو واپس چلے آؤ۔ حضرت عمر نے فرمایا  
اس پر شہادت لاو۔ ابو سعید خدری نے شہادت دی۔ تب حضرت عمر نے قبول کیا اور۔  
حضرت ابو موسی سے کہا ہے میں تم کو تہم کرنا نہیں چاہتا تھا یہ احتیاط اس لئے ہے کہ لوگ جو ٹوٹی  
روایت کرنے پر دلیر ہو جائیں لیکن حضرت ابی بن کعب نے اس تشدد پر کہا، عمر ارسل کریم  
کے اصحاب کی جان کا عذاب نہ بنو (ابوداؤد)

حضرت عائشہ نے بھی اس احتیاط کی ایک وجہ بیان فرمائی ہے انکو لخداوند عن  
غیر کاذب و کامکذبین ولکن السمع یخنطے۔ یعنی۔ نہ تم جھوٹے ہونے تھے اسے راوی جھوٹے  
ہیں لیکن کان غلطی کر جاتے ہیں (مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمر کی ایک روایت سنکر حضرت عائشہ نے ایسا ہی فرمایا امامہ  
لہریکذب ولکنہ نسی، او اخطا (انہوں نے جھوٹ نہیں بولا ملکہ بھول گئے یا غلطی کی مسلم)  
ایکرہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے حضرت عائشہ سے ایک حکیم بیان کی

حضرت عائشہ نے ایک سال کے بعد پھر ان سے وہ حدیث دریافت کی انہوں نے اسی طرح بیان کی  
تو حضرت عائشہ نے فرمایا خدا کی قسم عبد اللہ کو بات یاد رہی (بخاری)

حضرت فاطمہ بنت قیس نے حضرت عمر سے بیان کیا کہ میرے شوہرنے مجبو طلاق دیدی تھی تو  
رسول کریم نے مجبو سکنی سے محروم کر دیا تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ہم خدا کی کتاب اور رسول کی سنت  
کو ایسی عورت کے کہنے پر نہیں چھوڑ سکتے جس کے متعلق ہمیں معلوم نہیں کہ اس نے یاد رکھا یا بھول گئی  
(ابوداؤد)

ایک مرتبہ بشیر عدوی حضرت عبد اللہ بن عباس کے پاس آیا اور ایک حدیث بیان کی حضرت  
عبد اللہ بن عباس متوجہ نہ ہوئے۔ بشیر نے کہا این عباس! میں حدیث بیان کرتا ہوں تم توجہ نہیں  
کرتے حضرت این عباس نے کہا کہ ہماری پہلے یہ حالت تھی کہ جب کوئی حدیث بیان کرتا تو ہم ہر تن  
گوش ہو جلتے تھے لیکن جب سے لوگوں نے نیک و بد کی تینزیٹ ہادی ہم انہیں حدیثوں کو سنتے  
ہیں جن کو خود بھی جلتے ہیں (منفرد مصحح مسلم) یعنی جن کی صحت پر باعتبار روایت و درایت  
اطمینان ہوتا ہے۔

حضرت علی کے سامنے جب کوئی حدیث بیان کرتا تو آپ اس سے قسم لیتے (ابوداؤد)  
امیر معاویہ نے حکم دیا تھا کہ حضرت عمر کے زمانہ کی حدیثوں کا زیادہ اعتبار کیا جائے کیونکہ وہ اس  
معاملہ میں لوگوں کو ڈراتے رہتے تھے (صحیح مسلم)

حضرت عمر بن امتیہ الصمری ایک چادر خرید رہے تھے کسی نے پوچھا کیا کرو گے کہا صدقہ کروں گا  
حضرت عمر فاروق سننے آرہے تھے بعد کو ان سے پوچھا وہ چادر کیا کی انہوں نے کہا میں نے اپنی بیوی  
پر صدقہ کر دیا کیونکہ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ بیوی کو جو کچھ دو گے صدقہ ہو گتا۔ حضرت عمر نے کہا کہ  
رسول کریم پر افترا نکرو اور ان کو حضرت عائشہ کے پاس لائے۔ حضرت عائشہ نے اس روایت کی  
تصدیق کی جب حضرت عمر کو اطمینان ہوا (مسند ابو داؤد طیالبی)

## بیان حدیث میں صحابہ کی احتیاط

چونکہ رسول کریم نے فرمایا تھا کہ جو میری طرف چھوٹ روایت مسُوب کرے گا، اس کا ٹھکانا ہتم  
ہے اس لئے صحابہ حدیث روایت کرتے ہوئے ڈرتے تھے اور قال رسول اللہ کہتے ہوئے گھبراتے تھی  
بعض اصحاب حدیث بیان کر کے یہ الفاظ کہتے تھے کہ یہ یا اس کی مثل یا جیسا رسول کریم نے ارشاد  
فرمایا ہو۔ (یخاری کتاب العلم و سند داری)

بعض اصحاب اس خوف سے کہ کہیں کچھ کسی بیشی بیان میں ہو جائے روایت ہی نکارتے تھے۔  
عمر بن سعید کا بیان ہے کہ میں ہر جمعرات کو حضرت عبد الدین مسعود کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔  
میں نے کہی ان کو یہ کہتے ہوئے نہیں سننا کہ آنحضرت نے یوں فرمایا ہے ایک دن ان کی زبان سے الفاظ  
لکھ گئے تو دفعتاً سر جھکا لیا پھر میری نظر ان پر پڑی تو دیکھا کہ کھڑے ہیں قیص کی گھنڈیاں کھلی ہیں  
ماں ہم ہوں آئیں ڈبڑبائے ہیں گلے کی رگیں چھولی ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ آنحضرت نے یوں فرمایا ہے یا اس  
کچھ زیادہ یا اس سے کچھ کم یا مثل اس کی (ابن ماجہ)

حضرت عبد الدین مسعود جب قال رسول اللہ کہتے تو بدین کا نپنپے لگتا (تذکرہ وہبی)  
حضرت زید بن لرقم نے روایت حدیث کرنا ترک کر دیا لوگوں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا  
کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں جھو لئے لگا ممکن ہے کہ مجھے کوئی کسی بیشی ہو جائے (شرح بزدوی)  
حاطب کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ میں حضرت عثمان سے بہتر اور کامل حدیث بیان کرنے والا ہی  
دیکھا مگر اس پر کبھی وہ حدیث کے الفاظ بیان کرتے ہوئے ڈرتے تھے (طبقات ابن سعد)

حضرت عمر سے لوگوں نے درخواست کی کہ حدیث بیان کیجئے فرمایا کہ اگر مجبویہ اندیشہ نہ ہوتا  
کہ حدیث میں شاید مجھے کسی بیشی ہو جائے تو میں ضرور تم سے حدیث بیان کرتا (طبقات ابن سعد)  
صالح کا قول ہے کہ میں نے حضرت جابر بن زید صحابی کو کہی کسی حدیث کو رسول کریم کی طرف  
نہ بت کرتے ہیں سننا اس خیال سے کہ شاید روایت میں کچھ تغیر ہو تو حضور کی طرف نسبت کرنے میں  
جھوٹ کا ارتکاب ہو (مسند داری)۔

حضرت صہیب صحابی نے لوگوں سے کہا اُمیں اپنے غروات بیان کروں لیکن رسول کیم سے روایت نکروں گا (طبقات ابن سعد)

حضرت علی فرمایا کرتے تھے کہ میں حدیث روایت کروں تو مجھے یہ گوارا ہے کہ مجھ پر آسمان چھٹ پڑے پر بنت اسکی کہ آپ کی طرف اس حدیث کا انت ب کروں جسکو آپ نے نہیں فرمایا (مسلم)

### روایت حدیث سے صحابہ کی غرض

حدیث بیان کرنے سے صحابہ کا مقصد اشاعت اقوال رسول اور ہدایت امت تھا۔ صحابہ مستغفی المزاج، پاک نفس، نیک ذات تھے وہ حب جاہ یا طلب مال کی ہوس میں بتلانہ تھے اور نہ بیان حدیث اور ان مقاصد سے کوئی زیادہ تعلق تھا۔ کسی ایک صحابی کے متعلق بھی کسی نے آجیکہ یہ بیان نہیں کیا کہ روایت حدیث کے بدیے میں کسی سے کچھ مال لیا ہو یا کسی اور فائدہ کی توقع کی ہو۔ وہ دنیوی جاہ و مال سے اس قدر بچنے والے تھے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جب بعیت خلافت ہونے لگی تو ابوبکر نے عمر کو اور ابو عبیدہ کو کہا۔ انہوں نے ابوبکر کو کہا اگر ان کو ذرا بھی حب جاہ ہوتی تو اس اصرار کی نوبت نہ آتی۔

حضرت ابوبکر نے بوقت دفات اپنے بیٹے یا کسی رشہ دار کو خلافت کے لئے نازد نہیں کیا بلکہ شخص غیر حضرت عمر کو۔

حضرت عمر نے بوقت نامزوگی خلافت سے اپنے لائی بیٹی کو علیورہ رکھا اور خلافت کے انتخاب کو چند اشخاص غیر میں محصور کر دیا۔ حضرت عمر نے جن لوگوں کو قابل خلافت سمجھ کر نامزوگی کیا تھا ان میں حضرت عبد الرحمن بن عوف بھی تھے انہوں نے بوقت شوریٰ دست برداری اختیار کیا جسکے صفین کے بعد لوگوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو خلیفہ بنانا چاہا انہوں نے صنان انکار کر دیا اس مقدس جماعت میں سے جن حضرات نے حکومت کی خدمت کو اختیار کیا۔ اس میں اپنا نفاد مدنظر رکھا بلکہ خدمت امت دا سلام۔ ایسی نیک نفس جماعت کے متعلق سوائے اس کے کوئی خیال قائم نہیں کیا جاستا کہ روایت حدیث سے ان کی غرض تبلیغ احکام تھی اور اس اسی اکثر

واقعات سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت معلق بن یسار جب مرض الموت میں مبتلا تھے تو ان کی عیادت کیلئے حضرت عبد اللہ بن زیاد گئے۔ حضرت معلق نے ان سے کہا کہ اگر میں مرض الموت میں مبتلا نہ ہوتا تو ہرگز روایت نکرتا۔ اب تم کو ایک حدیث سننا تا ہوں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ جو امیر مسلموں کی خیر خواہی نکرے گا وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہو گا (مسلم) ایک صحابی نے وفات کے وقت حدیث روایت کی اور کہا کہ میں صرف حصول ثواب کے لئے روایت کرتا ہوں (ابا امود)

## روایت اصحاب

حضور علیہ السلام نے صحابہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے الصحاۃ کلهم عدل  
یعنی صحابہ سب ثقہ ہیں (روایت حدیث میں) اور آج تک باوجود ہر قسم کی چھان بین کے کسی ضحاہی کا جھوٹی روایت کرنا ثابت نہیں ہوا اس لئے صحابہ پر جرح نہیں کی جاتی۔

## صحابہ کا عمل حدیث پر

حضور کے عہد میں جو لوگ حاضر تھے وہ آپ کو دیکھ کر یا آپ سے دریافت کر کے عمل کرتے تھے جو حاضر نہ ہوتے تھے وہ قرآن و سنت میں تلاش کر کے عمل کرتے تھے۔ چنانچہ حضور جب حضرت معاذ بن جبل کو میں روانہ فرمانے لگے تو ان سے دریافت فرمایا کہ کوئی مسلمہ سپیش آگیا تو کیا کرو گے معاذ نے جواب دیا کہ قرآن و سنت سے جواب دوں گا۔ اس میں نہ پائل گا تو اجھیا درکروں گا۔ (بخاری و ترمذی) قرآن مجید میں بھی جایا ہے کہ عمل کرنے کی تاکید ہے (فاتبعوني - میرا اتباع کرو) حضور کے بعد تمام اصحاب بالخصوص خلفاء راشدین کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی مسلمہ سپیش آتا تو اول قرآن میں تلاش کرے پھر حدیث میں۔ اگر خود حدیث نہ معلوم ہوتی تو دوسروں سے دریافت کرے۔ تمام کتب احادیث و میری میں منقول ہے کہ حضور کی وفات کے بعد جب حضور کے دفن کے متعلق اختلاف ہوا تو حضرت ابو بکر نے حدیث سننا کر اس اختلاف کو رفع کیا۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں جب خلافت کے متعلق گفتگو ہوئی تو حدیثیں ہی سپیش ہوئیں اور

اسی پر فحیصلہ ہوا۔ حضرت ابو بکر کے سامنے جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا تو وہ پہلے کتاب و سنت پر نظر کرتے اگر اس میں شپاٹے تو مسلمانوں سے مشورہ کرتے۔ (مسند داری)

حضرت عمر کی رائے ہوئی کہ بیوی شوہر کی دیت میں حصہ نہیں پا سکتی۔ حضرت صلحاء بن سفیان نے کہا کہ رسول کریم نے اشیم انصاری کی بیوی کو شوہر کی دیت دلوائی تھی (ابوداؤد) ایک بار ابو میرم انزوی امیر معاویہ کے پاس آئے۔ امیر کو ان کا آنا گراں گزرا۔ اور کہا کہ میں تھا آنے سے خوش نہیں ہوا۔ ابو میرم نے کہا کہ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمانوں کا والی ہو اگر وہ مسلمانوں کی حاجتوں سے الگ ہوندے کرے تو اللہ قیامت کے دن اسکی حاجتوں کے سامنے پر وہ ڈال دے گا یہ سن کر امیر نے لوگوں کی حاجت براری کے لئے ایک مستقل افسر سفر کر دیا۔ (ابوداؤد) یہ سب موقعے ایسے تھے کہ اگر حدیث کوئی چیز نہ ہوتی۔ اگر حدیث پر عمل ضروری نہ ہوتا تو صاف کہہ دیا جاتا کہ یہ کوئی چیز نہیں خصوصاً سیفیہ بنی ساعدہ کا معاملہ کہ ایک عظیم اشان قوم اپنی قومی سلطنت قائم کرنا چاہتی ہے اور پھر ایک قبیل المعدا جماعت کے سامنے صرف دو چار جملے سن کر سزا یا خم کر دیتی ہے ایسے موقعوں پر تو کچھ بخشی سے بہت کچھ لگبھگ ایسیں نکل آتی ہے۔

یہ ایک صاف بات ہے کہ ماتحت حکام کے سامنے جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا ہے تو اول تو وہ قانون میں تلاش کرتے ہیں پھر حکام بالادست کے نظائر و مکملے ہیں۔ ہر خاندان کے لوگ اپنی بزرگوں کی روایات پر نظر کرتے ہیں۔ ہر زمہب والے اپنے متقدین کے اقوال و افعال کو سند گردانتے ہیں۔ اگر بزرگوں کے واقعات و افعال سے نظر نہ لی جائے تو ہر معاملہ میں ہر شخص ایک نئی صورت گھوڑ سکتا ہے۔ اس طرح کوئی فرقی مطمئن و ساکت نہیں ہو سکتا اور ایسا عظیم اشان اختلاف پیدا ہو سکتا ہے کہ جو کسی طرح بدفعہ نہ ہو۔ کسی قوم کسی مذہب کسی سلطنت کا معاملہ بغیر نظائر کے نہیں چل سکتا۔ اور نظیر جس درجہ بلند پا یہ شخص کی ہوگی۔ اسی درجہ کا میا بھی ہوگی۔

**حدیث بستنے والے اور بیان کرنے والے صحابہ کی تعداد**

علی بن زرعد رازی کا قول ہے کہ آپ کی وفات کے وقت تک جن لوگوں نے آپ کے دیکھا اور آپ سے حدیث سنی ان کی تعداد ایک لاکھ چودھ ہزار تھی جس میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے آپ سے روایت کی تھی۔ ابن فتحون نے ذیل استیعاب میں اس قول کو نقل کر کے لہما ہے کہ ابو زرعة نے یہ تعداد صرف ان لوگوں کی بتائی ہے جو روایات حدیث تھے لیکن ان کے علاوہ صحابہ کی جو تعداد ہوگی وہ اس سے کہیں زیادہ ہوگی۔ علام ابن عبد البر نے استیعاب میں تین ہزار پانچ سو پچاسی ایسے اصحاب کے نام لکھے ہیں جنہوں نے حدیث روایت کی ہے۔ اسد الغائب میں سات ہزار پانچ سو چون اصحاب کا ذکر ہے۔

### صحابہ کے دو گروہ

تمام اشخاص یکسان علم و عقل و فہم کے نہیں ہوتے اس لئے اختلاف رائے ضروری ہے۔ صحابہ میں بھی اکثر مسائل میں اختلاف ہوا ہے مگر ان کا اختلاف رحمت تھا، رحمت نہ تھا۔ اختلاف کی صورت میں اکثر کثرت رائے اور کثرت تعامل پر نظر کی جاتی ہے۔ رسول کریمؐ کے بعد کسی اسلامی سلسلہ کا مارکسی ایک شخص کی رائے پر نہیں ہے۔ خلفاء راشدین نے اسی وجہ سے جماعت شوریٰ قائم کر کی تھی اور قرآن مجید کا بھی یہی ارشاد ہے (وشاورهم فی الامر کاموں یں مشورہ کیا کرو)۔ روایت حدیث کو نہ حضور نے منع فرمایا نہ خلفاء نے صحابہ نے، مگر ان کثرت روایت کو حضور نے منع فرمایا ہے اور خلفاء نے بھی اور اکثر اصحاب بھی کثرت روایت کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ امام شعبی نے فرمایا ہے کہ صحابہ کثرت روایت کو کروہ جلتے تھے (رتذکرہ نہیں)

حضور نے کثرت روایت کو چند مصلحتوں کی بنا پر منع فرمایا تھا۔ اول یہ کہ ایسا نہ ہو کہ غلطی سے کوئی شخص حدیث کے جملوں کو قرآن میں داخل کرے۔ دوسرے یہ کہ حضور عادات و مہاجات میں اکثر ایک ہی امر کی پامبڈی نفرماتے تھے۔ اور یہ ممکن بھی نہ تھا لبعض بالتوں میں مصلحت کے کھاط سے تیزتر ہوتا تھا اس لئے حضور کا خیال تھا کہ اختلافی صورتیں سامنے نہ آئیں۔

حضرت کے بعد اسلام کے لئے ہمایت نازک اور خطرناک وقت تھا۔ نیازِ مذہب بتیں<sup>۲۳</sup> دانتوں کے یہ میں زبان۔ چاروں طرف مذاہب باطلہ کا ذرور، پھر بانی مذہب کی وفات، اور ہر جنہی مدعیان بیوتِ کھڑے ہو گئے۔ بعض قبائل میں ارتداء پھیل گیا۔ بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر کے اسلام کے ایک رکن ہی کو اکھاڑ دیا۔ قران مجید کی اشاعت بھی پوری نہ ہوئی تھی۔ یہ بھی خطرہ تھا کہ حدیث و قران خلط مط نہ ہو جائیں۔ اس لئے حضرت ابو بکر رضی نے کثرت روایت کو روکا۔ اگر وہ یہ روک ٹوک نکرتے تو کچھ محجب نہ تھا کہ مسیلہ وغیرہ مدعیان بیوت کی تائید اور ترک زکوٰۃ کی موافقت میں کچھ حدیث میں وجود دیں آ جاتیں۔ اسی وقت سے مسلمانوں میں ایسا اختلاف و افتراق پڑتا کہ ارکان اسلام کا بجا رہنا بھی خشکل ہو جاتا۔ یہ روک ٹوک بھی انہیں حدیثوں کے متعلق تھی۔ جو غیر احکامی یا عادات و میاحات کے متعلق تھیں کیونکہ احکامی احادیث کی تلاش اور روایت خود حضرت ابو بکر سے ثابت ہے انہوں نے خود (۱۴۲) حدیث میں روایت کی ہیں۔ سقینہ بنی ساعدہ میں انہوں نے خود لوگوں کو حدیث ہی کے ذریعہ سے نظمن کیا تھا۔ ان کے عہد کے جس قدر مقدمات و قضایا کتابوں میں مذکور ہیں سوائے اُن کے جو قرآن میں ہیں سب حدیثوں کی موافق ہیں۔ جس طرح حضرت کے عہد میں حالات میں جلد جلد تغیرات ہوتے تھے۔ اسی طرح خلافت اول کے عہد میں بھی مسلمانوں کے حالات میں جلد جلد تغیر ہو رہا تھا۔ اسی وجہ سے خلفاء نے بھی مشل حضور کے عادات و میاحات میں تغیر و تبدل کیا ہے۔ ایک دفعہ کسی معاملے میں کچھ حکم دیا۔ دوبارہ اسی صورت کے پیش آئے پہنچانے مصلحت حکم سابق کے خلاف حکم دیا گیا۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک خلیفہ نے اپنے پیشوں کے حکم میں کچھ تغیر و تبدل کیا ہے۔ خلفاء راشدین کا یہ عمل در آمد بھی مسلمانوں کیلئے جنت ہے کیونکہ حضور کا ارشاد ہے۔ علیکم بستی و سنتة الخلفاء الراشدین۔ (میری سنت اور میری خلفاء کی سنت پر کاربنڈ رہو)

حضرت ابو بکر کا عہد خلافت تین سال سے کم رہ۔ اندر ورنی فتنوں کی روک تھام کے علاوہ

ان کو ایران و روم کی زبردست سلطنتوں سے بھی مقابلہ کرنا پڑا۔

حضرت عمر بالکل حضرت ابو بکر کے قدم بقدم تھے ان کا زمانہ جنگ و جہاد کے شباب کا زمانہ تھا۔ اندر وہ فتنے دب گئے تھے مگر قرآن مجید کی اشاعت ابھی پوری طرح ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ تابعین اور نسلموں کا گروہ پیدا ہوا تھا۔ اس لئے ابھی ایسا قابل اطمینان زمانہ نہ تھا کہ روایت کے معاملہ لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا جاتا۔

حضرت عمر نے ہر کام کے لئے ایک ضابطہ مقرر کیا تھا۔ انہوں نے اپنی حکومت کو تمام دینی و دینی ضروریات کا کفیل بنایا تھا۔ اس لئے وہ نہیں گوارہ کرتے تھے کہ کوئی شخص ان امور کو اختیار کرے جنکو حکومت نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ انہوں نے تعلیم حدیث و فقہ کے لئے مدارس قائم کر دئے تھے۔ اس لئے ان کا مشاہدہ کا اُن کے مقرر کردہ محدثین کے سواعام طور پر لوگ روایت نکریں اور ایسا کرنے کو وہ قانون شکنی سمجھتے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود جیسے جلیل القدر صحابی کو جن کے تفہیم اور علم کی رسول کریم نے تحریف فرمائی اور حضرت عمر خود بھی ان کو خرچتیہ العلم کہا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر کے عہد میں وہ فتوے دیتے تھے اور مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ لیکن حضرت عمر کے عہد میں وہ آن کے نامزد کردہ مفتیوں میں سے تھا اس لئے ایک مرتبہ انہوں نے فتوی دیا تو ان کو روک دیا (مسند داری) اصحاب رسول کریم کثرت سے تھے کیونکہ ان کی تقدیم ایک لاکھ کلی نہار تک پہنچتی ہے۔ ان میں صاحب فتوی فقیہہ ایک سو کٹی تھے۔ ان میں بھی ۲۰۰ ممتاز تھے اور ان ستائیں میں سے سات اس خدمت پر مامور تھے (ببردة البخاری<sup>۱۱۵</sup> مصنفہ مولوی عبدالسلام اہمیت) تو حضرت عمر کے حضرت عبداللہ بن مسعود کو روکنے کا صرف یہ باعث تھا کہ جب حکومت نے مفتی مقرر کر رکھے ہیں تو دوسرا شخص کیوں فتوی دے۔ اسی طرح ایک مرتبہ روایت حدیث پر حضرت عبداللہ بن مسعود اور حکیم الامت حضرت ابوالدرداء و حضرت ابوذر عفاری جیسے جلیل القدر اصحاب کو قید کر دیا (المعتصر من المختصر مثل الآثار للطحاوی)

غرض حضرت عمر کی روک تھام ایک ضابطہ تھی اور چند مصلح کے تحت میں تھی وہ مخالف

حدیث نہ تھے وہ تو خود حدیث کے بڑے راویوں میں ہیں۔ بخاری کی سب سے پہلی حدیث کے راوی حضرت عمر، رضیٰ ہیں اور ان کی روک تھام غیر احکامی احادیث کے متعلق تھی۔ اس کا بیان پہلے آچکا ہے۔ غرض ایک گروہ صحابہ کا یہ تھا جو کثرت روایت اور غیر احکامی احادیث کی روایت کا مخالف تھا۔ اس میں حضرت ابو بکر و عمر و عبد اللہ بن مسعود وغیرہ تھے۔

دوسری گروہ صحابہ کا وہ تھا جو کثرت روایت کو مکروہ سمجھتا تھا مگر ہر قسم کی حدیثوں کا بیان کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ اس میں حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابی ابن حضرت ابو ذر عفاری تھے۔ یہ وہی حضرات ہیں جن کے شوروں کے ابو بکر و عمر محتاج تھے جو ابوبکر و عمر کے دست و بازو تھے جو رسول کریم کے خاص انجاصل صاحب تھے۔ حضرت ابو ذر عفاری نے فرمایا کہ اگر تم میرنی گردن پر تواریخی رہنماد گے تو میں ان کلمات کو ضرور ادا کروں گا جو میں نے رسول کریم سے مُنے ہیں (بخاری)

حضرت خلیفہ سوم کے عہد میں قران مجید کی اشاعت کافی ہو گئی۔ قران مجید غیر مالکیں بھی پہنچ گیا۔ خفاظ بھی غیر مالکیں پیدا ہو گئے۔ صحابہ بھی تمام مالکیں منتشر ہو گئے اس لئے اب وہ خطرہ باقی نہ رکا کہ حدیث و قران خلط ملط نہ جائیں۔ حضرت خلیفہ دوم کے فتوحات کی تکمیل ہوئی اور اور بہت سے مالک فتح ہوئے۔ نو مسلموں کی کثرت ہوئی۔ مختلف اقوام، مختلف مالک، مختلف مذاہب کے لوگوں سے مسلموں کو بکثرت واسطہ پڑنے لگا۔ نئی نئی صورتیں روز مرد پیش آنے لگیں اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ تمام احکامی و غیر احکامی حدیثیں سامنے آجائیں تاکہ استنباط سائل میں سہولت ہو۔ بعض مسائل میں عمل کرنے کیلئے چند صورتیں پیدا ہو جائیں جس کو لوگ حب مصلحت وقت اختیار کر سکیں اس لئے حضرت خلیفہ سوم و خلیفہ چہارم نے روایت پر سے قیود کو آٹھا لیا۔ اگر تاریخ اسلام پر غور کیا جائے تو اسانی سے سمجھ میں آجائے گا کہ اپنے اپنے زمانہ میں خلفاً کا عمل موافق مصلحت و عین صواب تھا۔ اگر خلیفہ سوم و چہارم کے وقت میں بھی حدیثوں پر روک ٹوک رہتی تو اسلام میں ایسا عنطیہ ایسا

اختلاف برباہوتا کہ اس کا نفع کرنا ناممکن ہو جاتا۔ خود اگر کانِ سلام کے متعلق اختلافات رہتے کیونکہ کوئی صحابی ایسا نہ تھا جس کو تمام حدیثیں پہنچی ہوں اس لئے کہ ہر وقت تمام صحابہ جمع نہ رہتے تھے۔ اور جس صحابی نے جو کچھ سنایا تھا اسی پر خود عمل کرتے تھے اور ویسا ہی اپنے شاگردوں سے کرتے تھے۔ ابو عمر بن نعیم کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نہیں کہ جس پر کوئی نہ کوئی حدیث پوشیدہ نہ ہو۔ (ایقاف مصنفہ علام محمد حیاتی) حضرت عبد اللہ بن عباس کا قول ہے کہ بعض حدیثیں النصار کے یہاں سے ملیں (ترمذی) اگر تمام حدیثیں نہ پہنچائی جائیں تو آج چین میں تعداد رکھات نماز اور ہوتی۔ شام میں اور روتی عرب میں اور ہوتی۔ اسی طرح وراثت و نکاح و طلاق کے سائل میں اختلاف ہوتا۔ آج جو فرقہ ہے وہ نظر نہ آتا۔ حضرت معاذ بن جبل جب شام گئے تو دیکھا کہ اہل شام و ترمذیں پڑھتے چاہئے امیر معاویہ نے ان سے دریافت کیا کہ کیا و تراجمب ہے انوں نے کہا ہاں۔ اسوقت سے اہل شام نے وتر پڑھنا شروع کیا۔ وجوب و ترکی حدیث اہل شام کو اب تک نہ پہنچی تھی۔ (تایخ الفقہ)

### مدارس حدیث عہد صحابہ میں

رسول کریم کے بعد حضرت عائشہ حدیث کا درس دیا کرتی تھیں۔ لڑکے۔ عورتیں۔ بچے اور مرحوم سے پرده نہ تھا۔ ان کے حجرے میں آجاتے تھے۔ باقی مسجد نبوی میں بھی تھے۔ سالمن پڑھ پڑا رہتا تھا۔ حضرت عائشہ حدیث وسائل بیان فرماتیں شاگردوں کی زبان۔ طرز ادا۔ صحیح تلفظ کی سختی سے نگرانی کرتیں۔ ایک مرتبہ قاسم اور ابن ابی عتیق دونوں بچے پہنچنے۔ قاسم کی زبان فتنہ نہ تھی۔ حضرت عائشہ نے ان کو ٹوکا (سلم) حضرت عائشہ اکثر بچوں کو حدیث سکھانیکے لئے اپنی تربیت میں لے لیتی تھیں اور ان کے مصادر خود برداشت کرتی تھیں۔ عووه قاسم، ابو سلمہ، مروق عمرہ، صفیہ کی تعلیم بڑی شفقت مادرانہ سے کی۔ عمرہ الصاریہ حضرت عائشہ کو خالہ کہتی تھیں۔ (ترمذی کہ ذہبی) حضرت عائشہ کے شاگردوں کی تعداد دسو سے زائد تھی ان میں ۳۰ عورتی تھیں جلیل القدر اصحاب شبل ابو موسی اشعری۔ ابو ہریرہ۔ عبد اللہ بن عمر۔ عبد اللہ بن عباس۔ عمر بن العاص

بھی شامل تھے۔ حضرت عائشہ کے رشتہ داروں میں ان کی بہن ام کلثوم، ان کے رضاعی بھائی عوف بن حارث، ان کے بھتیجے فاسکم و عبد اللہ پسران محمد، ان کی بھتیجیاں حفصہ ولسماء، بنات عبد الرحمن اور ان کے بھائی کے پرپوتے عبد اللہ بن عیش بن محمد بن عبد الرحمن اور ان کے بھائی عبد اللہ و فاسکم پسران زبیر بن العوام اور ان کی بھائی عائشہ بنت طلحہ اور ان کے بھائنوں کے پوتے عباد این جبیب و عباد بن حمزہ تھے۔ حضرت عمر نے تعلیم حدیث و فقہ کے لئے تمام مالک محسوسیں مدرس قائم کئے۔ جان بن ابی جبلہ کو مدرسی علم تقرر کر کے لھیجا (حسن المحاضرہ) فاروق عظم عبد اللہ بن حمود را باجماع بکوفہ فرستاد و حقل بن یسار و عبد اللہ بن منفل و عمران بن حصین را بصرہ و عبادہ ابن الصامت و ابو دردار را باثام و بعاصیہ بن ابی سفیان کا میراثام بود قدغن بلیغ نوشت کہ از حدیث ایشان تجاوز نکنند (از آنکه اخفار شاہ ولی اشد و طبقات احفاظ و لذاب الخراج و اس لذابت)

گرفہ میں ابن سعود کے درس میں چار ہزار طلباء شریک ہوتے تھے (اسرار الالوار)

حضرت ابو ادریس خولانی نے بیان کیا ہیں حمص کی مسجد میں گیا تو ایک حلقہ میں جس میں ۲۲ صبحان تھے بیٹھ گیا۔ ایک صاحب روایت کر چکتے تو دوسرے صاحب شروع کرتے (مسند احمد بن حنبل علیہ) حضرت نضر بن عامم لشی کا بیان ہے کہ میں کوفہ کی مسجد میں گیا تو ایک حلقہ نظر آیا جو نہایت خاوشی کے ساتھ ایک شخص کی طرف کان لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ حضرت خدیفہ بن یان ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل)

حضرت ابو دردار دمشق میں رہتے تھے۔ وہ درس دینے کے لئے جب مسجد میں آتے تو ان کے ساتھ طلباء کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا جیسا کہ بادشاہ کے ساتھ ہوتا ہے (تذکرۃ احفاظ) ان کے درس میں رسول سو سے زیادہ طلباء تھے۔ (طبقات القراء)

حضرت اشتقیا صبحی مدینہ آئے تو دیکھا کہ ایک شخص کے گرد بھیر لگی ہوئی ہے، پوچھایا کون ہیں لوگوں نے کہا، ابو ہریرہ۔ (ترندي)

حضرت جابر بن عبد اللہ کا حلقہ درس حدیث مسجد نبوی میں ہوتا تھا۔ (حسن المحاضرہ)

حضرت امیر معاویہ نے حضرت عبد الرحمن بن شبل کو لکھا کہ لوگوں کو حدیث کی تعلیم دو اور جب مریے ختمہ کے پاس کھڑے ہو تو مجھے حدیث سناؤ (مسند احمد بن حنبل)

رسول کریمؐ کے بعد علم کے تین مرکوز تھے، مدینہ، مکہ، کوفہ۔ مکہ کے صدر مدرس حضرت ابن عباسؓ مدینہ کے حضرت ابن عمر و حضرت زید بن ثابت، کوفہ کے حضرت ابن مسعود تھے (اعلام المؤففين) حضرت عبد اللہ بن مسعود کی باقاعدہ درس گاہ کوفہ میں تھی اور ان کے شاگرد حدیثیں اور ان کے مقاوی کو لکھا کرتے تھے (اعلام الموقعين)

### حدیث کا تحریری ذخیرہ عہد خلافت راشدہ میں

خلافت راشدہ کا بہت تھوڑا زمانہ ایسا تھا جس میں سماں کسی قدر ملئے رہے۔ حضوری وفات کے بعد عرب میں ازنداد ہپیل گیا۔ ادھر مدعیان بوت کھڑے ہو گئے، اور ہر غیر مالکی سلسلہ جنگ قائم تھا۔ حضرت عمر کا عہد چیل و جہاد کے شباب کا زمانہ تھا۔ حضرت عثمان کا زمانہ کسی قدر سکون کا زمانہ تھا مگر یہ اطمینان ان کے عہد حکومت میں نوسال رہا پھر شطط و انتشار ہپیل گیا۔ حضرت علی کا کل زمانہ جنگ و جدال میں گذرنا۔ اس نے صیہبہ کو کسی دوسری طرف متوجہ ہونے کا موقع نہیں ملا۔ نے مالک کی فتح، مالک مفتوص کا نظام، نو مسلمانوں کی تعلیم۔ یہ ایسے زبردست مشاغل تھے کہ کسی کو ہدایت ہی نہ تھی۔ درس حدیث کا سلسلہ حضور کے بعد ہی قائم ہو گیا تھا۔ حضرت عمر نے باقاعدہ مدارس قائم کر دیے تھے۔ اور تحریری کی تائید فرمادی تھی (فیل العدل بالکتاب۔ حدیث کو کتاب میں لکھ لیا کرو۔) حضرت النبی اپنے بیٹوں سے کہا کرتے تھے کہ لکھ لیا کرو (دارمی)۔ پھر بھی اس قلیل عرصہ میں کافی تحریری ذخیرہ ہو گیا تھا۔

(۱) حضرت ابو بکر نے ایک مجموعہ حدیث مرتب کیا تھا اسیں پانسو حدیثیں تھیں۔

(تذکرۃ الحفاظ)

(۲) آنحضرت مسکم غلام ابو رافع سے حضرت ابن عباس نے حضور ﷺ کے حالات لکھے (ابن سعد)

(۳) حضرت علی کے قتاوی لکھے ہوئے تھے جن کو ابن عباس نے دیکھا تھا (مقدمة صحیحسلم)  
 (۴) حضرت عمر نے یادداشتیں مرتب کی تھیں (خیفہ عمر بن عبد العزیز نے سالم بن عبد اللہ  
 ابن عمر فاروق کو لکھا کہ میسے پاس حضرت عمر کے نوشتے اور انکی سیرت اور ان کے فیصلے جو کہ  
 مسلمانوں اور ذیسوں کے بارے میں ہیں مبیج و مسر شرح احیاء العلوم)

(۵) ابووسی اشتری نے حضرت عمر کے فیصلے اور خطوط جمع کے تھے (طبرانی)

(۶) حضرت عبدالاسد ابن عباس نے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا (مقدمة صحیحسلم)

(۷) امام حسن نے حدیثیں جمع کیں (تهذیب التهذیب)

(۸) حضرت ابی بن کعبین نے بطور تفسیر ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔ اس مجموعہ سے امام حریر  
 طبری نے کثرت سے اخذ کیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں اور امام احمد بن حنبل نے بھی آئیں  
 سے لیا ہے۔ (رسالہ مباری التفسیر شیخ محمد حضری دساطی)

(۹) حضرت سمرہ بن جنڈب نے اپنے بیٹوں کو خطوط لکھے اس میں کثرت سے حدیثیں  
 تھیں۔ (روایت امام ابن سیرین - اسد الغابہ)

(۱۰) ابوالخطاب عرف خیاط نے بیان کیا کہ میں نے والله بن اسقع صاحبی کو دیکھا کہ وہ لوگونے  
 حدیثیں لکھا رہے تھے۔ اور لوگ ان کے سامنے بیٹھے لکھ رہے تھے (ابن عدی بنیہی)

(۱۱) انبار کے کتب خانہ میں کئی تباہیں صحاہہ اور تابعین کی تالیف پائی گئیں (المقتطف)

(۱۲) حضرت زید بن ثابت نے کتاب الفرائض مرتب کی۔

**حکری و تدوین حدیث خلافت راشدین کے بعد رجال قرن اول  
 کے ختم یعنی سنہ ۱۴ھ تک**

خلفاً، راشدین کے بعد ایم معاویہ کو کچھ حدیثوں کی صحت اور تحریر پر توجہ ہی اُن کے  
 زید عنید کا زمانہ تھا وہ نسل حکومت و عشرت میں سرشار تھا۔ اس کی قسمت میں کسی قسم کی  
 سعادت ہی نہ تھی۔ اس کے بعد جو ہوئے ان کو امور دین سے کچھ زیادہ دلچسپی نہ تھی اس نے

اب درس و تایف و حفاظت حدیث کا عامم بار علماء امت کے سر رہا۔ جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا تھا۔ صحابہ کم ہوتے جاتے تھے، مگر تابعین میں ایسے تبلیغ فضلا پسیدا ہو گئے تھے جن سے صحابہ بھی مسائل دریافت کرتے تھے۔

(۱) حضرت ابن عباس کی مرویات کے کمی مجموعے مرتب ہوئے۔ اہل طائف نے اپنا مرتب کمی مجموعہ خیالِ صحیح ان کو دکھایا تھا۔ (ترندی کتاب العلل)

(۲) امیر معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ سے بعد سلام نماز جو دعا حضور پر ہتھ تھے لکھا تھی (ابو قاؤد)

(۳) مروان بن حکم نے حضرت زید بن ثابت کی حدیثیں لکھا میں (مسند دارمی)

(۴) حضرت ابوالموسی اشعری نے جو ذخیرہ جمع کیا تھا۔ اس کو ان کے صاحبزادے اور شاگرد ابو بردہ نے مرتب کیا جو نسخہ ابو بردہ عن ابو موسی شہور ہوا۔ (شرح بلوع المرام)

(۵) خلیفہ عبد الملک بن مروان نے (۶۵ھ) سعید بن جبیر تابعی تفسیر لکھا تھی جو خزانہ شاہی میں رکھی گئی یہ تفسیر عطا بن دینار کے ہاتھ آگئی اور انہیں کے نام سے شہور ہوئی۔

(میزان الاعتدال)

(۶) ہمام ابن منبهہ شاگرد ابوہریرہ نے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔ اس صحیفہ کے حوالے سے مسلم اور دیگر محدثین نے روایتیں لکھی ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل)

(۷) ہمام ابن منبهہ کی تصنیف بدرالخلق کے متعلق تھی۔ اس میں بہت حدیثیں تھیں۔ اس کا نام کتاب المبتدأ تھا۔ یہ نسخہ هجری تک موجود تھی۔

(۸) بشیر بن ہنیک تابعی نے بیان کیا کہ میں جو حضرت ابوہریرہ سے سنتا تھا لکھ لیتا تھا۔

او رجب ان سے رخصت ہوتا وہ لکھا ہوا ان کو دکھالیتا تھا۔ (ترندی)

(۹) سعید بن جبیر حضرت ابن عباس کی روایتوں کو لکھا کرتے تھے۔ (دارمی)

(۱۰) دہب تابعی نے حضرت جابر بن عبد اللہ کی مرویات لکھیں (تہذیب)

(۱۱) نافع تابعی حضرت ابن عمر کے ساتھے حدیثیں لکھ لیتے تھے (دارمی)

- (۱۲) سلیمان بن قیس لیٹکری نے حضرت جابر کی روایات لکھیں (تہذیب)
- (۱۳) ایک شخص کو حضرت ابن عمر نے خود حدیثیں لکھائی (داری)
- (۱۴) ابا بن نے حضرت النَّبِی مرویات لکھیں (داری)
- (۱۵) ابو بردہ عامر نے حضرت ابو موسیٰ اشتری کی مرویات جمع کیں۔
- (۱۶) عروہ بن زبیر نے غزوہ بدرا کا حال لکھ کر خلیفہ عبد الملک کو بھیجا (طری)
- (۱۷) عروہ بن زبیر نے آنحضرت کے حالات میں دو کتابیں لکھیں (کشف الطنون)
- (۱۸) برادر بن عازب صحابی کی مرویات لکھی جاتی تھیں (داری)
- (۱۹) امام شعبی نے ایک کتاب تصنیف کی جو ابواب پر نقسم تھی۔
- (۲۰) خلیفہ عمر بن عبد الغزیز (المتوفی ۱۰ھ) قاضی ابو بکر بن حزم حاکم مدینہ (یہ اوپر میں عمر بن حزم کے پوتے تھے جو حاکم بحرین تھے اور جن کے لئے رسول کریم نے احکام صدقہ قات تحریر کرائے تھے) اور دیگر المأمور حکم دیا کہ حدیثیں جمع کریں (بخاری کتاب العلم)
- حافظ ابن حجر نے ابوالنعیم کی تاریخ اصیفہان سے ایک روایت نقل کی ہے کہ حدیثیں جمع کرنے کا حکم خلیفہ عمر بن عبد الغزیز نے تمام صوبوں کے گورنرزوں کو لکھا تھا (فتح الباری) ایک گورنر کو لکھا تھا (اما بعد فامر اهل العلم ان ینشر وَا الْعِلْمُ فِي مساجدِ هُرْفَانِ السَّنَةِ كَانَتْ قَدْ امْيَتَتْ عَلَيْهَا كَوْكَمْ دے کہ اپنی مسجدوں میں حدیثوں کا درس دیں کیونکہ حدیثیں مرنے لگی ہیں۔ (سیرۃ عمر بن عبد الغزیز)۔ سعد ابن ابراہیم کی روایت ہے (امرنا عمر بن عبد الغزیز بجمع السنن فكتبتناها دفتر ابیث الى كل ارض له سلطاناً دفتراً۔ ہم کو عمر بن عبد الغزیز نے خلیفہ جمع کونے کا حکم دیا ہے دفتر کے دفتر لکھے۔ خلیفہ نے ان کی نقلیں ممالک محسوسہ میں بھیجیں۔ (جامع بیان العلم) خلیفہ عمر بن عبد الغزیز نے قاضی ابو بکر بن حزم کو حکم دیا کہ عمرہ بن عبد الرحمن (شگرد حضرت عائشہ) کی حدیثیں جمع کریں (تہذیب التہذیب) خلیفہ عمر بن عبد الغزیز نے امام زہری کو حدیثیں جمع کرنے پر ماسور کیا۔ اور ابو بکر بن حزم کو بھی حکم دیا۔ ان دونوں کے مجموعے

مجموعے مرتب ہو گئے (زرفانی)

خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے حکم سے جن بزرگوں نے تالیفات کی تھیں۔ ان میں سب سے پہلے امام زہری کی کتاب مرتب ہوئی۔ (ابن حجر نے شرح بخاری اور ابوالغیم نے حلیہ اور امام سیوطی نے یہی لکھا ہے۔) امام زہری کی تالیفات اس کثرت سے تھیں کہ ولید بن یزید کے قتل کے بعد جب احادیث دروایات کا ذوق ولید کے کتب خانے سے نشفل ہوا تو امام زہری کی تالیفات و مروایات گھوڑوں اور گدھوں پر لاد کر لائی گئیں۔ (ذکرہ الحفاظ)

(۲۱) علی بن طلحہ ماشی (شاعر اگر و حضرت ابن عباس) نے ایک تفسیر لکھی تھی۔ اس کا ایک نسخہ مصر میں شیخ ابو صالح کا تاب امام لمیث کے پاس تھا۔

(۲۲) مجاذب تابعی نے تفسیر لکھی تھی۔

(۲۳) امام حسن البصري نے تفسیر لکھی تھی۔

(۲۴) عطار بن ابی رباح نے تفسیر لکھی۔

(۲۵) محمد بن کعب القری نے تفسیر لکھی۔

(ایشاراتحت علی الخلق مصنفہ ابن الوزیر یمنی)

(۲۶) سعید بن دینار نے تفسیر لکھی یہ عطار بن دینار کے ہاتھ لگی۔ انہیں کے نام سے مشہور ہوئی۔

(۲۷) موسی بن عقبہ نے تصنیف کی۔

(۲۸) ابن جریح نے تصنیف کی۔

(۲۹) امام عظیم نے کئی کتابیں تصنیف کی۔ ان میں سے بعض موجود ہیں۔

(۳۰) عمر بن راشد نے مسند تصنیف کیا۔

(۳۱) سعید بن ابی عربہ نے مسند لکھا۔

(۳۲) امام اوزاعی نے کئی رضخیم کتب میں لکھیں۔

(۳۳) ابن ابی ذئب نے مسند مرتب کیا۔

(۳۴) امام سفیان ثوری نے کئی تدبیں تصنیف کیں۔ لیکن ان کی تفسیر موجود ہے۔

(۳۵) حماد بن سلمہ نے مسند جمیع کیا۔

(۳۶) سعد بن ابراهیم نے مسند تالیف کیا۔

(۳۷) ابو عشر بخش مسند ہی نے مغاربی پر کتاب لکھی۔

(۳۸) ہشام بن عروہ نے کتاب تصنیف کی۔

(۳۹) محمد بن الحاقی نے تصنیف کی۔

(۴۰) امام زفر نے کتاب تصنیف کی۔

ان ۴۰ میں سے ۱۱ تصنیف کا ذکر مولانا سید سلیمان ندوی نے بھی خطبات مدراس میں کیا ہے۔ اگر تلاش کیجائے تو اور بھی تصنیف کا پتہ چل سکتا ہے۔

## تابعین کا شوق حدیث

حضرت ابوسعید خدری صحابی جب روایت کرتے تو لوگوں کی دیوار سامنے ھڑی ہو جاتی دیکھی۔ ایک صحابی کے پاس اسقدر ہجوم ہوتا تھا کہ ان کو کوٹھی پر چڑھ کر حدیث بیان کرنی پڑتی تھی۔ حضرت ابوالدرداء کے پاس مدینہ میں ملک شام سے ایک شخص سفر کر کے آیا۔ اور کہا کہ میں اپنے پاس ایک حدیث کے لئے آیا ہوں۔ ابوالدرداء نے کہا کسی اور ضرورت سے توہینیں آئے۔ اس نے کہا نہیں۔ پھر کہا تجارت کو آئے اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے حدیث بیان کی۔

(ترندی - ابو داؤد - ابن ماجہ)

سعد بن ہشام سفر کر کے مدینے حضرت عائشہ کی خدمت میں نچے۔ اور رسول کریم کے اخلاق اور نماز تہجد کے متعلق سوال کیا۔ حضرت عائشہ نے سب کا جواب دیا۔ ہشام نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے کہا۔ خدا کی قسم اس کا نام حدیث ہے (ابو داؤد)

حضرت ابوالدرداء جب سجد ہیں داخل ہوئے تو ان کے ساتھ تابعین کی ایک جماعت تھی

جو حدیث میں دریافت کریہی تھی۔ (تذکرة الحفاظ)

ایک شہر کو فہریں ہرف ایک صحابی حضرت ابو ہریرہ کے آٹھ سوٹ گرد تھے۔ کوفہ میں ہزار لے اصحاب کا قیام رہا ہے۔ اس سے ہرف ایک ہی شہر کےتابعین محدثین کا اندازہ ہو سکتا ہے۔  
تابعین نے ایک ایک حدیث کی تلاش میں مہینوں کے سفر کئے۔ دشت و جبل کو خاک چھان ماری، بے آب و گیاہ میدانوں میں مارے مارے پھرے۔ سب مال و دولت اس طلب کی نذر کر دیا۔ امام زہری مالدار آدمی تھے۔ نام مال تلاش صدیق پر صرف کر دیا۔ آخر کار گھر کا شہیر بھی ہین پڑا۔ ابن مبارک نے چالیس ہزار درهم شیخ حبی بن معین نے دس لاکھ خرچ کئے۔  
اسی طرح ان بزرگوں کے معاصرین اور ان کے بعد والوں نے جان پر کھیل کی مال و متاع فربان کر کے حدیث حصل کی۔ ابن رستم نے تیس لاکھ عبد اللہ بن ستر لاکھ علامہ ذہبی نے پندرہ لاکھ خرچ کیا۔ (مایخ الفقہ)

### تابعین کی احتیاط قبول حدیث میں

قرآن مجید نے اور حضور علیہ السلام نے روایت و درایت کے خاص خاص اصول بیان فرمادے تھے۔ صحابہ کا اس پر عمل تھا۔ اس کا ثبوت حضرت عائشہ اور دیگر اصحاب کے حالات میں لیکن صحابہ حونکہ روایت کے معاملہ میں عمل ہیں۔ اس لئے ان سے سند نہیں دریافت کی جاتی تھی جب صحابہ کے آخر دوریں وضع و تدریس کا سلسلہ تسریع ہوا تو سند کی پوچھ کچھ ہونے لگی۔  
اس لئے تابعین نے روایت و درایت کے اصول کو وسعت دی اور اس پر سختی سے عمل کرنے لگے۔ امام ابن سیرین نے فرمایا ہے کہ پہلے زمانے کے لوگ اسناد کو نہیں پوچھا کرتے تھے۔ جب فتنہ پیدا ہوا تو اسناد کی پوچھ کچھ ہوئی۔ (كتاب العلل)

ابوالعادیہ کا قول ہے کہ ہم بھرہ میں صحابہ کی مرویات سُنتے۔ اس کی لقصدیق کیلئے مدرسے جاتے اور خود ان کی زبان سے سُنتے (مستداری)

امام شعبہ نے ایک شخص سے اس لئے روایت حدیث ترک کی کہ ایک دن اس کے گھر سے طنبورہ

بجئے کی آواز سنی تھی۔

امام ابو اسیم خنی نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو زرع بن عمر و بن جریر نے ایک حدیث بیان کی۔ میں نے دو سال بعد اس سے وہ حدیث پھر لوچھی۔ اس نے اسی طرح بیان کی۔

عبدالملک بن عمیر کا قول ہے کہ میں حدیث بیان کرتا ہوں اور اس میں ایک حرف بھی نہیں نہیں چھوڑتا۔ امام قتادہ کا قول ہے کہ جو میرے کالوں نے سننا ہے۔ اس کو منیکردار نے محفوظاً کر لیا ہے۔

### تابعین کی احتیاط بیان حدیث میں

جب کوئی تابعی حدیث بیان کرتا تو پہلے سند بیان کرتا۔ اگر کوئی عقیدہ متن سند سننا نہ چاہتا تو وہ اس کو کہی قبول نہ کرتے اور سند ضرور بیان کرتے۔

امام زہری ایک دن سفیان بن عینیہ سے ایک حدیث بیان کرنے لگے۔ سفیان چونکہ امام کے علوم مرتب سے واقع تھے اور معتقد تھے کہنے لگے کہ سند لغزما یہ۔ لیس حدیث بیان کیجیے۔ امام کہا کہ تو بلازینہ چھٹ پر چڑھ سکتا ہے (تدبیب الراوی)

جس طرح بعض صحابہ حدیث بیان کرنے میں رسول کریم کا نام مبارک لیتے ہوئے گھبرا تھے کہ مبادا ہم سے سہوا کوئی تجزیہ ہو جائے اور اس طرح حضور کی طرف جھوٹ کا انتکاب ہو اسی طرح تابعین بھی حدیث بیان رے میں احتیاط کرتے تھے۔

امام ابو اسیم خنی نے ایک حدیث بیان کی۔ لوگوں نے کہا کیا ممکن یہی ایک حدیث معلوم ہے اور نہیں۔ امام نے کہا مجھے بہت حدیثیں معلوم ہیں۔ مگر میں روایت میں محض ابن سعود اور علقہ تک پہنچا دیتا ہوں اور یہی محبکو پسند ہے (مسند دارمی) یعنی رسول کریم نک نہیں پہنچا پا صرف صحابی یا تابعی تک پہنچا دیتا ہوں۔

### صحابہ کے بعد مدارس حدیث۔

محمد بن عاصم کی درس گاہ تھی۔ جس میں تیس نہ را آدمی شرکی ہوتے تھے۔

شیخ زید ابن ہرون کی درس گاہ بغداد میں تھی۔ ستر ہزار آدمی شرکیک ہوتے تھے (تذكرة الحفاظ)  
شیخ نعاصم ابن علی کی درس گاہ میں حاضرین کا تجھیہ ایک لاکھ بیس ہزار کیا گیا تھا (تذكرة الحفاظ)  
امام ابوسلم نے جب بغداد میں درس دینا شروع کیا تو اس میں چالیس ہزار لکھنے والوں کا  
شمار ہوا اور سامین اس کے علاوہ تھے۔ (تذكرة الحفاظ)

شیخ سلیمان بن حرب محدث کے درس کیلئے قصر خلافت کے قریب ایک مرتفع جگہ منبر  
رکھا گیا۔ خلفا اور امرا جمع ہوتے۔ شیخ کی زبان سے جو لفظ حدیث کا سکلتا۔ مامون رشید خود  
لکھتا۔ اس درس کے حاضرین کا تجھیہ چالیس ہزار تھا۔

شیخ علامہ فرمائی نے بغداد میں درس حدیث شروع کیا تو تین تین سو ستمی مقرر کئے جائے  
حاضرین کا اندازہ تیس ہزار تک ہوتا تھا۔ دس ہزار آدمی دوات قلم لیکر لکھتے تھے (تذكرة الحفاظ)  
شیخ زید ابن ہرون کا بیان ہے کہ امام ابوحنیفہ کے درس میں ستر ہزار آدمی شرکیک  
ہوتے تھے۔ (تاہیخ الفقہ)

امام ابراہیم مخنی کے درس میں اس کثرت سے آدمی جمیع ہوتے تھے کہ شیخ کی آواز سے  
نہ سن سکتے تھے۔ (مقدمہ ابن الصلاح)

**حدیث وسائل میں اختلاف صحابہ واختلاف تابعین کے وجود۔**  
حدیث اور وسائل کے متعلق صحابہ اور تابعین کے اختلاف کو زمانہ حال کے اختلاف پر  
قیاس نکرنا چاہیے۔ ان کا اختلاف وہ اختلاف تھا جس کے متعلق حضور نے فرمایا ہے کہ حجت یہ  
اور درحقیقت رحمت ہے کیونکہ اس اختلاف سے بعض وسائل مسئلہ میں عمل کرنے کیلئے چند  
صورتیں پیدا ہو گئیں۔

حضرت عثمان سے چند وسائل میں بعض صحابہ کو اختلاف تھا مگر سب بدستور آن کے حلقة  
رہے۔ اختلاف میں اتحاد کے قائم رہنے کا سبب یہ تھا کہ آن کے اختلاف میں نفسانیت کا شاہراہ۔  
نہ تھا بلکہ اس کے چند خاص وجہوں تھے۔

- (۱) حضور علیہ السلام عادات و مباحثات میں ایک امر کے پابند نہ رہتے تھے اس لئے جنے جیسا دیکھا اُسے گرہ باندھ لیا۔
- (۲) بعض اعمال کو خیال سہولت حضور نے خود کی طرح کر کے دکھایا۔
- (۳) احکامات میں مقتضائے مصلحت تغیر و تبدل ہوا ہے جس کو اس ترمیم کی اطلاع نہیں ہوئی وہ بیستو حکم سابق پر قائم رہا۔
- (۴) کسی معاملہ کے متعلق ایک صحابی نے رسول کریم سے کچھ سُنا۔ دوسرے نے ہنسی سُنا اس لئے اس نے اجتہاد سے کام لیا۔
- (۵) رسول کریم کے بعض افعال کو بعض اصحاب نے عبادت پر محمل کیا۔ بعض نے اباحت پر زمانہ حجج میں نزول محبوب کو حضرت ابن عمر سنن حجج میں شمار کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس ام اتفاقی قرار دیتے ہیں۔
- (۶) رسول کریم کے کسی نعل کی صحابہ نے اپنے ظن سے مختلف جیشیتیں قائم کر لیں جیسے حجۃ الوداع کے متعلق بعض اصحاب کہتے ہیں کہ آپ فارن تھے۔ بعض کہتے ہیں متین تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ مفرد تھے۔
- (۷) بعض اختلافات سہوںیان کی بنابر ہوئے حضرت ابن عمر کا خیال ہے کہ رسول کریم رجب میں عمرہ کیا۔ حضرت عایشہ اس کو سہوںیان کا نتیجہ قرار دیتی ہیں۔
- (۸) بعض اختلافات پوری روایت کے نہ سننے سے ہوئے۔
- (۹) بعض اختلافات روایت کے پورے اجزاء محفوظانہ رکھنے سے ہوئے۔
- (۱۰) کسی حکم کی عدت میں اختلاف ہوا جیسے جنازہ کو دیکھ کر ہڑا ہونا۔ کسی نے کیا تغفیل میت کے لئے تھا۔ کسی نے کہا تغظیم ملائکہ کے لئے۔
- (۱۱) رسول کریم کے دو منصادر احکام کے تطبیق دینے میں اختلاف ہوا۔
- (۱۲) کسی حکم کا شان نزول نہ معلوم ہونے کی وجہ سے اختلاف ہوا۔

مگر ان تمام اختلافات نے عداوت و مخالفت پیدا نہیں کی بلکہ وہی اخلاص رہا۔ اور یہ اختلاف اُدت کیلئے مفید ہی ہوا۔ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ مسیح صحيبي ستادوں کی مثل ہیں تم جس کے پچھے چلے جاؤ گے نجات پا جاؤ گے۔ تابعین کے اختلاف کی بھی یہی صورت ہے۔ جس تابعی نے جس صحابی سے علم حاصل کیا اس نے اپنے عمل اور اپنے اچھتا دکامدار اپنے استاد کے اقوال و افعال پر رکھا۔

## وضعنہ تدليس حدیث اور اس کے موجہ

وضعنہ حدیث کی ابتداء خلافت راشدہ کے بعد سے ہوئی ہے۔ اشارہ نے مسلمانوں میں اختلاف ڈالنے کیلئے بعض نئی حدیثیں بنائیں۔ بعض میں کچھ تغیر کیا۔ اس عہد میں جو حدیثیں گھڑی گئیں وہ سیاسی اختلاف پیدا کرنے والی تھیں۔ رفتہ رفتہ یہ سلسلہ عقاید و اعمال تک پہنچا۔ اس کے باñی حضرت عثمان اور حضرت علی کے مخالفین تھے۔

## وضعنہ تدليس حدیث اور اس کی غرض

قرن اول کے اخیر زمانہ سے وضع و تدليس حدیث کا سلسلہ شروع ہوا جنکہ روایت و دایت کے خاص اصول قرآن مجید میں مذکور ہیں اور بعض امور حدیث میں ہیں۔ صحابہ ان میں کے عالم و ماهر تھے اور ان پر عمل کرتے تھے۔ تابعین اپنے اسائزہ صحابہ کے تعامل کو دیکھ کر تھے اس لئے وضاعوں اور مدلسوں کی قلعی کھل گئی۔ الرجھ اللہ کو اس معاملہ میں سخت مشکلات کا سامنا ہوا مگر خدا کے ان مقبولی اور جانیماز بندوں نے ہر شکل کو حل کر کے چھوڑا۔

حدیث کی وضع اور اس کی تدليس کی اغراض کے تحت میں ہوئی ہے۔

(۱) صحابہ کے بعد آنے والی نسل کو رسول کریم کے اقوال و افعال معلوم کرنے کا بہت شوق تھا تمام دنیا میں اسلامی فتوحات پھیل گئیں تھیں۔ اس لئے جہاں کوئی حدیث جاننے والا جاتا تھا۔ لوگ اس کو ہاتھوں لاتھ لیتے تھے یہ رآنلہوں پر بھاتے تھے۔ محدثین کی ایسی قدر و منزلت تھی کہ سلاطین و امراء بھی ان پر رُشک کرتے تھے۔ سلاطین کی حکومت جسموں پر تھی۔ محدثین کی حکومت

قلوب پر تھی۔ رثا ہی محلات بھی محدثین کے حدود حکومت سے خارج نہ تھے۔ اس لئے بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ وہ حدیثیں جمع کریں تاکہ مر جع خلافتی نہیں۔ اس نامہ میں حدیثیوں کا تحریری ذخیرہ بھی کافی تھا جو اکثر مالک میں منتشر ہو چکا تھا۔ المہدی بھی تقریباً ہر عہد میں موجود تھے۔ اس لئے جن لوگوں کے میں حتیٰ جاہ کا سودا تھا لوگوں کو اپنی طرف راغب کرنے کیلئے نئی نئی حدیثیں گھر نے لگے۔ بعض اصل حدیثیوں میں کچھ تصرف کر کے جدت کے ساتھ بیان کرنے لگے۔

(۱) اسلام میں کئی جدید فرقے پیدا ہو گئے تھے ان فرقوں کے زمانے اپنے خیالات اور عقائد کی تائید کے لئے حدیثیں وضع کیں کیونکہ قرآن میں تلفظی تصرف ممکن نہ تھا معنوی تصرف کا ثابت کرنا مشکل تھا۔ اس لئے ان لوگوں کو قرآن کی طرف سے مایوسی ہوئی۔ صرف حدیث ایسی چیز تھی جس پر دست درازی کر کے مطالب برآری کی امید کی جا سکتی تھی۔ چنانچہ اس علم پر حملہ کئے گئے جو ایک حد تک کامیاب ہوئے۔

(۲) مخالفین اسلام نے اسلام میں تفرقہ ڈالنے اور مسلمانوں کو بھٹکانے کے لئے حدیثیں۔

(۳) بعض نادان دوستوں یعنی اہل حق میں سے ان لوگوں نے جو عابد وزاہد و صوفی تھے نیک نیتی سے ترغیب و ترہیب کے لئے حدیثیں وضع کیں۔ اس قسم کے وضناعوں سے زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ مشہور امام شیخ حبی بن شمس الدین نواوی دمشقی نے لکھا ہے یوں تو وضعیں حدیث کی بہت سی قسمیں ہیں مگر ان میں زیادہ ضرر اس قوم سے ہوا کہ جوزہ کی طرف منسوب ہے (التقریبۃ التیسر) اس لئے محدث ابن حذیفی نے اہل تصوف کی روایتوں کو غیر معتبر قرار دیا ہے میرہ ابن عبد ربہ نے کہا میں نے حدیثیں اس لئے وضع کیں کہ لوگ ڈر کر زہد کی راہ اختیار کریں۔ (تدریب الراوی)

(۴) بعض اہل حق نے باطل فرقوں سے نفرت دلائیکے لئے حدیثیں وضع کیں۔ مہلب ابن حضرہ عابد زاہد آدمی تھے۔ مگر خوارج کے خلاف حدیثیں وضع کرتے تھے۔

(۱) بعض باطل فرقے کے لوگوں نے بھی ترغیب و ترمیب کے لئے حدیثی و ضعف کیں جیسے فرقہ کرامیہ کے لوگ (تدریب الراوی)

## وضع و تدليس کا طلاقیہ

(۱) یا تو وضع اپنے مقصد کو بہترین الفاظ و عبارت میں بطور امر یا نصیحت ظاہر کرتا ہے

(۲) یا کسی بزرگ یا ایکم کے قول یا بھی اسرائیل کی روایات کو حدیث ہمکر بیان کرتا ہے۔

(۳) یا کسی حدیث میں اپنے مقصد کی موافق الفاظ کم و بیش کر کے بیان کرتا ہے۔

(۴) یا ضعیف حدیث کی سند کو صحیح حدیث کی سند سے بدل دیتا ہے۔

(۵) یا حدیث کا اصل لفظ بھول جاتا ہے۔ اسکی وجہ کوئی مراد ف لفظ لگادیتا ہے۔

## قرن اول میں علم حدیث کی کیفیت

یہ شروع سے بیان ہوتا چلا آ رہا ہے کہ حدیث کی ابتداء، حدیث کی ضرورت، حدیث پر عمل اسی وقت سے ہے جب سے کہ حضور مسیح برسالت ہوئے

حضور کے عہد میں صحابہ حدیثیں بیان بھی کرتے تھے لکھتے بھی تھے۔ حفظ بھی کرتے تھے، ان سے استنباط مسائل بھی کرتے تھے۔ حضور کے عہد میں حدیث کا کافی ذخیرہ تحریری موجود تھا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے حدیثیں جمع کر کے ایک کتب مرتب کی تھی اس کا نام بھی صادقہ رکھا تھا۔ اس میں کوئی ترتیب ابواب فصول کی نہ تھی بلکہ جو حدیث سنی وہ لکھلی۔ عہد خلافت راشدہ میں حدیث کے مدارس قائم تھے۔ درس کا طریق یہ تھا کہ شیخ حدیث بیٹا کرتا۔ سامعین سنتے سمجھتے۔ بعض لکھتے۔

اس عہد میں حضرت زید بن ثابت نے کتاب الفارع ن اور ابن عباس نے حضور کی سیر مرتب کی۔ خلافت راشدہ کے بعد آخر زمانہ قرن اول تک بہت سی متقل نصانیف ہوئیں۔ انیں سے بعض کا ذکر آچکا ہے۔ اسوقت مک جس قدرتا لیفات ہوئیں ان میں کوئی ترتیب ابواب فصول کی نہ تھی بلکہ تابعین نے اپنے اپنے شیوخ اصحاب کی حدیثیں جمع کی چکیں،

ہمام ابن منبہ تابعی کے صحیفہ کا ذکر و حوالہ صحیح سلم وغیرہ میں ہے۔ امام سیوطی رحمنے لکھا ہے کہ امام شعبی نے ایک کتاب ترتیب ابواب و فصوں کے ساتھ مرتب کی تھی۔

قاضی ابو بکر کی کتاب میں غالباً عمرہ کی حدیثیں ہوں گی کیونکہ خلیفہ نے ختم صحبت سے عمرہ کی حدیثیں لکھنے کا حکم دیا تھا۔ اول سیوطی میں حافظ ابن حجر کی شرح بخاری سُنْقُل کیا گیا ہے کہ خلیفہ عمر بن عبد الغنیز کے حکم سے جو کتابیں لکھی گئیں ان میں سب سے پہلے امام زہری کی کتاب مدون ہوئی۔ اس کتاب کی تقسیم ابواب و فصوں پر تھی۔ اس وقت سے یہ طریقہ راجح ہوا کہ ہر عنوان کے تحت میں جس قدر حدیثیں آتیں لکھدیتے اور ایک باب جامِ الابواب کے نام سے ہوتا۔ صحابہ اور اپنے شیوخ کے اقوال اور فتاویٰ بھی لکھتے۔ درس کا وہی طریقہ تھا جو عہد چھاپ میں تھا لیکن طلبہ کی کثرت کی وجہ سے شیوخ کو مستلزم مقرر کرنے پڑتے تھے۔ اصول درایت و روایت تواریخ و حدیث ہی میں تھے۔ لیکن عہد صحابہ میں ان سے کام کم لیا جاتا تھا کیونکہ عام طلوبی صحابہ ہی تھے جنکی طرف روایت میں جھوٹ کالگان نہیں ہو سکتا۔ خلافت راشدہ کے بعد ان اصول پر پوری طرح عذر آمد ہوا اور جوں جوں زمانہ گذرا ناگیا، ان میں شدت ہوتی گئی اسلام شعبہ ان اصول کو وسعت دی مگر کوئی کتاب اصنیف نہیں کی۔ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ حضور علیہ السلام کے عہد مبارک اور زمانہ خلافت راشدہ اور اس کے بعد کے زمانہ کے متعلق حدیث کے جس قدر تحریری ذخیرہ کی اس کتاب میں نشانہ ہی کی گئی ہے لبس اسی قدر ہے۔ یہ تو ایک سرسری تلاش کا نتیجہ ہے اگر زراعت و کاوش سے تلاش کیجاۓ تو اور تحریرات کا بھی پتہ چل سکتا ہے۔ اس قرن کی تالیفات و تحریرات و تصنیفات کچھ دست بر زمانہ کی نذر ہو گئیں۔ کچھ بعد کی تصانیف میں مذکور ہو گئیں۔ صادقہ کا پتہ دوسری صدی ہجری تک ملتا ہے کیونکہ مجاہد نے مصنف کے پرپوئے عمرو بن شعیب کے پاس یہ مجموعہ دیکھا تھا۔ صحیفہ ہمام بن منبہ کی نقل صحیح سلم وغیرہ میں انبار کے کتب خانے میں اس عہد کی کئی تالیفات کا پتہ چلا۔ حضور علیہ السلام کے چند خطوط موسوم بلاطیں اب تک بہنسہ حفوظ موجود ہیں۔ امام عظم اور سفیان ثوری کی تصانیف موجود ہیں۔

حضرت علیہ السلام کے عہدا اور زمانہ خلافت راشدہ میں جس طرح احادیث سے استنبات اسکی کرتے تھے وہی صورت آخر تک قائم رہی۔ جس جگہ جو صحابی تھا وہی مجتہد تھا، وہ ان کے لوگوں کی تقسیم کرتے تھے، نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں

پھر تابعین آئے وہ بھی بلا متفقہ میں تھے انہوں نے تفقہ اسی صحابی سے کیا جو ان کے شہر تھا، وہ اس صحابی کے فتویٰ سے تجاوز نہ کرتے تھے۔ (کشف الغمہ)

صحابہ کو جب کوئی ضرورت پڑیں آتی تو اول قرآن میں تلاش کرتے۔ پھر حدیث میں تلاش کرتے اگر دونوں میں نہ پاتے تو اجتہاد و قیاس سے کام لیتے۔ نواب صاحب لکھتے ہیں۔  
جس شہر میں جو صحابی ہوتا تھا وہ موافق حدیث کو حکم کرتا تھا۔ ورنہ اس شہر کا امیر اپنے اجتہاد سے حکم دیتا تھا۔ (کشف الغمہ)

تابعین کا یا اصول تھا کہ وہ قرآن و حدیث کے بعد صحابہ کے اقوال و افعال میں تلاش کرتے پھر اجتہاد سے کام لیتے تھے۔ اس لئے صحابہ کے بعد تابعین و مصنفین قرن اول نے جو کتابیں تصنیف کیں ان میں حدیثوں کے ساتھ اقوال صحابہ و تابعین بھی لکھے۔

اس قرن میں حدیث کے متعلق جو تابیفات ہوئیں وہ گیارہ قسم کی تھیں۔

(۱) حضور کے عہد میں بلا کاظمی ترتیب کے بھیے حضرت عبد اللہ بن عمر بن العاص کی کتابیات  
(۲) عہد خلافت راشدہ میں حضرت زید بن ثابت نے یہ جدت کی۔ کہ ایک ہی مضمون کی جیسی جمع کر کے کتاب الف لفظ مرتب کی۔

(۳) حضرت عبد اللہ بن عباس نے سیرت کی بنیاد قائم کی کہ حضور علیہ السلام کے حالات لکھے۔

(۴) خلافت راشدہ کے بعد یہ طرز چلا کہ حدیثوں کے ساتھ خلفاء کے فیصلے اور فتویٰ لکھو گئے

(۵) حضرت ابو موسیٰ اشری نے یہ جدت کی کہ صرف ایک شخص کے فیصلے اور خطوط جمع کئے یعنی حضرت عمر کے رضی اللہ عنہ۔

(۶) حضرت ابی بن کعب نے تفسیر کی بنیاد قائم کی۔

(۷) تابعین نے اپنے استاد صحابہ کی حدیثیں جمع کیں۔ اس کے موجہ ہمام بن منبه تھے۔  
 (۸) بعض تابعین نے حدیث کے ساتھ اقوال اور قضایا اور فتاویٰ خلفاً و صحابہ اور اپنے  
 اسماء تابعین کے فتاویٰ جمع کئے۔

(۹) امام شعبی نے یہ جدت کی کہ اپنی کتاب کو ابواب و فصول پر جمع کیا۔

(۱۰) امام زہری نے یہ جدت کی کہ نمبر ۶ میں ایک باب جامع الابواب کے نام سے قائم کیا۔

(۱۱) امام ابوحنیفہ نے حدیثوں سے استنباط مسائل کا مستقل سلسلہ قائم کر کے تصنیف

کیں۔ اس عہد میں اور بھی مصنف و مؤلف ہوتے ہیں۔

## حدیث فتنہ ثانی میں

اس قرن میں کثرت سے تصنیفات و تالیفات ہوئیں۔ حدیثوں کے ساتھ صحابہ اور تابعین کے  
 فتوے بھی جمع کئے جلتے تھے اور بعض مؤلف هرف حدیثیں جمع کرتے تھے۔ اس قسم کو مسند کہتے ہیں  
 اس عہد میں مسندات کا اظر زیادہ پسند کیا گیا۔

امام مالک نے ابواب فقہیہ پر اپنی کتاب موطا کو مدون کیا۔

امام موسیٰ کاظم بن امام حسن بن مسند مرتب کیا۔ یہی سب سے پہلا مسند ثابت ہوتا ہے۔

امام ابوحنیفہ کے رثا گرد امام محمد نے یہ جدت کی کہ ابواب فقہیہ کے متعلق موافق مخالف احادیث  
 کو جمع کر کے محاکمہ کیا۔ اس طرز کی ان کی کتاب کتاب انجام چھے۔

شیخ حبی بن سعید القطان نے یہ جدت کی کہ اسماں الرجال پر تصنیف کی۔

سراج الدین عمر بن الملقن (المتوفی ۲۸۱ھ) نے کتاب تذکرہ فی علوم الحدیث تصنیف کر کیا۔  
 جدید و منفید فن کی بنیاد ڈالی۔

شیخ عبداللہ بن مبارک نے چالیس حدیثیں جمع کر کے اربعینات کی بنیاد قائم کی۔ (مجھے  
 بتقدیم کی نوے اربعینات کے تمام معلوم ہیں چونکہ ان سب میں مقدم شیخ ابن سید کہیں اسلئے  
 ہیں نے انہیں کواربعین کا موجہ خیال کیا ہے۔ یہ جدت انہوں نے حدیث مزخر حفظ علی امتی

اربعین حدیثاً بعثه اللہ تعالیٰ یوم القيمة فی ذرعة الفقرااء والعلماء کے تحت میں کی ہوگی۔ یہ حدیث صنیف ہے ممکن ہے کہ شیخ کو کسی قوی ذریعہ سے پہنچی ہو کیونکہ شیخ ابن ابی تو ضعیف حدیث کو لینے والے نہ ہے) ان کی ایک کتاب کتاب الزندہ والرقاق ہے جو جامع قروین کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

ابوعبیدہ عمر بن المثنی نے کتاب تصنیف کر کے فن غریب الحدیث کی بنیاد قائم کی۔

اس عہد میں درس کا وہی قدم طریقہ رائج تھا۔ امام مالک نے اس طرز کو بدلا اور یہ طرز اختیار کیا کہ شکر گرد پڑھتا۔ امام صاحب سنتہ کثرت سے مدارس تھے۔ بعض بعض شہروں میں متعدد مدارس تھے۔ اس عہد میں بہت سے مصنفین کثیر التصانیف ہیں۔ امام محمد ۹۹۹ تصانیف کے مالک ہیں۔ اس قرن کے اکثر مصنفین کی تصانیف موجود ہیں۔

### حدیث قرن ثالث میں

اس عہد میں محدثین اور مدارس حدیث کثرت سے تھے۔ محدثین میں کم ایسے گزرے ہیں۔ جہنوں نے مسند یا کوئی کتاب نہ لکھی ہو۔ اکثر شیوخ کے درس میں توقیم طرز رائج تھا۔ بعض نے امام مالک کا طرز اختیار کر لیا تھا۔

امام شافعی نے کتاب الام وغیرہ تصنیف کیں۔

امام ابوالولید محمد بن عبد الکریم ازرتی (المتوفی ۲۲۳ھ) نے تایخ مکہ لکھی۔

ابوعبید قاسم بن سلام (المتوفی ۲۵۲ھ) نے غریب الحدیث تالیف کی یہ کتاب چالیس س کی مخت میں مرتب ہوئی۔

شیخ حبیب بن معین نے بارہ لاکھ حدیثیں لکھا ہیں اور ایک تایخ تصنیف کی جس کی ترتیب حرفت مسمح پڑھی۔

امام احمد بن حنبل نے مسند جمع کیا۔ یہ مسند تمام مسانید میں مستند ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن حبیب العدنی (المتوفی ۲۳۳ھ) نے مسند مرتب کیا اس کا نام مسند ابن ابی عرفة تھا۔

شیخ حسین بن علی بن زید الکرابی ببغدادی صاحب الشافعی (المتوفی ۲۳۵ھ) نے یہ جدت کی کہ اسماں مدنسین مجمع کر کے کتب اسماں المدنسین مرتب کی۔

امام خواری نے یہ جدت کی کہ صرف صحیح حدیثوں کے جمیع کرنے کا الزام کیا۔  
اس عہد کے بہت سے مصنفین کی کتابیں موجود ہیں۔

## حدیث ہمد اختلافی میں

اس عہد میں محدثین و مصنفین اور دراس حدیث کثرت سے تھے، تقریباً ہر حدیث نے  
مند لکھا یا کوئی تصنیف کی۔ درس میں فنون طریق رائج رہے۔

الگہستہ میں سے امام سلم، امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام نافی، امام ابن ماجہ نے صحیح  
حدیثوں کے جمیع کرنے کا المتن زام کیا۔

امام سلم نے علم عدلت حدیث ایجاد کیا اور اس فن پر تصنیف کی۔ اس فن کا ناشایہ تھا  
کہ متن یا مند حدیث میں جو علت ہو ظاہر کر دی جائے (کشف الظنون) ان کی ایک کتاب  
کتاب الاسما، والکنی بھی ہے جو کتب خاتمة ایا صوفیہ قسطنطینیہ میں ہے۔

ابو بکر احمد بن زہیر النسقی البغدادی (المتوفی ۲۹۴ھ) نے تاریخ لکھی جو تاریخ ابن ابی خثیفہ  
شہور ہے کتب خانہ جامع قروین میں ہے

ابی اسحاق ابراسیم بن حرب العسكری (المتوفی ۲۸۵ھ) نے مندا ابوہریرہ مرتب کیا۔  
ابی بکر احمد بن عمرو الشیبانی (المتوفی ۲۸۸ھ) نے مند مرتب کیا جو مندا ابن ابی عاصم تھا  
قردون ملاشہ میں ہزاروں حدیث ہوئے اور تصنیف کی تعداد بھی ہزاروں تک پہنچی مگر  
صحاح ستہ کی کتابوں سے بہتر کوئی کتاب مرتب نہ ہوئی۔ اس لئے یہی مرکز نظر ہو گئیں صحاح ستہ  
سے پہلے کی اکثر تصنیف معدوم ہو گئیں کیونکہ پرسیں لاطیع نہ تھے۔ جس کسی کے پاس کوئی  
کتاب تھی فتنی تھی۔ اور عالم اسلام کو قسم قسم کے مصائب و آلام کا عمانا کرنا پڑا۔ شہر تو نے  
گئے۔ جلال گئے۔ ان تمام امور کے علاوہ جب ان سے بہتر کتابیں طیار ہو گئیں تو لوگوں کو انکی

حاجت نہیں۔ یہ بعدین الیسی صورت ہے چیزے خلیل والوں عبید وغیرہ الہامنگوکی لقصانیف متأخرین کی لقصانیف کے بعد معدوم ہو گئیں۔ لیکن اُس قديم ذخیرہ میں سے پھر بھی بہت کچھ باقی ہے اور معدوم شدہ کتب کے حوالے اور ذکرے کتب تاریخ و سیر و رجال و حدیث میں موجود ہیں۔

امام نجاری اور امام سلم کے بعد بہتوں نے صحیح حدیثیں جمع کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کوئی مجموع کمل طیار نہ ہوا۔ کیونکہ امام نجاری نے خود فرمایا ہے کہ میں نے بہت سی صحیح حدیثیں جھپوڑ دی ہیں۔ ارباب سن اربعہ نے بھی صحیح حدیثیں کا المسترام کیا اور انہیں محدثین کے قریب زمانہ کے دو محدث محمد ابن خزیمہ اور اُن کے رشتگرد ابن حبان نے بھی کوشش کی اور وہ بہت کچھ کر کے گرتکیل نکر سکے۔ اور جو کچھ کیا اس کو ارادہ کی موافق نباد بھی نہ کے کیونکہ ان کی کتابوں میں دوسری قسم کی حدیثیں بھی ہیں۔ غرض جو قبولیت کتب ستہ کو حاصل ہے وہ کسی کے حصہ میں نہ آسکی۔

۵۔ این سعادت بزور باز و نیت ۶۔ تانہ بخش دخداۓ بخشندہ

صحیح ابن حبان کے مقبول ہونے میں ان شکوک و ثباتات کا بھی کچھ دخل ہے جو ان کے خیالات پر کئے گئے ہیں۔

صحیح ابن خزیمہ کے لفظوں سے گرنے کا بھی یہی سبب علوم ہوتا ہے کہ اُس کے راوی ابن حبان ہیں۔

ابو محمد عبد اللہ بن علی الجارود (المتوفی ۲۰۳ھ) نے المنسق لابن الجارود لکھی یہ صحیح ابن خزیمہ پر سفرخراج ہے۔

ابو محمد بن احمد الدولابی (المتوفی ۲۳۳ھ) نے کتاب الاسما و الکتب مرتب کی یہ کتاب معولانا شمس الحق عظیم آبادی کے کتب خانہ میں ہے۔

اس دور تک جو لقصانیف ہوئیں۔ ان میں سے ۶۱ مندوں اور ۲۸ مجموں کے نام تو محفوظ علوم ہیں۔ اس دور کی بہت سی کتابیں موجود ہیں۔

## قرآن شلاشہ کے بعد

قرآن شلاشہ میں زیادہ تر حدیثیں جمع کرنے کا کام ہوا۔ نصرت علم حدیث کیلئے کچھ فنون بھی ایجاد ہوئے، لیکن تہذیب و ترتیب اور احتجادات کا دو رعید اختلافی سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہر صنف اپنی تصنیف میں کوئی نہ کوئی مفید حدیث ہی کرتا رہا۔ اور فنون کو بہترین ترتیب تہذیب سے مدد کیا گیا، ہر فن کے متعلق کثیر تصنیف ہوئیں۔

ابوالقاسم بن ابی القطبی (المتوفی ۲۳۴ھ) نے کتاب ناسخ الحديث و نسوخه لکھی۔

ابی علی بن عثمان بغدادی معروف ابن سکن (المتوفی ۲۵۳ھ) نے صحیح ملنتقی مرتب کی۔

ابوعلی اسماعیل بن قاسم اللغوی (المتوفی ۲۵۶ھ) نے غریب الحدیث کے متعلق کتاب التاریخ تصنیف کی۔

ابوالقاسم طبرانی (المتوفی ۲۷۳ھ) نے تمام طرق حدیث کو ایک جگہ جمع کرنے کا قصد کیا تین معجم تالیف کے معجم صغیر معجم او سطراً معجم کبیر۔ حضرت ابوہریرہ کی مرویات کو علیحدہ جمع کرنے کا قصد تھا۔ مگر موت نے فرصت نہیں دی۔

ابو محمد بن عبد الرحمن راہمہری (المتوفی ۲۸۳ھ) نے ایک کتاب المحدث الفاضل لکھی۔

یہ کتاب علوم حدیث پر پہلی کتاب تھی۔ یہی فن مرتب و مہذب ہو کر فن اصول حدیث کیلائیں کیا یہ کتاب جامیں نہ تھی۔

ابی سیمان احمد بن محمد الخطابی (المتوفی ۲۸۹ھ) نے اصلاح اغلاط المحدثین تصنیف کی

ابی عبیداًحمد بن محمد (المتوفی ۲۹۰ھ) نے الغریبین تصنیف کی۔

ابوعبدالله محمد بن عبد اللہ الحاکم (المتوفی ۲۹۰ھ) نے بخاری و مسلم پر پستدرک لکھا، اسے

پہلے بھی بعض محدثین نے یہ کام کیا تھا اور بعد میں بھی کیا۔ مگر حاکم کی طرح کوئی جامیں کتاب طید نہ کر سکا۔ حاکم نے اور بہت سی تصنیف کیں جنیں سبے اہم المدخل الی علوم الحدیث ہے۔

شیخ ابی بکر احمد بن عبد الرحمن شیرازی (المتوفی ۲۹۰ھ) نے القاب الرواۃ تصنیف کی۔

ابو القیم احمد بن عبد اللہ الاصفہانی (المتوفی ۲۳۷ھ) نے حلیۃ الاولیاء کی - اسمار الرجال پر کتابیں لکھیں؛ ایک مجموعہ ترتیب کیا۔

ابو بکر احمد بن حسن البیهقی (المتوفی ۲۵۸ھ) نے تمام طرق حدیث کی جامع کتب سن کرنے والیف کیں اور اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

ابو الحسن علی بن حمّر الدارقطنی (المتوفی ۲۶۷ھ) نے ایک سن مرتب کی اور دیگر فنون پر بہترین تصنیف کیں، ان کی ایک کتاب الموقوف والمخالف اور ایک کتاب العلل بھی ہے۔  
ابو بکر احمد بن علی الخطیب (المتوفی ۲۷۴ھ) نے ہر شعبہ علم حدیث پر مستقل بہترین تصنیف کیں۔ یہ بہت سی جدیتوں اور سہولتوں کے موجود ہیں، ان کی ایک کتاب اجازۃ البھول المعدومہ حافظ عبدالخنی بن سعید الازدی المصری (المتوفی ۲۹۶ھ) آداب المیثین وغیرہ بہت سی تصنیف کیں۔

علام ابن جوزی (المتوفی ۴۱۶ھ) خدمت حدیث میں یہ جدت کی کہ موضوعات کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ لیکن موضوعات کی تلاش میں یہ سختی سے کام لیا۔ بڑے بڑوں پر یہ صاف کر گئی۔ بعض حسن حدیثوں کو بھی موضوع کہہ گئے۔ اس پر علمانے ان کی تردید کی، امام سیوطی نے ان کی تردید میں التعقبات علی الموضوعات لکھی۔ اسی طرح عراقی ابن صلاح۔ ابن حجر نے ان کے خلاف ایضاً علماء رزین (المتوفی ۴۲۵ھ) نے یہ جدت کی مؤطا اور صحاح ستہ کی اُن تمام احادیث کو ایک جگہ جمع کیا جو اصول شہور ہیں مگر ان کے ساتھ کچھ اور بھی اضافہ کر دیا یہ اضافہ اصول کے ہمیا نہ تھا، ان کی کتاب کی ترتیب مسانید صفائی پر پڑھی۔

علام ابن اثیر (المتوفی ۳۲۶ھ) نے یہ جدت کی کہ رزین کی کتاب کو حروف تہجی کی ترتیب کے ساتھ ایواب پر ترتیب کر دیا۔

حافظ مجدد الدین محمد بن محمود (المتوفی ۳۷۳ھ) نے کتاب الناب المحدثین لکھی۔  
شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن الخطیب (المتوفی ۳۷۷ھ) نے مشکوۃ المصانع

تصنيف کی-

حافظ ضیا الدین مقدسی (المستوفی شافعیہ) نے موافقات تصنیف کی۔ ان میں یہ جدت کی کہ اول اُن حدیثوں کو جمع کیا جن پر شیخین و ترمذی و ابو داؤد و نسائی کا تفاق ہے۔ حافظ ذہبی (المستوفی شافعیہ) نے اسماء الرجال اور تاریخ میں متعدد کتابیں لکھیں، سیر النبلاء ان کی لا جواب کتاب ہے۔ مستدرک حاکم، خطیب، طبرانی، بہتیقی، حافظ رجال الدین فرنگی کی انصاف کو مختصر کر کے کارامد بنیا۔

مجد الدین ابو طہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی (المستوفی شافعیہ) نے یہ جدت کی تصنیف احادیث کو بیع کر دیا۔ ان کی کتاب الاحادیث الصدیفہ چار بلدوں میں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (المستوفی شافعیہ) فتح الباری شرح صحیح بخاری ان کی بے نظیر تصنیف ہے، اسماء الرجال پر کتابیں مرتب کیں، فتح الباری یعنی بدی الساری اور القول المدح میں صحیح بخاری اور مسند احمد بن حنبل کی احادیث پر جو شبہات تھے اُن کو رفع کیا۔ ان کی کتاب دہائی علامہ ذیلیعی کی کتاب نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ کا شخص ہے۔ اصول حدیث میں ذیلیعی افکر ایک منفید و ستر تالیف ہے، المقتب فی بیان المضطرب نہایت نفیس تالیف ہے، امام سیوطی نے لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر کو ایک لاکھ سے زیادہ حدیثیں یاد رکھیں۔

امام جلال الدین سیوطی (المستوفی شافعیہ) نے پانسو کتابیں تصنیف کیں ان میں سے (۷۹) فنون حدیث پر ہیں۔ انہوں نے تمام احادیث کو ایک جگہ جمع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ جامع غیر وزواید میں بہت کچھ جمع کر دیا تھا۔ جامع الجواعی ایک ٹراجمبوعہ احادیث طیار کرنے کا قصد تھا جس میں سو اے موصوعات کے تمام اقسام کی حدیثیں ہوتیں۔ سوت نے مہدت نہیں۔ تمام ناتمام رکھیں، تمام صلح پر حواشی لکھی، ابن حوزی کی موصوعات پر دو کتابیں لکھ کر ان کو کارامد بنیا، انہوں نے خود لکھا ہے کہ مجموع دلاکھ حدیثیں یاد رکھیں (لوفتح الانوار شیخ عبد الوہاب شعرانی)

شیخ علی مشقی برمان پوری (المستوفی شافعیہ) نے امام سیوطی کی جمع کردہ احادیث کو ایڈ فیصلہ پر

باعتیار حروف ہجی جمع کر کے نزاعمال نام رکھا، اس طرح المسوطی کی مختت کو کار آمد بنا یا شنخ ابو الحسن بن زیاد نے لکھا ہے (للسیوطی منته علو العالمین وللمنتقى منه علیہ۔ سیوطی کا احتجاجی دنیا پر ہے اور سیوطی پرستی کا احسان ہے)

ملا علی قاری المتوفی ۱۴۲۸ھ تصنیف و تالیف ہیں خاص شہرت حاصل کی، انکی تصانیف کی تعداد امام سیوطی سے کچھ ہی کم ہے۔

چوہتی سے گیا رہوں صدی تک کے محدثین و مصنفین کا نہایت اختصار سے یہاں تک کر کیا گیا ہے۔ اس دور کے مصنفین کی تقریباً تمام تصانیف موجود ہیں۔ اگر کل مصنفین کی صرف فہرست اسماء و لکھی جائے تو ایک ضخیم سالم مرتب ہو جائے۔ یہ مختصر اس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ آخر صدیوں سے اکثر امام مالک کا طرق درس ہی لائج ہے۔

### امہ کا شوق حدیث

آمام ابو حاتم رازی تلاش حدیث میں پیدا ہے پاس فر کیا کرتے تھے۔ ایک ہزار کوس تک پریل نظر کیا امام بخاری شیخ آدم ابن ابی ایاس کے پاس گئے۔ راستہ میں تین رات دن تک کھانے کو کچھ پیسر نہیں آیا۔ مگر گھاس پات کھا کر سفر بخاری رکھا۔ امام بخاری نے محض حدیث کی خاطر ایک ہزار اشرفی کی ہمیافی دیا ہیں پھر نیکدی۔ یہ واقوہ ان کے حالات میں مفضل نکھلایا ہے۔ امام اُنی نے حصول حدیث کے لئے پندرہ سال کی عمر سے سفر احتیار کیا۔

### امہ کی احتیاط قبول حدیث میں

امام بخاری نے تدلیس کے شبیہ پر ایک شخص کی دس ہزار حدیث میں ترک کر دیں (الفوائد الداری علامہ عجلونی)۔

امام احمد ابن حنبل کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔ تیس ہزار حدیثیں منتخب کر کے منڈل کیا امام بخاری نے چھ لاکھ میں سے، امام ابو داؤد نے پانچ لاکھ میں سے، امام سلم نے تین لاکھ میں انتخاب کر کے اپنی اپنی کتابیں مرتب کیں۔

## حدیث اور ہندوستان

جہاں کہیں کوئی صحابی یا تابعی یا تبع تابعی یا کوئی مسلمان پہنچا۔ قران و حدیث اس کے ساتھ گیا۔ چند تاریخی شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں اسلام عہد رسول کیم میں پہنچ گیا تھا۔ اس کے متعلق مفصل مضمون والد راجد نے اپنی کتاب غازیان ہند میں لکھا ہے بعض مزارات کے متعلق مشہور ہے کہ صحابہ کے مزارات ہیں حضرت تمیم صحابی (تمیم الداری ہیں کوئی دوسرے ہیں) ہندوستان میں آئے ہیں وفات پائی۔ کوئم علاقہ دراس میں انکا مزار زیارت گاہ خلائق ہے حضرت حذیفہ، اُسامہ، صہیب وغیرہ اصحاب کو حضور نے خطبہ کر سرپاٹک راجہ ہندوستان کے پاس بھیجا۔ سرپاٹک مسلمان ہو گیا۔

سرپاٹک ہندی نعمان بنی اسلی اللہ علیہ السلام ارسل الیہ حذیفہ و اُسامۃ و صہیب وغیرہم سرپاٹک ہندی نے بیان کیا کہ حضور رسول کیم نے حذیفہ وغیرہ اصحاب کو خطبہ دیکر مسیکے پاس بھیجا تھا۔ میں مسلمان ہو گیا (اصابہ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود نے رسول کیم کے پاس جاؤں کی شکل و صورت کے آدمی دیکھے (ترمذی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب بیمار ہوئیں تو ان کے علاج کے لئے آن کے بھتیجے ایک حاٹ طبیب کو لائے (ادب المفرد امام بخاری)

حضرت علی نے جنگ جمل میں خزانہ کی حفاظت پر جاؤں کو معین کیا تھا۔ (طبرانی)

امیر معاویہ نے جاؤں کو شام کے ساحلی شہروں میں آباد کیا (بلاذری)

کوئم میں ایک قبر ہے اس پر یہ کتبہ ہے (اسماعیل بن مالک بن زید بن ارثاء) مالک بن زید بن شہور تابعی ہیں۔ بنے میں وفات پائی۔ اسماعیل ان کے بیٹے تبع تابعی ہوئے اور کچھ عجب ہیں کہ تابعی ہوں کیونکہ کم از کم ان کی ولادت نئے ہے کی بھی فرض کی جائے تو اس زمانہ میں بہتے صحابی زندہ نہیں ممکن ہے کہ کسی صحابی کی دولت دیوار سے مشرف ہوئے ہوں۔ خیر تابعی ہوں یا انہوں تبع تابعی ہونے میں تو نکل ہی نہیں۔ اور خدا جانے کتنے تبع تابعی و تابعی یہاں آئے ہوں گے

ہندوستان میں جب سلمان آئے تو مدتوں تک جنگ و جدال کی وجہ سے پریشان رہے تصنیف و تالیف کا خاص موقع نہیں ملا۔ اس لئے اس ابتدائی دور کے حالات کتابوں میں مفصل نہیں ملتے۔

میں اس بیان میں کچھ مبالغہ نہیں سمجھتا کہ حجاز و کوفہ کے بعد تمام عالم اسلام میں محدثین کی شمار میں ہندوستان کا نمبر سب سے اول ہے۔

المہ مجتہدین اور مصنفین حدیث میں بھی ایک ہندی الاصل ہے۔ حاکم جیسے محدث نے بھی ہندوستانی محدث کے آگے زانوئے ادب تھے کیا ہے۔ حدیث کا سب سے بڑا مصنف اور آخری محدث ایک ہندوستانی ہے یعنی علی متفق صاحب کنز العمال۔

خلاف کے بُنیٰ اُمیّہ و عباسیہ میں بعض محدث ہوئے ہیں۔ دوسرے خاندانوں میں جہانگیر مجدد علم ہے کوئی صاحب تخت و تاج محدث نہیں ہوا۔ ہندوستان کے چار بادشاہ صفویہ محدث تھے۔ اس زمانہ میں عالم اسلام میں جو سلاسل حدیث جاری ہیں ان سب پر حضرت شاہ عبدالغنی عمری مجددی کا سلسلہ جھپایا ہوا ہے۔

پہلی صدی کے محدثین و مجتہدین و مصنفین میں امام اوزاعی کا خاص مرتبہ ہے، تبع تابعین میں سے تھے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے بھرپور تھے۔ ان کا نامہب شام و اندرس ۲۵۳ھ م تک جاری رہا پھر معدوم ہو گیا۔ تذکرۃ الحفاظیں ان کے تذکرہ میں لکھا ہے (و اصلہ من سبی السنن)۔ ان کی اصل سندر کے قیدیوں میں سے ہے۔

اسرائیل بن موسیٰ تبع تابعی امام حسن بصری کے شاگرد اکثر ہندوستان آتے جاتے رہتے تھے۔ اس لئے ان کا القبہ تیزیل ہند ہو گیا تھا۔ (تہذیب التہذیب)۔

مشہور مصنف حدیث و تابعی بیچ بن بصیر بن صبیح ۱۵۴ھ میں ہندوستان آئے (طبقاً ابن سعد) ابوعشر صحیح ابن عبد الرحمن مشہور محدث و فقیہ و مصنف سندر کے تھے۔ نہ ۱۰۰ھ میں وفات پائی۔ ان کے جنازے کی نماز خلیفہ ہارون راشدیہ نے پڑھائی۔

مشہور محدث رجاسندری (۳۲۳ھ) ہندوستان سے ایران کے اس لئے اس فرمائی  
مشہور ہوئے حاکم نے ان کو (کن من ارکان الحدیث) کہا ہے، ان کے بیٹے ابو عبد اللہ محمد بن حسن  
اور ابو بکر محمد بن محمد بن رجاء مشہور محدث گذرے ہیں۔

ابونصرخ بن عبد اللہ سندھی حسن بن سفیان کے شاگرد تھے۔ رے و قزوین کے  
قاضی رہے۔

احمد بن سندھی ابن فرج، احمد بن سندھی بن حسن نامور محدث ہوئے ہیں بغدادیں  
وفات پائی۔ بیت المقدس کا عوب عالم و ستیاح ابو القاسم مقدسی (۴۵۷ھ) میں ہندوستان  
آیا۔ اس کا قول ہے (والکثرہم اصحاب الحدیث) اس ستیاح نے ہندوستان میں کی  
ظاہری ذریب (امام ابو داؤد ظاہری کے مذهب کے پیرو ظاہری کہلاتے تھے) کے امام ابو محمد کا  
سندھیں ذکر کیا ہے۔ ان کا درس منصورہ (بھکر) میں قائم تھا۔

سماعانی نے منصورہ کے دو محدثوں کا ذکر کیا ہے۔ آخرالذکر کو اُس نے خود دیکھا ہے۔  
ایک قاضی ابوالعباس بن محمد ثاگر محدث اثرم حاکم قاضی موصوف کے شاگرد تھے۔  
دوسرے ابوالعباس احمد بن محمد الوروف ہوانی محدث بصری کے شاگرد تھے۔

قاضی ابو سعید عبد اللہ بن سمعانی (المستوفی ۴۵۷ھ) تحصیل علم کے لئے لاہور آیا تھا۔

سلطان مسعود غزنوی کے عہدیں اکمیل محدث ہندوستان میں آئے۔ ۴۶۷ھ میں لاہور  
میں وفات پائی امام رضی الدین حسن بن محمد المعروف امام صناعانی (ان کے اجداد صناعانیان علاقہ  
مادرانہ کے باشندے تھے ۴۷۷ھ میں ہندوستان میں آئے۔ یہ امام النظام المغیانی  
کے شاگرد تھے اور شرف الدین دیاطی ان کے شاگرد تھے۔ امام صناعانی کی بہت سی تصانیف  
ہیں مشارق الانوار زیادہ مشہور ہے اس میں ۲۲۳۶ حدیثیں ہیں۔ اس کتاب کی ترتیب حدیث  
کے ابتدائی الفاظ پر ہے جیسے آذان سے شروع ہونے والی حدیثیں۔ مہن سے شروع ہونیوالی حدیثیں  
شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے زمانہ تک ہندوستان میں یہ درس حدیث میں شامل تھی۔

امام صنفانی خلیفہ بنداد اور شاہ غزی کے درمیان سفاربندکر بھی گئے تھے۔ اور معاملات طے کر لئے تھے۔ نو ۷۵۶ھ میں وفات پائی۔ مولانا برهان الدین بخشی ان کے شاگرد تھے مولانا بخشی کے شاگرد مولانا کمال الدین بھلوے تھے۔ ان کے شاگرد مسلطان نظام الدین اولیا تھے۔ قاضی ابوالفضل عیاض بن موسی المتوفی ۷۵۳ھ کی کتاب کا نام بھی مشارق الانوار ہے) دبیل (دھٹھ) میں بہت سے محدث ہوئے ہیں۔ ان میں زیادہ مشہور ابو عبید عبید اللہ تھے یہ سعید بن عبد الرحمن مخزوہی کے شاگرد تھے۔ ان سے ابو الحسن احمد بن ابراهیم فراس کی ترویت کی ہے۔

ابراهیم بن محمد بن موسی یہ موسی بن ہارون کے روایت کرتے تھے۔

ابوالقاسم شبیب بن محمد معروف ابو قطuan علی بن موسی خلف بن محمد  
مولانا شمس الدین بھی اودھ کے رہنے والے تھے۔ مشارق الانوار کی شرح لکھی۔

۷۴۲ھ میں وفات پائی۔

آمیر کبیر سید علی ہمدافی المتوفی ۷۸۶ھ اور ان کے صاحزادے میر سید محمد مشہور محدث تھے ۷۸۸ھ میں کثیر ہیں وفات پائی۔

قاضی نظام الدین کیرکلان جونپوری کثیر التصانیف تھے۔ ابراهیم شاہی فی قتاوی الحنفی۔ ان کی تصینیف ہے جو حکم ابراهیم سلطان شرقی تصینیف کیا تھا۔ ۷۵۷ھ میں وفات پائی۔ ملارکن الدین یک لکھی مشہور تھے۔ کیونکہ ان کو ایک لاکھ حدیثیں یاد کھیں۔ ۷۸۱ھ میں وفات پائی۔

مولانا نور الدین احمد شیرازی شاگرد میر سید شریف جرجانی ۷۴۲ھ میں ہندستان کئے مولانا وجیہ الدین محمد بالکی شاگرد حافظ سخاوی گجرات آئے۔ ۷۹۴ھ میں وفات پائی۔ مولانا جمال الدین محمد بن عمر حضرتی گجرات آئے۔ ۷۹۳ھ میں وفات پائی۔

ستیہ سیف الدین سفروی شیرازی سلطان سکندر لودھی کے عہد میں آئے۔ اگرہ میں

درس دیتے تھے۔ مولانا مکال الدین حسین اور ملکا پدایونی ان کے شاگرد تھے مولانا مکال الدین کے شاگرد سید جلال اور ان کے شاگرد سید محمد مراد امروہوی تھے۔ ابکے زمانہ میں میر عدل تھے سید عبد الاول حسینی جو پوری نے بخاری کی شرح فیض الباری لکھی ۹۶۵ھ میں وفات پائی۔ شیخ علی متقی صاحب کنز العمال ۹۷۵ھ میں وفات پائی۔

خواجہ ارزانی محدث جو پوری ان کی تصنیف مدارج الاخبار ہے ۹۸۰ھ میں وفات پائی۔ شیخ عبدالمعطی مکی شاگرد شیخ الاسلام رکریا انصاری ہندوستان کے ۹۸۳ھ میں وفات پائی۔ شیخ شہاب الدین احمد عباسی مصری شاگرد شیخ الاسلام گجرات تھے ۹۹۲ھ میں وفات پائی۔ شیخ سعید ثقی جبشی ۹۹۱ھ میں گجرات آئے۔

قاضی سید نور محمد جو پوری المتوفی ۹۹۵ھ زیستہ المحدثین مشہور تھے۔

شیخ عبد الوہاب متقی برہان پوری نے سانتہ ام میں وفات پائی۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی بن مولانا سید الدین بن سعد اللہ ترک بخاری ۹۵۶ھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ عبد الوہاب متقی سے علم حاصل کیا۔ اس زمانے تک ہندوستان میں درس حدیث میں مشارق الانوار اور مشکوہ کارواج تھا۔ شیخ نے سروطاً امام مالک و صحیح بخاری و صحیح مسلم کو شامل کیا۔ شیخ کی تصنیف کی تعداد سو ہے۔ ۹۵۳ھ میں وفات پائی۔

شیخ محمد طاہر بوجہرہ گجراتی۔ لغت حدیث میں مجمع البخاری۔ معنی اسماء الرجال میں اور تذكرة الموصنوعات، قانون الموصنوعات ان کی مشہور تصنیف ہیں۔ ۹۸۲ھ میں سانگپور میں وفات پائی۔

ملائجورنا تھو کشیری۔ ہندو سے مسلمان ہوئے۔ عرب حاکر حافظ ابن حجر عسکری سے حدیث حاصل کی۔ پھر کشیر آکر درس دینے لگے۔ ۹۲۶ھ میں وفات پائی۔

شیخ محمد قاسم سندھی عرب کو چھرت کر گئے۔ وہن ریس المحدثین مشہور ہوئے۔

شیخ یعقوب صرفی کشیری۔ حافظ ابن حجر عسکری کے شاگرد تھے۔ کثیر التصانیف ہیں۔

ستاد میں وفات پائی۔ حضرت مجدد الف ثانی ان کے شاگرد تھے۔ اگر بادشاہ کو فتح کشیر پر اہنؤں نے ہی آمادہ کیا تھا۔ شمالی ترمذی کا نسخہ عرب سے ہندوستان میں بھی یہی لائے تھے۔ ایک تفسیر لکھی۔ بخاری کی شرح لکھی مگر ناتمام چھوڑی۔ ملا محمد افضل المعروف استاد الملک جونپوری۔ ملک محمود صاحب تھس بازغہ کے استاد ۱۲۶۴ء میں وفات پائی۔

مولانا محمد رضا المعروف حکیم دانا کشیری جہاگیر بادشاہ نے جب نرساہب کا مناظرہ کرایا تھا تو یہ علماء اہل سنت کے صدر تھے۔ قاضی عبد الجلیل جونپوری۔ ان سے شاہ جہاں بادشاہ نے (۱۰۷۰) حدیثوں کی سنبلی بھی ۱۲۶۵ء میں وفات پائی۔

قاضی حیدر المخاطب قاضی خان کشیری ۱۱۱۱ء میں وفات پائی۔ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرسندی۔ شیخ یعقوب صیری کے شاگرد تھے حضرت کی ایک اربعین ہے اور مکتبات ہیں۔

مولانا جلال الدین مچھلی شہری۔ فتاویٰ عالمگیری کے مصنفین میں سے ہیں۔ ملا جیون اسمیٹھوی۔ عالمگیر بادشاہ کے استاد تھے۔ ۱۱۱۳ء میں وفات پائی۔ حافظ امان اللہ بنarsi المتوفی ۱۱۱۳ء۔ خواجہ حکیم اللہ جہاں آبادی المتوفی ۱۱۱۴ء شیخ عارف قنوجی المتوفی ۱۱۱۴ء۔ قاضی حب اللہ بخاری المتوفی ۱۱۱۹ء

### شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا خاندان

شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق۔ اپنے والد اور خواجہ معصوم عرقہ الوثقی سے علم حاصل کیا۔ فارسی میں بخاری کی شرح تیسیر القاری لکھی۔ موظاکی شرح لکھی۔ یہ پٹپتہ کے کتب خانہ میں ہے۔ صحیح سلم کی شرح شیع العالم لکھی مگر ناتمام چھوڑی۔ شاہ جہاں کے عہد میں اگرہ میں قاضی تھے۔ ۱۱۱۴ء میں وفات پائی۔

حافظ فخر الدین بن شیخ نور الحق نسخ العلّم کی تکمیل کی جسن حصین کی شرح لکھی۔  
شیخ الاسلام بن حافظ فخر الدین۔ بخاری کی فارسی میں شرح لکھی۔ اور حنفی کتابیں  
تصنیف کیں۔

حافظ محمد حسن نوازے شیخ عبد الحق ۱۳۰۷ھ میں وفات پائی۔

شیخ سلام اللہ بن شیخ الاسلام۔ رام پور میں سکونت اختیار کی۔ موظاکی شرح محلی  
لکھی۔ بخاری و ترمذی کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اور کتابیں لکھیں۔ ۱۳۰۸ھ میں وفات پائی۔

### حضرت مجدد صاحبؒ کا خاندان

شیخ محمد سعید بن حضرت مجدد صاحب۔ مشکوٰۃ پڑھائیہ لکھا۔ ۱۳۰۹ھ میں وفات پائی  
خواجہ موصوم عروۃ البوثقی بن حضرت مجدد صاحب۔ ان کے نولاکھ مریدا اور سات ہزار  
خلفاء تھے۔ ۱۳۰۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ محمد افضل بن خواجہ موصوم۔ ۱۳۰۶ھ میں وفات پائی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی  
ان کے شاگرد تھے۔

شیخ سیف الدین بن خواجہ موصوم۔ عالمگیر را شاہ کے استاد تھے۔ ۱۳۰۹ھ میں فاتت پائی  
خواجہ محمد انعام بن شیخ سیف الدین نے بخاری کی شرح فیض الباری لکھی۔

شاہ ابوسعید عمری مجددی۔ شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ کے شاگرد تھے۔

شاہ عبدالغنی بن ابوسعید عمری مجددی شاہ مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین کے شاگرد  
تھے۔ اب دنیا کے اسلام میں تمام سلاسل حدیث میں سب سے زیادہ شاہ عبدالغنی صاحب ہی کا  
سلسلہ جاری ہے۔ شاہ صاحب کے شاگرد ہندوستان اور عرب میں کثرت سے تھے۔ فیقر  
کے جدا مجدد مولوی محبی الدین مرحوم اور ان کے تین بھائی مولوی محمد لیں غلق۔ مولوی یاصل الدین  
قاضی قمر الدین شاہ صب۔ کے شاگرد تھے۔ ان کے علاوہ مولانا محمد فاقیم نانوتی۔ مولانا محمد حبیب  
نانوتی۔ مولانا شیداحمد گنگوہی۔ مولانا ذوالفقار علی دیوبندی۔ مولانا فضل الرحمن دیوبندی

بھی شاہ صاحب کے مثاگر دلتے۔

## حضرت شاہ ولی اللہ کا خاندان

شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبد الرحیم میرزا ہد کے شاگرد تھے۔ شاہ ولی اللہ نے اپنے والد اور شیخ محمد افضل بن خواجہ موصوم سے علم حاصل کیا۔ شاہ صاحب کی بہت سی تصافی ہیں زیادہ شہرِ حجۃ اللہ البالغۃ اور عقدِ الجید ہے۔ شاہ صاحب کے چار بیٹے تھے۔ شاہ عبدالعزیز شاہ رفیع الدین۔ شاہ عبد القادر۔ شاہ عبد الغنی۔ ان چاروں کے علاوہ اور بہت سے شاگرد تھے۔ مولانا رفیع الدین بن فردی الدین خان مراد آبادی۔ قاضی غلام علی سیوہاروی۔ قاضی شناڑا شاہ پانی پتی۔ قاضی صتاہ کی تصنیف سے کئی کتابیں ہیں۔ زیادہ مسہر و تفتیش میں ظہری ہے جو بامداد بحکمہ امور مذہبی سرکار حیدر آباد طبع ہے۔ قاضی صاحب کو حضرت مزرا منظہر ہابن جانان ہے علم الہدی اور شاہ عبدالعزیز بھی وقت کہا کرتے تھے۔ شاہ صتاہ نے ۱۷۴۰ء میں وفات پائی۔

شاہ عبدالعزیز (المتوفی ۱۷۴۹ء) ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ زیادہ مسہر و تفتیش اُنہاں سے ہے، ان کے تینوں بھائی، ان کے داماد مولانا عبد الحی اور ان کے دونوں سے شاہ اسحق و شاہ یعقوب ان کے علاوہ مولانا سلامت اللہ بدایلوی۔ مرا حسن علی لکھنؤی۔ مولانا حسین احمدی ملیح آبادی مولانا روف احمد صطفی آبادی، سید قطب الدین رائے بریلوی۔ مولانا تاج الدین ہمسوانی قاضی ایمن الدین سیوہاروی۔ مولانا غلام حسین سیوہاروی وغیرہ وغیرہ شاگردوں ہیں۔

شاہ رفیع الدین (المتوفی ۱۷۴۹ء) قران کا ترجمہ کیا۔ ان کے صاحبزادے شاہ مخصوص اللہ ان کے خاص شاگرداں اور جانشین تھے۔ اور شاہ ابو سعید عمری مجددی اور مولانا مشید الدین ڈلوی بھی ان کے شاگردوں تھے۔

شاہ عبد القادر (المتوفی ۱۷۴۲ء) قران کا ترجمہ کیا۔ تفسیر موضع القرآن تصنیف کی۔

شہ اسماعیل شہید۔ مفتی صدر الدین۔ مولوی فضل حق خیر آبادی ان کے شاگردوں تھے۔

شاہ عبد الغنی۔ ان کے بیٹے شاہ اسماعیل شہید ان کے شاگردوں تھے اور بھی بہت سے شاگردوں تھے۔

شَاهِ مُخْصُوصِ اللَّهِ بْنِ شَاهِ رَفِيعِ الدِّين - شَاهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَاهِ الْوَسِيْدِ عَمْرِيْ مُجَدِّدِیِّ اَنَّ کے  
شَگَرَدَتَھے۔

شَاهِ اَحْقَاقِ (الْمُتَوفِّي ۶۲۳ھ) نوَابِ قَطْبِ الدِّینِ خَانِ دِہْلَوَیِّ - مُولَانَا فَضْلِ رَحْمَانِ  
گَنْجِ مَرَادَابَادِیِّ - قَارِئِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ پَانِیِّ تَقِیِّ - مَفْتَیِ عَنَایَتِ اَحْمَدِ - مُولَانَا عَالِمِ عَلَىِّ نَگْنِیوِیِّ مَرَادَابَادِیِّ  
مُولَانَا اَخْمَدِ عَلَىِّ سَہَارِپُورِیِّ - مُولَانَا شَیْخِ مُحَمَّدِ تَھَانَوِیِّ - مُولَانَا مُكْلُوکِ عَلَىِّ نَانَوَلَوِیِّ اُور اُور بَہْتَ سے  
شَگَرَدَتَھے۔

مُولَوَیِّ نَذِیرِ حَسِینِ دِہْلَوَیِّ بھی شَاهِ حَسَابِ کے شَگَرَدَتَھے۔ اَنَّ کے متعلق رسالَةِ مَعَارِفِ  
اعْظَمِ گَذَّهِ شَوَّالِ ۲۹۱۳ھ مَهْرِی میں مُولَانَا جَبِیْبِ الرَّحْمَنِ خَانِ شَرْواَنِیِّ نے ایکِ صَنْمُونَ کے سلسلَیں  
قَارِئِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَحَدُثِ پَانِیِّ تَقِیِّ کا یہ بیانِ شَالِعَ کرایا ہے۔

(مُولَانَا نَذِیرِ حَسِینِ شَاهِ صَاحِبِ کی خَدِیْتِ میں اُوسَقَتَ آئے جَب شَاهِ حَسَابِ یَحِیَتَ کر رہے  
تَھے۔ اُور چند کتابوں کی ابتدائیٰ حدیثیں سنَا کر سند طَلَبَ کی۔ شَاهِ حَسَابَ نے یہی صَنْمُونَ لَکِھَکَر  
حوالے کر دیا۔)

شَاهِ سَعِیدِ شَہِیدِ (الْمُتَوفِّي ۷۲۳ھ) اَنَّ کی تَصْنِیعَت سے تقویَّۃِ الایمان وغیرہ کئی کتابیں  
ہیں۔ مُولَانَا سَخَاوَتِ جوپُورِیِّ اُور اُور بَہْتَ سے علماء اَنَّ کے شَگَرَدَتَھے۔

خاکِ رَنَے مختصر طور پر بعض بعض حضرات کے متعلق لکھ دیا ہے۔ ورنہ ہندوستان میں  
ہزاروں مَحَدُثَ گذَرے ہیں۔ باخْصُوصِ دِہْلِیِّ، لاہُورِ، بدَالِیوں، سندھِ، گجراتِ، بہارِ، لکھنؤ  
آگُرہ وغیرہ شہروں میں۔ بزرگانِ سلاسلِ طریقت میں سے متقدِّمین میں کفریب قریب بَب  
بزرگ مَحَدُث ہوئے ہیں۔ خواجہ عین الدین اجیریِ - بابا فردیالدین گنجشکر - خواجہ قطب الدین  
بنخیار کا کی - شاه بینا لکھنؤی سلطان نظام الدین اولیا - شیخ نصیر الدین چراغ دِہْلَوَیِّ،  
شیخ علاء الدین صابر کلیری - خواجہ گیسوردراز - شیخ جلال تھانیسری - خواجہ باقی بالشَّرم  
حضرت مَجَدِ الدَّلَفِ ثانی - شاه ابوالغلا - شاه سلیم حشمتی - شیخ عبد القدوس گنگوہی،

شاہ کلیم اللہ جہان آبادی - مرزا منظہر جان جانان - شاہ محمد آفاق - مولانا فخر الدین حشمتی - شاہ غلام علی - غرض متقدیں میں بہی حضرات صاحب علم حدیث تھے۔ شاہ بینا کے مکتبات کا قلمی نسخہ نواب اختریار جنگ بہادر بینائی کے پاس ہے والد ماجد نے مطالعہ کیا ہے۔ فرماتے تھے حقایق و معارف کا گنجینہ ہے۔ خدا بینائی خاندان کو توفیق عطا کیا کہ اسکو شائع کر دیں۔ بزرگان متقدیں بے علم کو بحیث کرتے تھے۔ سلطان نظام الدین اولیاء کی خدمت میں ایک شخص نے حافظہ کو کربجیت ہونا چاہا۔ حضرت نے دریافت کیا کہ علم دین حال کر لیا ہے اس نے کہا نہیں۔ حضرت نے فرمایا علم حاصل کر کے آؤ۔ وہ واپس گیا اور چند سال کے بعد حاضر ہوا، عرض کیا علم حاصل کر لیا پھر فرمایا فلاں مقام پر جہاد ہو رہا ہے اس میں شریک ہو کر آؤ۔ وہ طالب صادق جہاد میں چلا گیا اور وہاں سے کامیاب واپس آ کر درخواست سمعت کی حضرت نے فرمایا ہے اب تم مرید کرنے کی قابل ہو گئے۔ فقراء و صوفیا کے طبقہ میں علم دین اور عمل سے بیگانگی کی و با اھاروں صدی عیسوی سے پہلی ہے ورنہ متقدیں سب عالم اور عاشق سنت رسول تھے۔

خواجہ جلال الدین کبیر لاولی حشمتی جب مرض الموت میں مبتلا تھے تو مریدوں نے دعا پالنی چاہی حضرت چار پائی پر لیٹھ تھے فرمایا کہ چار پائی سے نیچے آتا رو۔ مریدوں نے تعیل کی نیچے اتر کر دوپائی اور پھر چار پائی پر لیٹ گئے۔ مریدوں نے دریافت کیا کہ اس میں کیا مصلحت تھی۔ فرمایا حضور رسول کریم کو جب دو اپلانی گئی ہے تو آپ فرش زین پر آسودہ تھے۔ میں نے اس سنت کو ترک کرنا نہیں چاہا۔

سلطان ہند میں سلطان محمود عزیزی - سلطان اور نگک عالیگر عازی معظم بہادر شاہ بن عالیگر شاہ بہادر شاہ زین العابدین کشمیری محدث تھے۔ اول الذکر دلوں صاحب تصنیف بھی ہی شاہ عبد العزیز دہلوی کے سعہر صرکمتوں میں ایک مشہور عالم تھے۔ مولانا عبد العلی نام شاہ حسنا ان کو بحر العلوم کہا کرتے تھے۔

مزاہن علی محدث لکھنؤی کے شاگرد مولانا عبد الحليم فرنگی محلی اور مولانا عبد الرزاق فرنگی محلی تھے۔ مولانا عبد الحليم کے بیٹے مولانا عبد الحجی (المتوفی ۱۳۰۷ھ) مشہور عالم تھے۔ بدایوں میں مولانا فضل رسول مشہور عالم گذرے ہیں (مولانا عبد الحامد صاحب جن کی تقریظ اس کتاب پر ہے اسی خاندان سے ہیں)

بدایوں میں ایک امیر عالم قاضی سماس الاسلام تھے حضرت جدا بجد مرحوم سے اور ان خاص تعلقات تھے۔ والد جدا بجد مظلہ اور ان کے صاحبوں سے تعلقات تھے۔ مولانا محیث شاہ رام پور میں مشہور محدث تھے۔ یہ مولانا حسن شاہ محدث کے بیٹے اور شاگرد تھے۔ مولانا حسن شاہ مولانا عالم علی مراد آبادی کے شاگرد تھے۔ مفتی سعد اشہر۔ نواب صدیق حسن خان۔ مولوی عبد اللہ غزلوی امرتسری بھی مشہور علمائیں تھے۔

شاہ عبد الخنی صاحب کے بعد محدثین ہند کا تذکرہ میں نے دالنتہ چھوڑ دیا ہے کیونکہ اگر سہوگا یا عدم واقفیت سے کسی بزرگ کا نام رہتا تو اس کو ذاتی تعصب پر محمول کیا جاتا اس وجہ سے میں نے اس سلسلہ کے حضرات کا بھی تذکرہ نہیں لکھا جن کے مقدس سلسلے مجکویہ دولت ولغت لاضیب ہوئی ہے۔

اس زمانہ میں ہندوستان کے ہر ٹوپے شہر اور قصبه میں اسلامیہ مدارس قائم ہیں اور درس حدیث ہوتا ہے اور علماء تالیف و تصنیف میں مشغول ہیں۔ میں نے اس معاملہ میں فتنی تعصب کو دخل نہیں دیا۔ ناظرین کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ میں نے ہر خیالات و عقاید کے علم کا ذکر کیا ہے۔

کفر است در طرقیتِ ماکینہ داشتن ۔ ۔ آئینہ ماست سینہ چو آئینہ داشتن  
شاہ عبد الغنی رم کے بعد اختلافات نے بہت کچھ وسعت حاصل کر لی ہے۔

# حدیث اور دکن

تاریخ شاہد ہے کہ دکن کے مسلمان بادشاہ علوم و فنون کے قدر دان ہوئے ہیں اور اسلامی علوم پر تو بہت کچھ زر و جواہر نثار کیا ہے۔

ہندوستان پر سنہ ۶۹۴ھ سے آٹھویں صدی ہجری تک اور سنہ ۷۵۵ھ سے ششمیک دکن میں برابر سلاطین اسلام حکمران رہے لیکن فرمات حدیث شریف کی سعادت ابتدی سلطان محمود شاہ بہمنی (المتوفی سنہ ۷۹۹ھ) کے لاضیب میں تھی۔

اس نیکنام بادشاہ نے سب سے پہلے محدثین کے وظائف مقرر کئے اور اشاعت حدیث کی ترغیب دلائی۔ یہ بیان کہ اُسوقت سے اب تک دکن میں کون کون محدث ہوئے طوال تطلب ہے۔ اس ضمن میں مختصر تذکرہ صرف اُن حضرات کا کیا جاتا ہے جو سلطان المحدثین مانے گئے ہیں اور جن کی تصانیف کو محدثین عرب و عجم نے سر انہیں پر رکھا۔ جن کے سامنے مدنی و مکنی محدثین نے زال فَرَّاءِ ادب تکیا۔

سید عبدالاول حسینی۔ ان کے باپ قصہ زید پور (متصل جونپور) کے باشندے تھے نقل سکونت کے دکن میں آگئے۔ سید صاحب دکن ہی میں پیدا ہوئے۔ صحیح بخاری کی شرح فیض البدری لکھی اور سفر السعادت فیروز آبادی کا خلاصہ کیا۔ ۷۵۵ھ میں وفات پائی۔

شیخ طیب۔ اصل باشندے سندھ کے تھے دکن آگئے۔ سید عبدالاول کے شاگرد تھے۔ پچاس برس تک بربان پور میں درس میا۔

شیخ علی متقی۔ ان کے باپ جونپور کے باشندے تھے۔ بربان پور کو نقل سکونت کی ۷۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا حسام الدین متقی سے علم حاصل کیا۔ حافظ ابن حجر مکی اور شیخ ابو الحسن بکری سے بھی فیض پایا۔ امام علال الدین سیوطی کی تصانیف کو کار آمد بنایا۔ یعنی کنز العمال لتصانیف کی۔ کنز العمال ایک ایسی کتاب ہے کہ اس پر دکن اور ہندوستان جس قدر

بھی نا ذکر ہے بجا ہے۔ دوسری تصنیف ان کی منہج العمال ہے۔ ۱۹۵۷ء میں وفات پائی۔  
**شیخ عبد الوہاب متفق**۔ اصل باشندے منڈو (مالوہ) کے تھے۔ شیخ علی متفق کے شاگرد  
 ہوئے بہان پوریں قیام کیا۔

**شاہ محمد فضل اللہ**۔ اصل باشندے جونپور کے تھے۔ شیخ علی متفق کے شاگرد تھے۔  
 ان کا لقب نائب رسول تھا۔ بہان پوریں مکونت اختیار کی۔ ان کی کتاب التحفۃ المرسلۃ کی شرعا  
 بڑے بڑے علماء شیخ عبدالغنی نابلسی اور شیخ ابراہیم کردی نے لکھی رسمتہ ام میں وفات پائی۔  
 دکن میں اور بہت سے مدحث گذرے ہوں گے۔ ہم دو چار خاص اخواص حضرات کا مختصر ذکر کر دیا  
 باقی زیادہ تحقیق و تفتیش بھی نہیں کی۔

## حدیث اور سلطان العلوم

فرمانروائے حال اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خان سلطان العلوم شہنشاہ وکن خلد اللہ  
 ملکہ و سلطنتہ درحقیقت سلطان العلوم ہی۔ عالم اسلام میں شاید ہی کوئی ایسا خطہ ہو گا  
 کہ جہاں کے علماء اعلیٰ حضرت کے وظیفہ خواز نہیں۔ علماء اور مصنفین کا گروہ کثیر اعلیٰ حضرت کے  
 دوست کرم کے طفیل سے اطمینان قلب کے ساتھ درس و تدریس و تصنیف و تالیف میں مشغول ہے۔  
 اعلیٰ حضرت کے عہد سعادت ہمہ میں جو جو علمی ترقیاں ہوئیں ان کا بیان اس کتاب سے متعلق  
 نہیں صرف علم حدیث کا بیان مقصود ہے۔

سلف صاحبین کی وہ نایاب تصانیف جن کے نام ہی بڑے بڑے علمائے سنے تھے اور جن  
 کے قلمی نسخے بھی نایاب روزگار ہو گئے تھے۔ لچ شہنشاہ عالم نواز علم دوست، وین پروردگار  
 ہر طالب علم کے ہاتھیں ہیں۔ عرب و عجم اور یورپ وغیرہ ممالک سے ان کو منگا کر شائع کرایا گیا  
 علماء و مدارس میں منتقلی کیا گیا۔ حکمیہ دائرۃ المعارف اسی لئے قائم ہے۔ کہ مستقدمین کی مادر  
 تالیفیات کو نلاش کر کے شائع کرے۔ دائرۃ المعارف نے اب تک جو نوادر شائع کئے ہیں انکی  
 نہرست ڈیڑھ جزو پر طبع ہوئی ہے۔ بعض خاص خاص کتابوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔

مشکل الآثار۔ جامع المسانید۔ کنز العمال۔ مستدرک حاکم۔ المعتصر من مشکل الآثار۔ کتاب الاعتبار  
مستدابی داؤد طیالسی۔ تحریر اسامی صاحب۔ تہذیب التهذیب۔ سان المیزان۔ تذکرة الحفاظ،  
حضرائص کبری۔ شرح السیر الكبير خری۔ سنن کبری تہذیبی۔

مولانا انوار اللہ خان صاحب فضیلت جنگ مرحوم نے حدیث و فقہ کے متعلق کئی کتبیں  
تصنیف کی ہیں۔ ان سے اعلیٰ حضرت خلد اللہ علیہ السلام نے علم دین تحصیل فرمایا۔ یہ مولانا عبد الحی صبا  
لکھنؤی کے شاگرد تھے۔

نواب وقار لوز جنگ مرحوم نے نجاری شریف کا ترجمہ کیا ہے اور بہت سی کتابیں تصنیف  
کیں۔ وجید الزمان ان کا نام تھا۔ مولانا لطف اللہ عاصی علیہ السلام کے شاگرد اور مولانا فضل الرحمن  
کچھ مراد آبادی کے مرید تھے۔

تفییز نظری مصنفہ حضرت قاضی شار اللہ یافی پی سرکاری امداد سے زیر طبع ہے۔  
مولانا بشیر احمد عثمانی دیوبندی (مولانا شاگرد ہیں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے وہ اگر  
تھے مولانا محمود قاسم ناولتوی و مولانا رشید احمد گنگوہی کے) نے فتح الملیم صحیح مسلم کی شرح لکھنؤی شروع کی۔  
دریا رکھ باری سلطان العلوم نے مولانا کو تمام آستانوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اس شرح کی دو جلدیں  
شائع ہو چکی ہیں بقیہ مجلدات زیر طبع ہیں۔ پوری کتاب پانچ جلدیں میں طبع ہوگی۔

مولانا حکیم عبد الرحمن سہارپوری دکن میں متوفی ہوئے، مولانا احمد علی محدث سہارپوری کے فرزند اور  
شاگرد تھے ان کے فرزند مولانا عبد الحی پروفیسر جامعہ عثمانیہ نے مولانا عبد الحی سے شہزادگان والاتبار نوائے  
اعظم جاہ و معظم جاہ نے تحصیل علم فرمائی۔

بذریعہ الجہود فی حلابی داؤد سنن ابی داؤد کی شرح ہے۔ مولانا خلیل احمد سہارپوری کی تصنیف ہے  
(مولانا شاگرد تھے مولانا احمد علی محدث سہارپوری کے اور مولانا رشید احمد گنگوہی کے) مولانا خلیل احمد علی  
حصہ کو اگرچہ راست کوئی امداد نہیں دی لیکی مگر وہ مدنظر اسکے صدر درس تھے اور مدرس کو  
ترنیتی شریف کی شرح مفتی عبد اللطیف حصہ۔ پروفیسر جامعہ عثمانیہ کی تصنیف کر رہے ہیں  
مفتی صاحب شاگرد ہیں مولانا لطف اللہ عاصی علیہ السلام کے اور وہ شاگرد ہیں مفتی عمامۃ الرحمۃ احمد علی  
حصہ اصل باشندے ضلع جنور کے ہیں۔ اب حیدر آباد میں مستقل سکونت اختیار کر رہی ہے  
اس شرح کی تالیف مفتی حصہ کی امداد اُن کے شاگرد اور داماد مولانا فضل اللہ عاصی پروفیسر جامعہ  
عثمانیہ کر رہے ہیں۔ مولانا پُوتے ہیں حضرت مولانا سید محمد علی حصہ۔ مونگیری کے وہ شاگرد تھے

مولانا فضل الرحمن گنجہزادہ آبادی کے) مولانا سید سیدمان ندوی بھی جنکی تقریز طی اس کتاب پر ہے  
مفہی حسب کے شاگرد ہیں۔

مشکوٰۃ شریف کی شرح مولانا حافظ محمد ادیس حسب کاندھلوی وظیفہ خوار دولت آصفیہ ۲  
(مولانا شاگرد گرہیں مولانا خلیل احمد سہل پوری کے) اس کی ایک جلد طبع ہو چکی ہے باقی زیر طبع،  
مصارحت اشاعت محکمہ امور نہیٰ سے عطا ہوئے ہیں۔ اس شرح کا نام التعیین الصیحہ ہے۔

علم اکدیث یہ رسالہ علامہ عبداللہ العادی کی لصنیف ہے۔ (مولانا کی سند یہ ہے  
عبداللہ العادی عن ابوالشیخ محمد الافضل عن الشیخین الجیلین المولی محمد شکور والمولی محمد طہور  
عن ابا عبد العزیز الدہلوی) اس کتاب کے پانچ حصے ہیں۔ ایک حصہ طبع ہو چکا ہے۔  
خداوند ذوالجلال مصنف علام کو توفیق رفیق کرے کہ یقینہ حصہ طبع کر دیں۔

اسرار التنزیل فی سورة الفیل مولانا الحاج عبد البصیر سیوطہ روفی کی لصنیف ہے (مولانا عاصہ  
سے حیدر آبادیں سکونت نپرہیں اصل وطن سیوطہ رفعہ ضلع بجور ہے، ادارہ علمیہ کے رکن ہیں مولانا  
النور شاہ کشمیری رحے کے شاگرد ہیں اور شاہ حسب شاگرد تھے مولانا محمود دیوبندی کے، شاہ حسب  
کے اسناد المسک الا زفر من اسانید الشیخ الالور میں درج ہیں)۔

تاریخ الفقة فقه حدیث کی شرح ہے۔ اس وقت تک اُردو میں فقه کی تاریخ لصنیف  
نہیں ہوئی تھی۔ یہ والد ماجد کی لصنیف ہے جسکو قدیم وجدید دونوں خیالات کے بزرگوں نے  
پسند فرمایا ہے۔ سرکاری امداد سے یہ کتب ظیار و طبع ہوئی ہے

اربعین عظم۔ یہ الحین جمیں امام عظم کی چالیس حدیثیں ہیں خاکسار نے مرتب کر کے  
شائع کی ہے۔ یہ خاکسار اپنے والد ماجد کے ذریعہ سے نکھوار دولت آصفیہ ہے اور دعا گوئے  
خاص ہے ۵ دعا گوئے این دولتمبندہ دار ۷ خدا یا تو این سایہ پائیڈہ دار  
ڈیوبند۔ سہارنپور۔ بدآیوں۔ لکھنؤ۔ مذکوٰۃ المعلما، اور اور بہت سے مدارس کو سرکار عالی سے  
امداد ملتی ہے۔ اسلئے کہجا کتیا ہے کہ آج ہندوستان اور ہندوستان کے ذریعہ دیگر عالم کی

جو حدیث کی خدمت و اشاعت ہو رہی ہے وہ اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ کے دست کرم سے ہے ساسی طرح تالیف و تصنیف کے بہت سے اداروں کو امداد دی جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ کی یہ قدردانی و خاوت صرف مسلمانوں ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ غیر مسلم اداروں کو بھی بہت کچھ ملتا ہے۔ ان کا تذکرہ اس کتاب کے مقصد سے خارج ہے۔ خاکسار نے اس کا فصل ذکر اپنی کتاب (ضروری کہانیاں) میں کیا ہے۔

## علم حدیث اور صنف کاخاندان

تَرَحَّمْ عَلَيْهِمْ رَّوْفُ الْعِبَاد  
أَجْرُهُمْ مِنَ النَّارِ يُكَوِّمُ النَّنَادِ

ہندوستان میں اس حیر فیقر کے مورث اعلیٰ حضرت قاضی حسن زنجانی بن شاہ عبدالباری متولی بن فقیرہ علال الدین تھے

گرجی خوردیم نسبتیت بزرگ ہے ذرہ آفتہ تابانیم

ان بزرگوں کے نام و لقب ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا گھر ان افقة و حدیث، سلوک و لقصوف نکامخزن تھا۔ قاضی صاحب نے اپنے والد اور دادا سے علم حاصل کیا۔ ان کے والد ش گرد تھے حافظ ابن حجر عسقلانی کے۔ قاضی صاحب کو بارہ ہزار حدیثیں زبانی یاد تھیں۔

فن حدیث کے متلوں ایک کتاب بھی تصنیف کی تھی جو خاندان میں ۱۸۵۱ء تک محفوظ رہی۔

باہر بادشاہ جب سریر آرائے سلطنت فرغانہ ہوا قاضی صاحب کا آوازہ فضل و مکال سنکر فرغانہ طلب کر کے مشیر خاص بنالیا۔ جب باہر ہندوستان آئے یہ ساتھ آئے۔ ابراہیم لوری کو شکست دینے کے بعد بادشاہ نے ان کو کچھ فوج دیکر ادھر ادھر ریسوں کے زیور کرنے پر مأمور کیا۔ ملاوہ دیگر مقامات کے قصبه سیوڑہ اور اس کے نواح کو بھی انہوں نے فتح کیا۔ بادشاہ نے یہ قصبه دیہات محققہ ان کی جگہ میں دیدیا۔ اور ان کو اس نواح کا قاضی تقرر کیا۔ اکبر بادشاہ نے ان کو لاہور قاضی بنایا کہ بھیجا۔ سیوڑہ میں ان کے بیٹے عبد الرحمن کو قائم مقام بنایا۔ لاہور پونکر

دو سال زندہ رہے ۱۹۷۵ء میں بعمر کم سو سال وفات پائی۔ لاہور کے محلہ فرنگ میں شاہ سیفی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس نماز رہے۔

قاضی عبدالرحمن نے ۱۹۷۸ء میں وفات پائی۔ ان کے بیٹے تاج الدین قاضی ہوئے۔

یہ دونوں باب پیٹے ہمیشہ درس و تدریس و عظ و تلقین میں مشغول رہے۔ نتائج میں وفات پائی۔ تاج الدین کے بھائی مجدد الدین کے پوتے حسن بن نجیب الدین اکبر بادشاہ کی وزارت خارجہ کے ممبر تھے (آئین اکبری) تاج الدین کے بعد ان کے بیٹے عبدالشہید قاضی ہوئے یہ شہور حدث ۲۷ اور صاحب باطن بزرگ تھے۔ خواجہ نظام الدین بھی نے بھی ان سے اکفر نصیح حاصل کیا تھا جمیں اکبر بادشاہ کا عہد حکومت تھا۔ بادشاہ کی پیغمبری کا سکھ چل رہا تھا تو بہت سے علمانے مخالف تھے کی اور نتوے دئے انہیں میں قاضی عبدالشہید بھی تھے۔ یہ اکثر درس و عظ میں آن عقاید و خیالات کی تردید کرتے تھے۔ بادشاہ نے لصف جاگیر، نشان منصب حنباط کر لیا، مگر انہوں نے اس کا درس و تلقین کا سلسلہ پر برجاری رکھا۔ ان کے بعد سلسلہ سلسلہ اونکی اولاد حمدہ قضا پر مقرر ہوئی رہی اور درس کا سلسلہ بھی پر برجاری قائم رہے۔

قاضی غلام علی بن قاضی محمد حنفیت بن ضیاء الدولہ عاد امک ثابت جنگ قاضی بیگ عالم بن قاضی کمال الدین بن قاضی عبدالشہید نے شاہ ولی اللہ حسکے علم حاصل کیا اور وطن کر لیا درس کا سلسلہ بھری کیا (ما خدا راز کتاب یادگار)

قاضی این الدین بن قاضی غلام علی شاہ عبدالعزیز کے ساتھ گرد تھے۔

ان حضرات میں سے بعض صاحب تلقینیں بھی تھے۔ آٹھے سلسلہ نسب راقم السطور تک اس طرح ہے۔ (حسن مصطفیٰ عرف عبد الصمد بن قاضی خلیل احسان ناظم بن مولوی محی الدین)

قاضی علی احمد بن قاضی جلال الدین بن قاضی این الدین بن قاضی غلام علی بھر

۱۹۸۴ء بھری میں یہ آفت آئی کہ ہبیت میں پھاٹکہ مرٹھہ امضا و دیار کو تاختتے تاریخ کرتا ہوا سیواہ کی طرف موراً ہزار فوج اور ہفت ضرب توب حملہ آور ہوا۔ قاضی غلام

قصہ اور اور اطراف کے لوگوں کو متفق کر کے مقابلہ کیا۔ خوب لڑائی رہی۔ آخر مرہٹوں نے چال چلی کہ صلح کر لی مسلمان مطہن ہو گئے۔ مرہٹوں نے رات کو اکدم حملہ کر کے سبکو گرفتار کر لیا جوالون، بوڑھوں اور کچھ عورتوں بچوں کو بھی شہید کیا۔ نقد و زیور وا جناس بوٹ لیا باقی اثاث الہبیت وغیرہ جو کچھ تھا جمع کر کے آگ لگادی۔ اس آگ میں تمام کتابیں اور ہنساد وغیرہ تلف ہوئیں۔ جامع سجدہ کو آگ لگائی۔ مہندمہ حصہ میں مرغبازی کرائی۔ کشی عنہ مرشیہ لکھا تھا۔ ایک شعر یہ تھا۔

رہ کر دہ براۓ مرغبازی      عبادت گاہ مردان نمازی

جب انگریزوں کا دور درہ ہوا تو خاندان قاضیان کے نیبران نے قرب وجوار کے ہندو مسلمان شرفدار کی لقیدی سے اپنی جائیدادوں کے متعلق محضر پیش کیا جس کو بعد تحقیقات گورنمنٹ نے قبول کیا۔ یہ اصل دستاویزین اب تک محفوظ ہیں۔ ایک دستاویز کی نقل میں درج کیجا تی ہے

چون اداۓ شہادت سرمایہ معاوت ابدی و کمان آن باعث شقاوت سرمی است  
کھاقاً اللہ تعالیٰ لَا تکتموا الشہادة و من يکتمها فانہ أشتم قلبہ،  
وقالَ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اکرم الشہود دیظہر بِالحق دیفع  
بِهِ الظُّلُمُ۔ سوال می کند و گواہی حق می خواہند احرقر الناس خاوم الطلباء امامی  
ولد قاضی غلام حسین (غلام حسین بن قاضی محمد زبان بن قاضی بدرا عالم) وسمّاۃ  
عزیزی النصار (دفتر غلام حسین) زوجہ پیر خسیر اسہ نبیرہ حضرت بندگی شاہ عبدالغفور  
قدس اللہ سرہ العزیز۔ از سادات عظام و قضات اہل سلام و مفتیان دو ملا تراجم  
و چودہ بہان و قالون گویاں راسخ الكلام و سار جمیور ائم از خاص فی عام سکنہ قصہ  
سیوہارہ تابع سرخوار سنبھل مضاف صوبہ دار اخلافت شاہ جہان آباد۔  
برین معنی کہ بربر کیے از شہماں رکش ہویدا است کہ موازی ہفتا و دو دنگیہ نچتہ اراضی

املاک و اقیعه چتر پور وغیره معموله برگشته مذکور نیام قاضی محمد زمان جد صحیح سائلان بخوبی  
 پردازه نواب غفرت نشان نواب بدار خان و سرتم خان بهادر حمد و دبند را الحد و مقرر  
 است و از وقت پیاپیش تا آن نسل بعده و بطن ابعده طعن اراضی مذکوره در  
 تصرف سائلان و بزرگان سائلان مانده است دین ولا نوزدهم شهری قدره  
 همه ای هجری افواج دکن عبور آب گنج نموده تمامی اسصار و قصبات این رعایت آنکه  
 از خوف و هراس جان مال از اماکن و مسکن خود را فراشده آواره داشت حادث  
 شدند و هر کیه باطراف و جوانب لمجای و ما وای خود جند سائلان و همگی سواکن قصبه  
 و روسته قصبات و اسصار و قریات قرب جوار چنانچه برگشته نگینه و شیرکوٹ و اکبرآباد  
 سنه پیور وغیره در کھیڑہ موضع جو جمله عله برگشته مذکور که لطف هر محل محفوظ وغیر مخطوط می نزد  
 ماسن دالترا قامت وز زیند و تامدت یکماه هر روز بجنگ تیر و تفتگ وغیره بسر برداشت  
 آخر کار سهیت لای پھاکله هنر لف سینه پیل با جمعیت هشت هزار سوار و پیاده و هفت  
 ضرب توپ بر مکان مذکور یورش کرده محاصره نمود و روز اول از صبح تا شام چنگ غطیم  
 توپ تفنگ ماند روز دوم پایام صلح و عبود در میان انداخته عافل کرده از چهار طرف  
 یورش ساخته دفعت ای بر جماعت غربیان افتادند و بضریب شیر و بندوق و توپ دیامینهند  
 چنانچه سه صد کس از روسار و سادات و مشائخ وزنان اطفال شهید و مقتول شدند  
 و اکثرے راجروح ساخته تمامی متنه لا قمشه و نقود و اجاس و اساد املاک منصب  
 و جایگزین باغات سائلان بخارت بر زم و آتش ماده سوختند و در آب کرده اند  
 هر کیه از قبایل واقارب خود را پر از پرس و زن ارشو هر سفرق و جدا شدند واقع گشت  
 هر کس که بحقیقت این حال و راستی این مقال اطلاع و احکامی بوده باشد مهر و گواهی  
 خود بین قرطاس ثبت نماید عتمه الله ماجور و عند اناس مشکور کرد

(منقول از کتاب باطل شدن)

اس پر ہندوؤں اور مسلمانوں کی مہربانی اور شہادتیں اور حائماً دا کی تفصیل ہے اس کے نقل کرنے کی بیان صرورت نہیں یہ ضمنون مختص ہاں غرض سے نقل کیا گیا ہے کہ اسلاف کا تحریری ذخیرہ باقی نہیں رہا۔ اس پانے نسب نار کے متعلق والد ما جد نے ایک نظم لکھی تھی جو ۱۹۱۶ء  
بمشمول شجرات الاولیا شائع ہوئی تھی اس کے کچھ اشارات نقل کے جاتے ہیں ۷

بیا بشنو ز من حال نیا گان	بزرگی را طلب کن از بزرگان
بین تیغ صیل ایک بجھر	کرغت از نسب باشد از زر
بزرگے آنکہ اعلیٰ مرث ماست	دل پاکنہ ذات پاک اور آ
گرامی نام او قاضی حسن بود	بفارس شہر زنجاش فطن بود
عالیم شیخ صدیقی علم داشت	زشان منصب طبل و علم داشت
علم و دین دلنش بوسیدی	تقویٰ و طهارت پاپنیدی
بزم و عظاچون شمع گل افشاں	بوقت زرم چون شیرستان
چے گویم قاضی بیضاش فروز	زقاضی بوزش دار دبدل سوز
مثل در قاضیک این خاص آمد	ک القاضی عدو القاص آمد
بصد سامان و عزو جاہ و ہبود	بلغاغانہ مشیر ظل حق بود
سرافراز حباب بے نیازی	نطہ الدین بابر شاہ غازی
چو سوئے ہند شدان شاہ خوشخو	درآمد قاضی ماہرہ او،
دران وقتیکہ ابراهیم لوی	ہمندیت یافت از ببر بزوی
بہایزاد عطا و منصب فنام	مسلم شد حسن قاضی کلام
چنان شد مورد حسن اشارہ	ک شہر جا گیر داش سیو ہارہ
بہندہ رجا پکتہ سہرتے کرد	سر و پل سال دین را خدمت کرد
پلا ہور آمرہ دار القضاحت	وازا نباصلح با پیک قضاحت

بحمد اللہ خوش انجام بودند	زاد لا دش ہمہ بانام بودند
نمی دار دبجا بریک و تیرہ	مگر این گردش نیلی جھیرہ
نصیب دوستان ہم شد ہی	چو آمد در تراز ل قصر شاہی
کے زان میکشان باقی نمازہ	قدح بست و آن ساقی نمازہ
شدہ وقف خرابیہ کے پیغم	بقدر خداش این خاندان ہم
پرشد بے پدر خوش بدرشد	با دیہات مقبوضہ بدرشد
سر و سامان ہمہ بر باور فتہ	تنے ماں نہ حپنداز باور فتہ

تہذیب ام میں ایک اتفاقی حادثہ آتش زدگ کا پیش آیا۔ رہا سہابی کا ہمچا سامان اسکی نذر ہوا۔ ہبھی صیاد نے توڑا کبھی آئندہ ہی سے اٹا۔ اپنا یوں بگڑا ہے سوبارتیں بن کر ڈینا (ذرا فرم سیواری) اس خاندان کی ایک شاخ سیوارہ میں خاندان سولویان کے نام سے مشہور ہے اس سلسلہ میں مولوی بشیر الدین ذکار ابن مولوی بدیع الدین شاہ اسحاق کے شاگرد تھے۔ عصر ہجر درس و تدریس میں مشغول رہے۔

اسی سلسلہ میں مولوی عبدالرحمن بن نور الحق مولانا احمد حسن محدث امر وہی کے شاگرد تھے۔ مولانا شاگرد تھے مولانا محمد قاسم رحمکے اور وہ شاہ عبدالغنی کے (

بھوپال میں رکن مجلس العلماء تھے۔ درس بھی دیتے۔ علم ادب میں خاص مہلت رکھتے تھے ان کے بہت سے عربی قصائد طبع ہوئے ہیں۔ ابھی پانچ برس ہوئے وفات ہوئی ہے۔ مولوی عبدالرحمن کے بھتیجے اور شاگرد مولوی سید حسن بن محمد حسن بھوپال مدرسہ سلامیہ میں درس دیتے ہیں۔

راقم سطور کے جدا مجدد مولوی محی الدین اور ان کے تین بھائی قاضی قمر الدین و مولوی ریاض الدین و مولوی محمد بین غریق۔ یہ سب شاہ عبدالغنی کے شاگرد تھے۔ چاروں حضرات گورنمنٹ برتیپیہ مفرز عہد و لیبراپر مامور ہے۔ حدیث کی کوئی خدمت انجام نہیں دی۔ مولانا غریق کی تصنیف ایک

ترجمہ بند فارسی و اردو ہے۔ حضرت جد امیر کی تقسیف ایک رسالہ تبیل الحساب ہے۔

مولوی محمد حسین بن پورش علی (مولانا احمد حسن مراد آبادی کے شاگرد تھے اور وہ مولانا عالم علی کے اور وہ شاہ سحاق کے گوالیار میں مہاراچہ کے طبیب خاص تھے مگر درس بھی دیتے تھے۔ ان کے ہاں بہت سے مرید بھی تھے۔ ان کے ایک بڑے مخزے عہدیدار مرید نے شجرہ طریقت نظم کیا تھا اس کے یہ اشعار میں ہے

رونوں جہاں بیس کیوں نہ کٹ لکھی چین سے  
بیعت نصیب ہو جو نوح حسین سے  
سموارہ اور نگنیہ وطن ہیں حضور کے  
پر اب گواں یار میں جلوے ہیں نور کے  
یہ تو گذرے ہوئے لوگوں کا بیان تھا۔ اب حالت موجودہ بھی عرض کی جاتی ہے۔

خاکسار کے حقیقی پھوپی زاد بھائی مولوی محمد اسحق ابن حافظ الخجم المدی نگنوی لوجہ اللہ و عنده  
”لبقین میں مشغول ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب تفہیمات الہمیہ کے چند اجزاء عرصہ ہوا انہوں نے  
طبع کرائے تھے۔ یہ شاگرد ہیں شیخ المہند مولانا محمود حسن و مولانا انور شاہ کے (شاہ صاحب شاگرد  
تھے شیخ المہند کے، شاہ صاحب کے ہناد رسالہ المسک الازفری اسائیلہ شیخ محمد انور میں ہیں)۔  
مولوی حاجی سعید احمد بی۔ لے اہن ڈاکٹر ابراہیم (والد حاجی پھوپی زاد ہیں کے  
صاحبزادہ ہیں) مولانا انور شاہ کے شاگرد ہیں۔ مدرسہ فتحوری دہلی میں مولیٰ شرفی کا درس  
دیتے ہیں۔

مولوی حاجی حفظ الرحمن ابن حاجی شمس الدین (خاکسار کے حقیقی پھوپی زاد بھائی ہیں۔  
مولوی سید عبد الخفوی سیوطی (مولوی صاحب شاگرد ہیں حضرت مولانا احمد حسن حدث امر وہی  
کے اور وہ مولانا محمد قاسم نانو توی کے اور وہ شاہ عبدالغنی کے) اور مولانا انور شاہ کے شاگرد  
ہیں۔ کتب حفظ الرحمن لذہب النعمان، رسول کیم و بلاغ مبین ان کی مشہور تصانیف ہیں  
میری پھوپی زاد بھائی مولوی خنز الدین کے صاحبزادے مولوی ناصر حسیل شاگرد ہیں مولانا  
انور شاہ صاحب کے۔

مولوی حاجی عبد البصیر آزاد علیقی ابن حافظ نور الحسن (خاکسار کے خقیقی چپا زاد بھائی ہیں) مولانا سید النور شاہ۔ مولانا شیخ الہند، مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی و مولانا خلیل احمد سہار پوری وغیری عزیز الرحمن دیوبندی (مفتي حسباب رم شاگرد تھے مولانا محمد حبیب نانو توی کے اور وہ اپنے والد مولانا مملوک علی صاحب نانو توی کے اور وہ شاہ احمد حسباب و شاہ عبدالغنی دہلوی نے کے شاگرد ہیں۔

آپ دس بارہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں زیادہ مشہور تاریخ القرآن۔ اسرار التنزیل۔ ذر نظم میں۔ مشہور واعظ مقرر ہیں۔

### البيان المستند في أسانيد عبد الصمد

اس حقیر فیقر اقام سطور نے مندرجہ ذیل بزرگوں سے علم حدیث حاصل کیا ہے۔

(۱) حضرت شیخ الہند ثانی مولانا سید شاہ حسین احمد حسباب فیض آبادی مذکولہ الحالی (حضرت صوفی کو سند ہے شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی سے نیز مولانا شبیر احمد گنگوہی سے، مولانا نانو توی شاگرد ہیں شاہ عبد الغنی کے۔

(۲) مولانا سید اصغر حسین حسباب دیوبندی عرف میاں حسباب مذکولہ (میاں حسباب شاگرد ہیں حضرت شیخ الہند رام کے)

(۳) مولانا اعزاز علی حسباب اروہوی مذکولہ (مولانا شاگرد حضرت شیخ الہند کے)

(۴) مولانا محمد ابراسیم حسباب بلیاوی مذکولہ (مولانا شاگرد ہیں حضرت شیخ الہند کے)

(۵) مولانا مفتی محمد شفیع حسباب دیوبندی مذکولہ (مفتي حسباب شاگرد ہیں مولانا النور شاہ شبیری کے)

(۶) مولانا عبد السیع حسباب دیوبندی مذکولہ (مولانا شاگرد ہیں حضرت شیخ الہند کے)

راقم نے ارجین اعظم تالیف کی ہے، اس ارجین کا نام ارجین اعظم دو وجہے رکھا ہے ایکی کہ اسمیں صفت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات جمع کی ہیں۔ دوسرے کہ شہزادہ ولیعہد بھادر ملک دکن کا خطاب اعظم جملہ یا قی راقم کی دیگر تصنیف ادب، اردو اور تاریخ اسلام کے متعلق ہیں۔ اسوقت حدیث کے متعلق ارجین ہے یا یہ تاریخ نہ ہی تابع ماند ماه و ماہی چڑاغ قاضیان را روشن کرنے۔

# الباب الثانی

## فِي الْكُتُبِ

### كُتُبُ وَتِرْمَنِ اول

اس باب میں تمام تصنیفات و تحریرات کا ذکر نہیں کیا جائے گا بلکہ بعض خاص خاص تصنیف کا تذکرہ ہو گا جس کتاب کے مصنف نے جس عہدیں وفات پائی ہے اسی عہدیں اس کی کتاب کا ذکر کیا گیا ہے لیکن دو تین کتابیں اس قاعدہ سے مستثنی کرنی پڑیں کیونکہ ان کا تصنیف ہونا صحیح طور پر اس عہد سے پہلے ثابت ہے جس میں صاحب تصنیف نے وفات پائی صادقہ - حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی تصنیف رسول کریم کے عہدیں مرتب ہوئی۔ اس میں ایکہ ار حدیثیں تھیں۔ دوسری صدی تک اسکا موجود ہونا ثابت ہے کیونکہ مجید نے ان کے پرپوتے عمرو بن شعیب کے پاس صحیفہ دیکھا تھا۔

صحیفہ ہمام بن منبه - ہمام ابن منبه تابعی شاگرد حضرت ابو یہری نے حدیثی جمع کی تھیں یہ صحیفہ تیسری صدی ہجری کے وسطیں موجود تھا کیونکہ امام مسلم نے اس کی نقل کی ہے اور حوالہ دیا ہے اسلئے میں بلا خوت تردید کرنے کو طیار ہوں کہ صحیفہ ہمام بن منبه ہمارے پاس موجود ہے

فقہاء کبر مصنفہ امام عنطہ رحمۃ اللہ علیہ موجود ہے

تفسیر ثوری - امام سفیان ثوری کی تصنیف کتب خانہ رام پور میں ہے۔

### امام مالک رم

چونکہ ہم نے ذکر رجال میں وفات کا اعتبار کھا ہے اس لئے امام مالک اگرچہ جال قرن اول میں ہیں لیکن وفات کے اعتبار سے قرن ثانی میں ان کا ذکر ہو گا لیکن ان کی کتاب موطا کے متعلق یہ ثابت ہے کہ سنہ ۲۱۴ میں مرتب ہو چکی تھی اسلئے موطا کا ذکر قرن اول میں پڑا

موطا امام مالک - امام مالک بن النس کی تصنیف ہے امام حبہت امام نام سے تک اس کی تصنیف میں مشغول رہے۔ امام حبہت نے ایک لاکھ حدیثیں لہی تھیں (متقدہ شرح موطا) اس کے احتجاب سے موطا کو تیار کیا۔ یہ کتاب فرقہ کے ابواب پر ترتیب ہوئی ہے۔ احکام کے صحیح اصول جو متفق علیہ تھے اس میں ہیں۔ یہ اصول انہوں نے شیخ ربعیہ رائی اور انہوں نے سعید بن سیب سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے انہوں نے اپنے باپ حضرت عمر فاروق سے حمل کئے تھے موطا سے پہلے جو کتابیں تصنیف ہوئیں، ان کا بنی زیادہ ترا صاحب و تابعین کے فتاویٰ تھے امام صاحب نے موطا میں احادیث صحیح دسند و منقطع و مرسل کو بنائے اول اور آثار و فتاویٰ کو بنائے ثانی قرار دیا۔

چونکہ موطا اس طرز کی پہلی کتاب تھی اور المذاہب متبوعین میں سے ایک امام کی تصنیف تھی اس لئے قاضی ابو بکر بن عربی نے شرح موطا میں لکھا ہے (هذا اول کتاب المذاہب فی شرائع الإسلام) جب موطا تیار ہو گئی تو امام حبہت نے اس کو ستر شیوخ حدیث کے سامنے پیش کیا اس لئے پسکی موطا میں اہل حجاز کی قوی حدیثیں اور صاحبہ اور تابعین کے فتاویٰ ہیں۔

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ موطا میں تین سو حدیثیں ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ سات سو ہیں ابن بدینی نے کہا ہے کہ امام مالک کی ہزار حدیثیں ہیں (فلا صحت تہذیب الہمذہب) اس لختا کا باعث یہ ہے کہ بعض نے صرف صحیح حدیثوں کو لیا ہے بعض تمام اقسام کو بعض نے آثار غیرہ سب کو۔ موطا کے تمام احادیث و آثار (۱۰۲) ہیں ان میں چھ سو حدیثیں صحیح مندرجہ ہیں۔ ۴۷۲ مرسل، باقی موقوف اور ۵۸۵ اقوال تابعین ہیں۔

موطا کو امام الحججیں کہا جاتا ہے۔ ابن علی کا قول ہے کہ موطا اصل اول اور بخاری صلی اللہ علیہ وسلم ہر خندش اور عزیز صاحب نے تحریر فرمایا ہے (موطا اصل و امام الحججیں است صحیح بخاری و سلم ہر خندش هر بخط و تیز رجال و کثرت احادیث وہ چند موطا باشند لیکن طبق روایت احادیث و تیز رجال و رواہ باعتبار وہ سنت باط از موطا آموختا ماند و اگر سب فطر لفظ دیہ شود احادیث فروغ موطا

غالباً در صحیح بخاری موجود اند لیکن صحیح بخاری مشتمل است و موطا با اعتبار احادیث مرفوعه آنے  
آثار صحابہ و تابعین در موطا زیاده است (عجالہ نافعہ)

امام مالک سے موطا کو تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے روایت کیا ہے ان میں المُحبّین فیہا  
میں سے امام شافعی امام محمد، محدثین میں سے عبد اللہ بن وہب مصری و عیین بن حبیب فیہا  
میں سے ہشام بن عبد اللہ بن قاسم۔ صوفیا میں سے خواجہ ذوالسُّون مصری۔ سلاطین اور  
خلفاً میں سے ہارون رشید مامون رشید شامل ہیں۔

امام صاحب نے موطا کو کئی ذفہ ترتیب دیا ہے اور ہر ذفہ میں تغیر کیا ہے۔ ہر باب کے  
شروع میں کی نقل لیکر یہی وجہ ہے موطا کے بعض جزوؤں میں اختلاف کی۔  
امام سیوطی نے لکھا ہے کہ امام مالک کے جس قدر روایت کرنے والوں کی تعداد ہے اتنی  
کسی امام کے روات کے نہیں (تصویر الحوائک)  
یحیی بن دکیر نے امام حبّاب سے چدھہ مرتبہ موطا سنی۔

امام شافعی کا قول ہے کہ آسمان کے نیچے موطا سے زیادہ کوئی کتاب بعد کتاب اللہ کے  
صحیح نہیں۔ موطا ہی ایسی کتاب ہے جس نے خیر القرون میں بزرگان خیر القرون کی مبارک  
زبان سے صحیح اللتب بعد کتاب اللہ کا خطاب پایا۔

موطا کے شارحین و معلقین و حشیشیں کی بڑی تعداد ہے تقریباً چیزیں علماء کبار نے مثل  
ابوسیمان الخطابی و قاضی عیاض و غیرہ و موطا کی شرح و تعلیق وغیرہ کی ہے۔

سعدون شاعر و قاضی عیاض نے موطا کی معنی میں تصاویر لکھے ہیں۔

موطا کو صحاح ستہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موطا کی تمام احادیث  
مرفووعہ صحیح بخاری میں آچکی ہیں۔ موطا کی جگہ صحاح ستہ میں ابن ماجہ کو اول شیخ الفضل  
محمد بن طاہر (المتوفی ۷۳۴ھ) نے ان کے بعد حافظ عبد الغنی (المتوفی ۷۶۲ھ) نے داخل کیا  
موطا طبقات کتب حدیث میں اول طبقہ کی کتاب ہے۔

## کتب قرن ثانی

کتاب الزید والرقاق - شیخ عبد العزیز بن مبارک کی تصنیف ہے۔ کتب خانہ جامع قریبیا  
میں ہے

کتاب الہدیا - ابن ابی الدنيا (المتوفی ۱۸۵ھ) کی تصنیف ہے۔

کتاب اخراج - امام ابو یوسف کی تصنیف ہے۔ اس میں صرف ایک ہی عنوان کی  
حدیثیں ہیں۔

مسند موسیٰ کاظم - امام موسیٰ کاظم بن امام حسن صادق کی تصنیف ہے۔

موطا - امام محمد کی تصنیف ہے۔ موجود ہے۔

کتاب الحج - الیضا

مسند ابی داؤد طیالسی - اس میں ڈھائی سو صحابہ کی روایتیں ہیں اور چالیس خبر  
حدیثیں ہیں یعنی طرق حدیث و آثار و موقوفات ہیں۔

مصنف عبد الرزاق - اس کی ایک جلد مذہبی شریف ہیں ہے۔

## کتب قرن ثالث

سنن سعید بن منصور - ابو عثمان سعید بن منصور (المتوفی ۳۲۹ھ) کی تصنیف  
ہے۔ اس میں شlaysیات بہت ہیں۔

طبقات ابن سعد - اسماء الرجال میں ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ - ابو یکوب بن ابی شیبہ (المتوفی ۲۵۷ھ) کی تصنیف ہے

مسند امام احمد بن حنبل

اس مسند میں سات سو اصحاب کی روایتیں ہیں۔ تیس نہار حدیثیں ہیں (ابن خلدون نے

پیاس نہار لکھی ہیں اور بعض محدثین نے چالیس نہار) یہ سارے سات لاکھ حدیثوں کا انتہا ہے۔ تمام مسند اف میں سب سے جامع اور صحیح ہے۔ انہارہ مسندوں پر قائم ہے۔ امام صاحب نے اس کو بطور یادداشت مرتب کیا تھا۔ تیس نہار حدیثیں تھیں۔ باقی اصنافہ ان کے صاحبزادہ عبداللہ اور ان کے پوتے ابو بکر قطیعی ز قطیعہ بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے۔ سہنڈی نقطہ نظر اسی سے مانگوڑھے) نے کیا۔

سیر النبلاء میں علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ مسند ضعیف احادیث کا مجموعہ ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے رسالہ القول المدد اور رامیمیوطی نے ذیل المحمد دیں ثابت کیا ہے کہ مسند میں سوائے تین چار حدیثوں کے اور کوئی لا اصل لامانہیں یہ تین چار بھی صاحبزادہ کے اصناف میں ہیں۔

سب کچھ سہی لگر ضعیف حدیثیں ضرور ہیں۔

مسند عبد بن حمید۔ یہ مسند طبع نہیں ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد میں موجود ہے۔ عبد بن حمید الکشی (المتوفی ۲۸۳ھ) کی تصنیفت ہے۔

## صحیح بخاری

یہ وہ کتاب ہے جس کا ناظیر العالم اسلام میں نہیں جو صلح الکتب بعد کتاب اسہم بھی جاتی ہے امام محمد بن ابی عیل بخاری کی تصنیفت ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ نے جو خود صاحب مسند ہیں ایک دن اپنے شاگردوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ کاش کوئی صحیح حدیثوں کو جمع کر دیتا۔ امام بخاری کہتے تھے کہ مجھے خیال ہوا کہ یہ کام اگر میرے ہاتھ سے ہو جائے تو زیب نصیب۔

رات کو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور علیہ السلام تشریف فرمائیں اور میں تکہیاں اٹارا ہوں صبح کو یہی نے اس کی تعمیر ایک عالم سے دریافت کرائے انہوں نے کہا کہ خواب دیکھنے والا رسول کریم سے جھوٹ کو دور کرے گا۔ اس تعمیر نے میری بہت بڑی اور خدا کے بھروسے پر کام شروع کر دیا۔

مسجد الحرام میں بیہکر تصنیفت شروع کی سولہ برس میں مسودہ ہوا۔ مبڑی خذہ دینیہ میں منبر اور

اور قرنی کیم کے درمیان بیٹھ کر کیا۔ امام نجاری نے صحیح نجاری کو تین دفعہ ترتیب دیا ہر دفعہ پچھنہ کچھ تغیر کیا۔ یہی نسخوں کے اختلاف کا باعث ہے۔

نجاری میں تمام حدیثیں سہ تعلیقات و شواہد و متابعات و مکرات کے (۹۰۸۲) ہیں مکرات کو حذف کر کے احادیث مرفوء (۲۶۲۳) ہیں (۲۲) حدیثیں معہ مکرات تلاشیات ہیں اور بعد حذف مکرات (۱۶) تلاشیات ہیں (۳۴۵) ابواب ہیں۔

بعد تصنیف اس صحیح کو امام احمد بن حنبل۔ علی بن المدینی۔ یحییٰ بن معین اور ایک جگہ میثین کے سامنے بُنْظَر استضواب پیش کیا۔ سب سے پہلے کی چار حدیثوں کے متعلق اختلاف ہوا۔ ان حدیثوں کے متعلق محققین نے امام نجاری کے قول کو ترجیح دی ہے۔

امام نجاری سے صحیح نجاری کو لوٹے ہر آزادیوں نے حاصل کیا۔ صحیح نجاری کی بہت سی شرحیں لکھی گئیں ہیں۔ قضیٰ بلخ کے کتب خانہ میں صحیح نجاری کی گیارہ شرحیں تھیں جن میں سے ہر ایک جسمیں فتح الباری کے برابر تھیں (النفس الیمانی مصنفہ علام عبد الرحمن بن سلیمان الاصفی الیمانی) ان گیارہ شرحوں کے نام اور حلالات پر آج پرداز ہو گئے ہیں۔ سائہ شرحیں پانچ تعلیقات تین مختصر ہیں۔ صحیح نجاری کے متعلق (۲۴) کتاب میں فارسی و اردو میں ہیں۔ یہ کتاب صحاح ستہ میں اول درج کی کتاب ہے۔ اس میں ابو ہریرہؓ کی ۲۷۶، النبیؐ کی ۲۶۸، ابن عمرؓ کی ۲۰، ابن عباسؓ کی ۲۱، عائشہؓ کی ۲۲، حضرت عمرؓ کی ۶۰، حضرت علیؓ کی ۹۳، حضرت ابو یکریؓ کی ۲۲، حضرت عثمانؓ کی ۹، ابو سفیانؓ کی ایک دیگر صحابیات کی ۳۷ روایات ہیں۔ صحیح نجاری کا صحاح ستہ میں پہلا نمبر ہے اور طبقات کتب حدیث میں پہلے طبقہ کی کتاب ہے۔

## صحیح مسلم

امام مسلم کی وفات عمد احتلافی میں ہوئی ہے۔ یعنی ختم قرآن ثالث سے ایکاں بعد (۱۴۲ھ)۔ صحیح مسلم امام حنبل کی وفات سے بہت پہلے شایع ہو چکی تھی۔ اس نے اس کا

ذکر قرن ثالث میں کیا جاتا ہے۔

صرف صحیح حدیثوں کے جمع کرنے کی بنا پر امام بخاری نے ڈالی تھی۔ انہیں کے عہدِ امام سلم کے  
انہوں نے بھی صحیح مرتب کی صحیح بخاری و صحیح مسلم کے متعلق یہ اختلاف ہے کہ کون کس سے  
بہتر ہے علمائی ایک جماعت نے صحیح سلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دی ہے لیکن کثرت رائے (اس طرف ہے)  
کہ صحیح بخاری کو ترجیح ہے اور بخاری کو شرف اولیت بھی حاصل ہے اس لئے صحاح نتیجے میں  
صحیح سلم کا دوسرا نمبر ہے اور طبقات کتب حدیث میں یہ طبقہ اول کی کتاب ہے۔

صحیح سلم میں لاکھ حدیثوں کا انتساب ہے۔ اس میں احادیث صحیحہ کو نقل کیا، مکر کو حذف کر دیا  
طرق و اسناد کو جمع کر دیا، فقہ اور تراجم کے بایوں پر مرتب ہے۔ یہ کتاب بہیل المأخذ ہے۔  
جودت ترتیب، حدیث کے شواہد و متابعات کے اجماع کے لحاظ سے اسکو صحیح بخاری پر ضرور  
ترجیح ہے۔ صحیح سلم میں ائمہ سے زیادہ حدیثیں الیسی ہیں جنکی سندیں امام سلم اور رسول کیم  
کے درمیان چار واسطے ہیں یہ ان کی اعلیٰ سند ہے۔

صحیح سلم میں بعد حذف کر رات (۳۰۰) حدیثیں ہیں۔ شروع و حواشی وغیرہ کی تعداد  
تیس سے زیادہ ہے۔

## کتب عہد اختلافی

سنن ابن ماجہ - اس میں ثلاثیات زیادہ ہیں

سنن ابن ماجہ - امام ابن ماجہ کی تصنیف ہے صحاح میں چھٹے نمبر کی کتاب ہے  
اور طبقات کتب حدیث میں طبقہ سوم کی کتاب ہے بعض علمائی رائے ہے کہ صحاح نتیجے میں  
ابن ماجہ کی جگہ دارمی یا موطا امام مالک ہونی چاہیے مگر اب قبولیت موجودہ ترتیب ہی کو ہے  
سنن ابن ماجہ میں ۲۳۰ کتابیں (۱۵۰۰) ابواب (۳۰۰۰) حدیثیں ہیں۔ بعد تصنیف  
امام ابن ماجہ نے یہ کتاب امام ابوذر ع رازی کے ساتھ پیش کی۔ انہوں نے پسند کی۔  
اس کی ایک شرح پانچ جلدیوں میں حافظ مغلطائی کی ہے۔ ایک امام سیوطی کی ہے۔ اس کا نام

مسیح الرجاجہ ہے، ایک حافظ برلن الدین بن ابراہیم بن محمد حبی کی ہے۔ ایک پانچ جلدی میں شیخ کمال الدین بن سوی کی ہے ایک شیخ سراج الدین عون علی بن ملقن شافعی کی ہے۔ ایک شیخ ابوالحسن سنہری بن عبد الہلوی کی، ایک شاہ عبدالغنی دہلوی کی ہے اس کا نام انجاد ہے۔

**سنن ابی داؤد**۔ امام ابو داؤد سجستانی کی تصنیف۔ صحاح ست میں نمبر چار کی اور طبقات کتب حدیث میں طبقہ دوم کی کتاب ہے۔ امام ابو داؤد نے بعد تصنیف یہ کتاب امام احمد بن حنبل کے ساتھ پیش کی انہوں نے پسند فرمائی۔ اس میں (۸۰۰ھ) حدیثیں ہیں تلاشیات بھی ہیں شاہ عبد العزیز رحم لستان المحدثین میں تحریر فرماتے ہیں (ابن الاعرابی لگفتہ است کہ شخصیہ را کہ علم کتاب اللہ و سنن ابی داؤد حاصل شد اور اور مقدمات دین کافی پا شد) اس کی کوئی شرحیں ہیں۔ سنن ابی داؤد کی مرح میں حافظ ابو طاہر نے قصیدہ لکھا تھا۔

**جامع ترمذی**۔ امام ترمذی کی تصنیف ہے صحاح ستہ میں نمبر سوم اور طبقات کتب حدیث میں طبقہ دوم کی کتاب ہے۔ اس کے متعلق محدثین کا قول ہے (کاف للبحقہ و صغر بالمقلد) پختہدا اور مقلد دلوں کے لئے بسے۔ جامع ترمذی کی مرح میں علمانے قصیدے لکھتے ہیں۔ علام قسطلاني اور ایک دوسرے محدث کے قصیدوں کو علامہ علی بن سیدمان جمیعی نے اپنی تخلیقات کے مقدمہ میں نقل کیا ہے۔ اس کی سولہ شرحیں عربی میں موجود ہیں۔

**تاریخ ابن خثیمہ**۔ ابو بکر احمد بن زہیر المسفی بغدادی (المتوفق ۲۷۹ھ) کی تصنیف ہے کتب خانہ جامع قروی میں ہے۔ اس میں حدیث کا کافی ذخیرہ ہے۔

**سنن دارمی**۔ امام دارمی کی تصنیف ہے طبقہ سوم کی کتاب ہے اس کو منداری بھی کہتے ہیں۔ چونکہ اس کی ترتیب صحابہ پر نہیں ابواب پر ہے۔ اس لئے سنن کہنا صحیح ہے۔ باعتبار صحت و علوٰے اسانید و ذکر تقابل صحابہ یہ بڑے پایہ کی کتاب ہے۔ مرقة شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ اس کو ابن ماجہ کی جگہ صحاح ست میں داخل کرنا چاہیے اس میں ہائلنڈ تھا۔

البعین۔ ابویکر محمد بن ابراسیم بن علی بن المتفی المتفی سنه ۲۸۰ھ کی تصنیف ہے  
مشترکاً حارث بن اُسامہ۔ یہ صلی میں بعجم ہے کیونکہ اس کی ترتیب شیوخ پر ہے سند  
مشہور ہو گیا ہے۔ ابومحمد ابی اسامہ (المتفی سنه ۲۹۲ھ) کی تصنیف ہے۔

مسند بزار۔ اس سندیں اکثر غلطیاں ہیں۔ ابویکر احمد بن عمر بزار (بزار بپسار کو کہتے  
ہیں) المتفی سنه ۲۹۲ھ کی تصنیف ہے۔

سنن النسائی۔ امام ابو عبد الرحمن احمد المتفی سنه ۳۰۳ھ کی تصنیف ہے صحاح شہ  
میں بزر پایپ اور طبقات کتب حدیث میں طبقہ دوم کی کتاب ہے۔

صحیح ابن خزیمہ۔ البعد اش محمد بن اسحاق بن خریمہ المتفی سنه ۳۱۰ھ کی تصنیف ہے  
مگر وہ اس کی تصنیف سے تیری صدی کے ختم ہونے سے پہلے فارغ ہو گئے تھے اور یہ شایع ہوئی  
تھی۔ ابن خزیمہ نے تمام صحیح حدیثوں کو جمع کرنے کا بڑا اٹھایا تھا مگر لورانہ کر سکے۔ اور نہیں کہا  
جاسکتا کہ جو کچھ کیا ہے وہ کس حد تک قابل سند ہے جو نکہ یہ کتاب ان کے شاگرد ابن حبان کے  
ذریحہ سے پہنچی ہے اور ابن حبان کے عقاید پر لوگوں کو شبہ تھا اس لئے قبول کی سند نہ پاسکن  
اس کا ایک نسخہ حرم من کے کتب خانہ میں ہے۔ یہ وہ نسخہ ہے جو حافظ این مجرکے کتب خانہ میں تھا۔  
خدائی شان مسلمانوں کے دین کا علمی خزانہ نصاریوں کے تبعضہ میں ہے اور وہ اسکی قدر دان ہیں  
غنى روز سياه پسیر كعنان راتماشان

المتفی لابن ابیارود۔ صحیح ابن خزیمہ پر تحریج ہے۔ ابن ابیارود المتفی سنه ۳۰۴ھ کی تصنیف ہے  
مسند ایوب علی موصی۔ احمد بن علی (المتفی سنه ۳۰۴ھ) کی تصنیف ہے اس میں ثلاثیات  
بھی ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد میں ہے۔

تفہیم ابن حبیر طبری۔ امام ابن حبیر طبری (المتفی سنه ۳۰۷ھ) کی شہود و معرفت  
تفہیم ہے۔ اس میں حدیث کا بہت کافی ذخیرہ ہے۔

## کتب قرون ثلائہ کے بعد

صحیح ابو عوانہ۔ یہ اصل میں صحیح سلم پرستخرج ہے۔ چونکہ اس میں ۲ نادو متوں میں اضافہ کیا گیا ہے اس لئے مستخرج نہیں کہلاتا۔ شیخ ابو عوانہ المتوفی ۱۶۳ھ کی تصنیف ہے امام دہبی نے منقى الذہبی اسی سے خلاصہ کر کے مرتب کی ہے۔ اس کا ایک نسخہ مولوی ابو طیب عنظیم آبادی کے کتب خانہ میں ہے

معانی الآثار۔ امام طحاوی (المتوفی ۲۷۳ھ) کی تصنیف ہے۔

امالی مجاملی۔ ابو عبد الله (المتوفی ۲۵۳ھ) کی تصنیف ہے۔

مجمع ابن فالح۔ ابی الحسین ابن عبد الباقی المتوفی ۱۵۳ھ کی تصنیف ہے۔

صحیح ابن سکن۔ ابو علی سعید بن عثمان بن سعید بن السکن بغدادی المتوفی ۲۵۳ھ

کی تصنیف ہے۔

صحیح ابن حبان (المتوفی ۲۵۳ھ) ان کے عقاید پر لوگوں کو شبہ تھا۔ اس لئے یہ

کتاب شرف قبول سے محروم رہی۔ اس کا کچھ حصہ کتب خانہ رام پور میں ہے اور ایک ناتمام نسخہ مولانا عبد الحی کہنوی کے کتب خانہ میں ہے۔ اس کی نقل مولوی ابو طیب عنظیم آبادی کے تبعانہ میں ہے۔

معاجم ثلائہ طبرانی۔ ابو القاسم طبرانی المتوفی ۲۷۳ھ نے تمام حدیثوں کو جمع کرنے کا

قصد کیا تھا۔ تین بحجم طیار کے مجمع صغیر۔ مجمع اوسط۔ مجمع کبیر۔

مجمع کبیر دراصل مسئلہ اس میں مسانید کے طرز پر مردیات صحابہ ہیں۔ سو احضرت ابو ہریرہ کے کہ ان کی مردیات کو علیحدہ جمع کرنے کا قصد کیا تھا جو لوڑا ہنوا۔

مجمع اوسط کی چھ جلدیں ہیں یہ شیوخ کی ترتیب پر ہے۔ ایکہر ارشیوخ کی روایات ہیں۔

مجمع صغیر بھی شیوخ کی ترتیب پر ہے۔

تمام معاجم کی ترتیب باعتبار حروف تہجی تھی۔ طبرانی سے پہلے کسی نے معاجم کو شیوخ اور حروف

نجی کی ترتیب پر مرتب نہیں کیا۔ یہ اس فیض سہولت کے موجود ہیں۔ ان معاجم میں تیس نہار حدیثیں تھیں۔ ضعیف حدیثیں بھی تھیں۔ لاصل لہا بھی تھیں۔

جز وابن نجید۔ ابو عمر سعیل بن نجید نیشا بوری المتنوی ۲۵۳ھ کی تصنیف ہے بن نجید شاگرد تھے عبداللہ بن احمد بن حنبل کے۔ ابن نجید نے حاکم سے روایت کی ہے۔ صحیح اسماعیلی۔ ابو بکر احمد المتنوی ۲۷۳ھ کی تصنیف ہے۔ یہ اصل میں صحیح نجدی برستخرج ہے۔ اس میں ایک روایت ان کی عوالیٰ بھی ہے۔ یعنی حضرت النبی کی روایتوں میں امام خباری کے چار واسطے ہیں۔ اسماعیلی خباری سے موخر ہیں لیکن ان کے بھی چار واسطے ہیں اس لئے ان کی یہ سند خباری کے مقابلہ پر عالی ہے

معجم ابن شاہین۔ عمر بن احمد المتنوی ۲۸۵ھ کی تصنیف ہے  
سنن دارقطنی۔ ابو الحسن علی المتنوی ۲۹۵ھ کی تصنیف ہے۔

خرف خنابل الہبیت۔ ابو الحسن علی بن معروف البزار کی تصنیف ہے یہ ۴۵۰ھ  
مکر زندہ تھے۔

معجم ابن حبیب۔ محمد بن احمد المتنوی ۳۰۰ھ کی تصنیف ہے۔  
مستدرک حاکم۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم المتنوی ۳۰۰ھ نے ارادہ کیا کہ جو صحیح حدیثیں باقی رہیں ہیں ان کو جمع کر دے۔ ان سے پہلے بھی بعض نے یہ کام کیا اور ان کے بعد بھی کیا مگر ان سے بہتر کوئی نکرسکا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ مستدرک میں تمام صحیح حدیثیں ہیں لیکن علماء نے ثابت کیا ہے کہ اس میں ضعیف حدیثیں بھی ہیں بلکہ بعض موصوع بھی ہیں۔ امام ذہبی نے اس کا اختصار کیا ہے۔ اور اکثر احادیث کے متعلق یہ ظاہر کر دیا ہے کہ یہ حدیث کس وجہ کی ہے۔ علمائے فیصلہ کیا ہے کہ بغیر مطالعہ تخلیص ذہبی۔ مستدرک پر اعتماد نکرنا چاہئے۔

کتاب المولف فی المخالف فی اسما رقلة احادیث۔ عبد الغنی اندوی المتنوی ۳۰۰ھ کی تصنیف ہے۔ مولانا شمس الحق عظیم آبادی کے کتب خانہ میں ہے۔

حلیۃ الاولیا۔ ابوغیم اصفہانی المتوفی ۶۳۷ھ کی تصنیف ہے۔  
 مسدر ک علی الصعین۔ ابی ذر ہرودی مالکی المتوفی ۶۲۸ھ نے تصنیف کی۔  
 سنن بحری۔ بیہقی المتوفی ۶۵۸ھ کی تصنیف ہے یہ تقریباً تمام طرق حدیث  
 جامع کتاب ہے۔

کتاب المستعن والمعرق۔ خطیب بغدادی المتوفی ۶۲۳ھ کی تصنیف ہے کہ  
 پیر حبند (السندر) میں ہے۔

الکمال فی معرفۃ الموقف والخلاف۔ مصنفہ ابن ماکولا المتوفی ۶۹۷ھ کتب۔  
 پیر حبند میں ہے۔

اجماع بین الصحیحین للجمیدی۔ ابوعبد اللہ محمد بن ابی نصر المتوفی ۶۵۴ھ کی تصنیف  
 اس میں احادیث صحیحین کو سانید صاحب پر ترتیب دیا ہے۔

لوازد الاصول۔ عکیم ترمذی المتوفی ۶۵۰ھ کی تصنیف ہے۔ اس میں غیر عجیبة  
 بہت ہیں بعض ہکون علمی سے امام ترمذی کی تصنیف سمجھ لیتے ہیں۔

فردوس الاخبار۔ فردوس دیلی المتوفی ۶۵۵ھ کی تصنیف ہے حدیثوں کو  
 حروف تہجی لکھا ہے یعنی جو حرف حدیث میں اول آیا ہے وہ لایا ہے۔ یہ اس طرز کے موجود ہیں  
 اس کتاب میں موضوعات بہت ہیں۔

شرح المصانع۔ شہاب الدین فضل الدین حسین تورہ بشتی المتوفی ۶۷۰ھ  
 تصنیف ہے کتب خانہ اصفیہ حیدر آباد میں ہے۔

جامع الاصول۔ علامہ ابن اثیر المتوفی ۶۰۶ھ کی تصنیف ہے۔ علامہ رزین کی کہ  
 کو ابوب قہقہی کی مانند ابوب قہقہی کی ترتیب کیا اور اب ابوب قہقہی کی ترتیب حروف تہجی پر رکھ کر جالعہ  
 نام رکھا۔

مجھم و میاطی۔ ابو محمد عبد المؤمن المتوفی ۶۷۲ھ کی تصنیف ہے۔ چار جلدیں ہیں

رسویہ شیوخ کی روایتیں ہیں۔

**عیون الاشیر**- مصنفہ ابوبل محمد بن محمد بن محمد المعروف ابن سید الناس المستوفی ۵۹ھ  
ناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند بے لظیر سوانح عمری ہے طبع نہیں ہوئی۔ کتب غلط  
میں ہیں ہے۔

**مشکوہ المصادر**- ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الخطیب المستوفی ۳۰۰ھ کی  
نیفی ہے۔ اس میں ۲۹ کتابیں (۳۲) ابواب (۱۰۳۸) نصیلین ہیں۔ اس کی ایک شرح  
حسن بن محمد المستوفی ۳۲۳ھ کی، اور ایک شرح حسن بن محمد طبیب المستوفی ۳۲۳ھ کی اور  
عبد الغزیز بن محمد المستوفی ۴۵۹ھ کی اور ایک نور الدین علی بن سلطان محمد الہروی المستوفی  
ام کی اور ایک شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ہے ایک شرح مولانا حافظ حاجی محمد ادريس  
دہلوی نے لکھی ہے جو دمشق میں بصرف مکمل اشاعت العلوم حیدر آباد طبع ہے وہی ہے۔  
نامحمد ادريس صاحب شاگرد ہیں مولانا خلیل احمد سہار پوری کے اور وہ مولانا احمد علی مخدوم سہار پوری  
مسلسل باولیۃ- محمد بن محمد المصری المستوفی ۴۵۷ھ کی تصنیف ہے۔

**مسند ابی عبد الرحمن**- بقی المخلد القرطبی المستوفی ۴۲۲ھ کی تصنیف ہے۔ مسند  
پ فہریہ پر مرتب ہے۔ اس میں تیرہ سو سے زیادہ اصوات کی روایتیں ہیں۔

**مسلسلات صغیری**- امام سیوطی المستوفی ۴۹۱ھ کی تصنیف ہے۔ اس میں ایک ایک  
نون کی احادیث مسلسل چلی گئی ہیں۔

**کنز العمال**- شیخ علی متقدی برلن پوری المستوفی ۴۹۹ھ نے امام سیوطی کی تمام حدیثوں  
بواب فقهہ پر باعتیار حروف تہجی جمع کر دیا ہے۔ گویا امام سیوطی کی محنت کو مفید اور سہل شدار یا  
غ ابوالحسن بنکری کا قول ہے کہ سیوطی کا تمام عالم پر احسان ہے اور ترقی کا سیوطی پر احسان  
اس کتاب پر ہندوستان اور دکن جس قدر بھی فخر کرے جائے۔

**الربعین عظیم**- خاکسار مصنف تاریخ ہذا نے ۱۴۵۲ھ سہری میں امام ابوحنیفہ رحم کی

چالیس روایتوں کو جمع کیا ہے۔ اس کا نام اربعین عظیم رکھنے کی دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ امام عظیم کی مرویات ہیں دوسرے یہ کہ حضرت ولی عہد بہادر دامت قابله دولت اصفیہ کا خطاب اعظم جاہ ہے۔

## الب بِ الْثَالِث

### فِي الشَّهَادَاتِ حَفْظُهُ وَتَحْرِيرُهُ حَدِيثٌ

زمانہ قدیم میں ہر ملک و قوم میں خواندہ آدمی کم تھے۔ اسباب کتابت بھی کم تھے رساناں عربیاً بالکل نہ تھا۔ تمام قومی و نسلی روایات کا زبانی یادداشت پر اخصار تھا۔

ایک محدث آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ وہ اور ایک ان کاٹ اگر دیکھ اوں تو پر سوار کر کے سفر کو چلے۔ راستے میں ایک موقع پر محدث نیچے کو جھکے۔ شاگرد نے دریافت کیا کہ آپ کیوں جھکے محدث نے کہا یہاں ایک درخت ہے۔ اس کی ایک شاخ جھکی ہوئی ہے۔ ممکن ہے سریں لگ چائے۔ شاگرد نے کہا، یہاں کوئی درخت نہیں محدث نے کہا، تو کوادر تحقیق کرو اگر میری یہ یاد غلط ہے تو آج سے حدیث روایت نکرول گا۔ شاگرد نے فریب کے موضوع کے رہنے والوں سے دریافت کیا تو ایک بوڑھے نے کہا کہ یہاں ایک درخت تھا۔ اس کی ایک شاخ جھکی ہوئی تھی وہ کاٹ دیا گیا۔ تب محدث کو اٹھینا ہوا۔

تحریر سی آسانی سے جعل ممکن ہے اگر تحریروں پر بھروسہ کیا جائے تو جعل مستقل صورت اختیار کر جاتا ہے پھر اس سے اختلاف مشکل تھا۔

حضرت عباس اکیر تبہ حضرت علیؓ کے فیصلے کی نقل کر رہے تھے بعض مقامات کو چھوڑ جائتے تھے اور کہتے جلتے تھے۔ علیؓ نے یہ فیصلہ ہرگز نہیں کیا ہو گلا سلم

یہ خیال ہو سکتا ہے کہ حفظیں نسیان ممکن ہے لیکن نسیان سے اس قدر خطرہ نہیں تھا جعل سے ہے نسیان کی اصلاح دوسرے معیت رادی سے ممکن ہے۔ اس کی نظیریں پہلے لکھی جا چکی ہیں کہ محدثین خفیت شبہ پر صحیح کے لئے ہمینوں کا سفر کے پہلو ہو چکے۔ امام عیل بن عبدالکریم اس لئے ضعیف سمجھے جاتے تھے کہ وہ وہب تابعی کے صحیفہ سے دلیکر روایت کرتے تھے۔ (تہذیب)

اس لئے قرن اول و قرن ثانی میں تحریر کا رواج کمرہ۔ قرن ثالث میں جب لوگوں کے حافظ کمزور ہو گئے اور تالیف و تصنیف کا زور ہوا تو محدثین تحریر پر مجبور ہوئے۔ کثرت تحریر و تصنیف کا نتیجہ ہوا کہ حفاظت حدیث کی تعداد کم ہو گئی یا ہائے تک کامیابی کے بعد ایک بھی حافظ حدیث نہ ہوا۔

## اختلاف حدیث

حدیث کی روایتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک روایت بالمعنى۔ دوسری روایت باللفظ۔

### اختلاف الفاظ

روایت بالمعنى یہ کہ رادی اپنے الفاظ میں حضور کے قول و فعل وغیرہ کو بیان کرے۔ اس کے الفاظ و عبارت میں تو اختلاف ہونا ہی چاہئے۔ کیونکہ ہر شخص اپنے حسب فہم و استعداد الفاظ و عبارت لوئے گا مطلب میں فرق نہ آنا چاہئے۔

روایت باللفظ یہ کہ راوی الفاظ بیان کرے جو حضور علیہ السلام نے فرمائے ہیں۔ اس قسم کی بھی بعض روایتوں کے الفاظ و عبارت میں فرق ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف اوقات میں آنحضرت نے ایک ہی کام کے متعلق ایک ہی حکم دیا مگر کہی کچھ الفاظ ہوئے کہبھی اس کے مراد الفاظ ہوئے مطلب ایک ہی رہا۔

امام ابن سیرین کا قول ہے کہ میں نے ایک حدیث کو دو شیوخ سے سُنایا جس کو ہر دویں نے مختلف لفظوں میں بیان کیا مگر معنے ایک تھے۔ (مصنف عبد الرزاق)

## اختلاف مطلب

بعض حدیثوں کے مطلب معنی میں بھی فرق ہے اس کا باعث وہی ہے بُوكی جگہ بیان کیا جا چکا ہے کہ حضور علیہ السلام عادات و میاحات میں ایک امر کے پابند نہ رہتے تھے اور ممکن بھی نہ تھا کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کھانے کیلئے ہمیشہ ایک ہی لشت سے بیٹھے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک شخص ہمیشہ شمال ہی کو سر کر کے سویا کرے۔

یہ بھی ہوا ہے کہ مقتضیاً مصلحت و ضرورت حضور نے ایک ہی کام کے متعلق ایک دفعہ ایک حکم دیا۔ دوسری دفعہ اس کے خلاف حکم دیا۔

لشی کپڑا پہننے کو حضور نے ناجائز قرار دیا مگر حضرت عبد الرحمن بن عوف و حضرت زبیر ابن العوام کو اجازت دی۔

انیٹھ کر اکڑ کر تخت کے ساتھ چلنے کی حضور نے ممانعت فرمائی۔ مگر جنگ ادھیں جب بودجہ حضرت کی تلوار لیکر اکڑ کر چلتے تو ان کی تعریف فرمائی۔

واقعات کے متعلق دو مرد گواہ یا ایک مرد دو عورت گواہ کی ضرورت قائم کی لیکن حضرت خزینہ کی تنہا گواہی کو کافی قرار دیا۔

نمازی سخت تاکید فرماتے تھے مگر جنگ خندق میں نماز قضا کرادی۔

ایسی ہی مختلف صورتیں اور واقعات پیش آئے کہ مختلف طرح کے احکام اور عمل ہوئے جس نے جو دیکھا یا جو سُنا وہ گہ باندھ لیا۔

## الصحح احادیث میں اختلاف محدثین

بعض احادیث کی تصحیح میں جوین المحدثین اختلاف ہے اوس کی چند وجہوں ہیں۔

(۱) جس نے تضعیف کی اس کو وہ حدیث بند ضعیف پہنچی جس نے تصحیح کی اس کو پسند قوی پہنچی یا دونوں کو بند ضعیف پہنچی۔ مگر ایک کو اس کی شواہد و متابعات روایتیں مل گئیں دوسرے کو نہیں ملیں یا دونوں کو ملیں مگر ایک نے باعتبار سند فاصل و تن خاص تضعیف کی

چنانچہ ترمذی میں بعض جگہ بولی ہے غریب بھذاللفظ یعنی باعثیٰ تین خاص وہ حدیث زیب ہے۔

(۲) کسی راوی پر جرح ہوئی لیکن سبب جرح ایک حدیث کو نہ معلوم ہوا۔ اس نے تضییف کی دوسرے کو سبب جرح معلوم ہو گیا اور وہ قابل التفات نہ تھا۔ اس نے تصحیح کر دی۔

(۳) بعض امورا یہ ہیں کہ ان کو ایک حدیث موجب جرح سمجھتا ہے دوسرا نہیں سمجھتا۔ اس اختلاف سے تصحیح و تضییف ہوئی۔

(۴) کسی امام کے کسی راوی پر جرح دیکھ کر اس کی تضییف کر دیکھی اور جرح کرنیوالے امام اس حرج کو غلط پا کر اس سے رجوع کر لیا۔ رجوع کی اطلاع تضییف کرنے والوں کو نہیں پہنچی اس لئے وہ اس کی تضییف پر قائم رہے جبکہ اطلاع ہو گئی انہوں نے تصحیح کی۔

(۵) کسی امام نے کسی راوی کی تفتیش کی اور اس میں کوئی امر قابل جرح نہیں۔ اُس نے اسکی تصحیح کی۔ کچھ دنوں کے بعد راوی کی حالت بدل گئی۔ اس حالت کو جس نے دیکھا اسکی تضییف کی اس اختلاف کا ارتفاع مراجعت کتب سے بہرولت ممکن ہے۔

### تین فتحم کے راوی اور روایتیں

(۱) ایک فتحم کے وہ لوگ تھے جو روایت باللفظ کو ضروری اور روایت بالمعنى کو منظر ہوتی تھی۔ ان کی تعداد رنایدہ ہے۔

(۲) وہ جو روایت باللفظ کو بہتر جانتے اور مجبوڑ بالمعنی بھی روایت کرتے تھے۔

(۳) جو روایت بالمعنى کے عادی تھے اور اس میں کچھ نقصان نہ سمجھتے تھے یہ تولد یہ بہت کم تھے اور ان میں سے خاص خاص ثقافت و ماہر علوم کی حدیثیں لگائیں ہیں۔ تمام کتب حدیث میں انہیں تین فتحموں کی روایتیں ہیں۔

### محمد بن شیع کی سعی کا نتیجہ

دنیا میں ہزاروں حدیثیں کتابوں میں درج ہیں اگر محمد بن شیع صرف جمع حدیث پر فناوت کرتے

تو اس سے بھی زیادہ ذخیرہ الٹھا ہو جاتا۔ اور حدیثوں کی دستیابی کا سلسلہ قیامت تک ختم نہ ہو آج جو بدعا نتیوں مگر اہم کو علم حدیث کی طرف نظر کر کے مایوسی ہوتی ہے وہ نہ ہوتی بلکہ ان کی ہر خواہش کا میاپ ہوتی۔ محدثین نے تلاش کر کے ہمایہ کے نعامل پر نظر کر کے راویوں کو جانچ کر مصنفوں کو عقل کی ترازو میں تول کر کتاب و سنت سے مقابلہ کر کے حدیثوں کے راویوں کے مدارج و مراتب مقرر کر دیے تاکہ کسی کو جرأت نہیں ہو سکتی کہ صحیح کو غیر صحیح اور ضعیف کو قوی بنادے یہ جانچ ایسے سخت اصولوں سے کی گئی ہے کہ اس سے زیادہ سختی ایسے کام میں ممکن نہ ہتی موضوعات کا ذخیرہ علیحدہ مرتب ہے۔ موضوعات کی شناخت کے قواعد مقرر ہیں۔ حدیث کے مراتب، روایات کے درجات کے صنواط مددوں ہیں۔ علم الفاظ الحدیث کے صول قائم ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث نظر عرش میں ایک راوی سے ذرا سی لفظی تقدیم و تاخیر ہو گئی تھی۔ محدثین نے تحقیق و تفتیش کر کے بتا دیا کہ اصل ترتیب اس طرح ہے۔ (نزہۃ الفکر) محدثین اس درجہ تحقیق و تفتیش کرتے تھے کہ روایت کے صحیح صحیح حالات کھل جاتے تھے، اور وضیع افرار پر مجبور ہو جاتے تھے۔

مولیٰ بن اسماعیل سے ایک شیخ نے فرانجید کی سورتوں کے فضائل حضرت ابن کوہ سے رفقاً روایت کئے۔ مولیٰ نے ان سے دریافت کیا کہ یہ حدیث آپ کو کس سے پہونچی انہوں نے کہا مدان کے ایک شیخ سے اور وہ ابھی زندہ ہے۔ مولیٰ مراہن پہنچ کر اس شیخ سے ملے اور دریافت کیا اس نے ایک اور شیخ کا حوالہ دیا۔ یہ اس کے پاس گئے۔ اس نے بصرہ کے شیخ کا حوالہ دیا یہ بصرہ گئے اس نے عبادان کے ایک شیخ کا حوالہ دیا۔ یہ عبادان گئے۔ اس شیخ نے ان کی ایک شیخ سے ملاقات کرائی۔ مولیٰ نے اس شیخ سے دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے ترغیب کیلئے یہ حدیث وضع کی ہے (تدریب الراوی)

## اقسام حیث

حدیث کی بہت سی قسمیں ہیں۔ سبے پہلے دو قسمیں ہیں۔ مقبول و مردود۔

**خبر مقبول**۔ وہ حدیثیں جنکو باعتبار روایت و درایت الٰہ نے قابل محبت قرار دیا ہے۔

**خبر مردود**۔ جن روایتوں کو اہم نہ باعتبار روایت و درایت ناقابل محبت ٹھیک رکھا گیا ہے۔

یہ دونوں قسمیں تین فتموں پر تقسیم ہیں۔ قولی۔ فعلی۔ تقریری۔

**قولی**۔ رسول کریم کا قول صحابی اس طرح بیان کرے کہ رسول کریم نے یوں فرمایا ہے۔

**فعلی**۔ رسول کریم کا فعل صحابی اس طرح بیان کرے کہ رسول کریم نے یہ کام اس طرح کیا ہے

**تقریری**۔ صحابی یوں بیان کرے کہ میں نے یا فلاں شخص نے رسول کریم کے سامنے کام

اس طرح کیا تو آپ نے منع نہیں فرمایا۔

إن تيؤں قسموں کی دو قسمیں ہیں۔ صريحی۔ حکمی۔

**صرحی قولی**۔ صحابی حضور کے بیان فرستہ الفاظ کو اس طرح بیان کرے کہ جس سے

صف معلوم ہو کہ اُس نے یہ حضور سے خود سن لی ہے۔ جیسے سمعت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ السلام یا حلشی یا حلشنا رسول اللہ یا المخربن یا اخبرنا رسول اللہ یا انبا

یا انبا انار رسول اللہ۔ مگر الٰہ نے قال رسول اللہ و عن رسول اللہ کو بھی صريحی قوله

یہ شمار کیا ہے کیونکہ بعض صحابہ نے دوسرے صحابہ سے سنکر روایتیں کی ہیں۔

**صرحی فعلی**۔ صحابی آنحضرت کے فعل کو اس طرح بیان کرے کہ اس نے یہ فعل آنحضرت

کو کرتے خود دیکھا ہے جیسے رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر محدثین نے کان

رسول اللہ کو بھی اس میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ بعض صحابہ نے خود وہ فعل کرتے نہیں دیکھا

دوسرے صحابی سے سنکر روایت کیا ہے۔

**صرحی تقریری**۔ صحابی ایسے کام کو جو آنحضرت کے سامنے پوا اور آپ نے اُس

روکا نہیں۔ ایسے الفاظ میں بیان کرے جن نے صاف معلوم ہو کہ یہ کام اُس نے خود کیا ہے یا یہ واقعہ اس کے سامنے ہوا ہے۔ جیسے فعلت بحضور النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ محدثین نے فعل فلان بحضور النبی کو بھی اس میں شمار کیا ہے

**حکمی قولی**۔ ایک ایسا صعبی جو اسلامیات سے کوئی بات ماخوذ کرنے کا عادی نہیں ہے وہ ایسی بات بیان کرے جس کا تعلق عقل و اجتہاد، بیان لغت اور شرح غریب سے نہ ہو جیسے احوال قیامت قصص انبیاء وغیرہ۔

**حکمی فعلی**۔ صحابی نے ایسا کام کیا ہو کہ جس میں اوس کے اجتہاد کا دخل نہ ہو۔

**حکمی لفظ ریی**۔ صحابہ نے آنحضرت کے عہد میں آپ کی عدم موجودگی میں کوئی غیر ممنوع کام کیا ہو۔

باعتبار شہرت و عدم شہرت حدیث کی دو قسمیں ہیں۔ متواتر۔ احادیث

متواتر۔ وہ حدیث جس کو اس قدر اشخاص بیان کریں کہ ان کا جھوٹ پر مجتماع ہونا مکال ہو۔ علمانے ان کی تعداد مختلف فواردی ہے ۷۰۔ ۵۰۔ ۴۰۔ ۲۰۔ ۱۰۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔

تو اتر کی دو قسمیں ہیں۔ تو اتر فعلی۔ تو اتر قولی۔

**تو اتر فعلی**۔ رسول کریم نے کوئی ایسا کام کیا جس کا تعلق لوگوں کے ہر روز یا ہر وقت یا کچھ دنوں بعد پے درپے دستور العمل سے ہے اور تمام مسلمان اس کو عمل میں لاتے ہیں۔ جیسے نماز روزہ وغیرہ کے مسائل مختلف۔

**تو اتر قولی**۔ حضور کا جو ارشاد تو اتر سے ثابت ہوا کی دو قسمیں ہیں۔ تو اتر لفظی۔

تو اتر معنوی۔

**تو اتر لفظی**۔ یہ کہ راویوں نے اس کے الفاظ کو محفوظ رکھا ہو۔

**تو اتر معنوی**۔ یہ کہ راویوں نے اس کے معنی و مطلب کو محفوظ رکھا ہو۔ اور اپنے

الفاظ و عبارت میں بیان کیا ہو۔

ان جملہ متواترہت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو اتر سکونی - دوسرا تو اتر غیر سکونی -  
تو اتر سکونی یہ کہ راوی نے روایت کیا اور کسی نے اس پر انکار نہیں کیا۔  
تو اتر غیر سکونی - یہ کہ لوگوں نے اس پر اثبات کیا اور عمل درآمد کرنے لگے۔

متواتر حونکہ مفید علم تلقینی ہوتی ہیں اسلئے مقبول ہی ہوتی ہیں۔ مردود نہیں ہوتیں۔  
خبر متواتر کا تعلق حسن باصرہ سے اور قول کا حسن سامنہ سے ہے  
 فعل کے متعلق راوی بیان کرے۔ رأیتُ رسول اللہ یا فعل کذا۔  
قول کے متعلق بیان کرے۔ سمعتُ رسول اللہ یا قال کذا۔

احاد - جو متواتر ہنرو۔ یا۔ وہ روایات کہ عموماً ان کا تعلق عام خلائق سے ایسا ہیں  
کہ ہر آن اور ہر وقت یا کچھ دنوں کے بعد پے درپے عمل میں آتی رہی ہوں۔ ملکہ قلت و ندرت کے  
ساتھ ان پر عمل کرنے کی ضرورت پیش آئی ہو۔

خبر واحد کے راوی اگر لچھے ہیں تو مقبول ہوگی اگر اچھے نہیں تو مردود ہوگی۔ امام نوویؒ  
نے شرع صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ وہ اخبار احادیث صحیحین کے علاوہ ہیں اسوقت واجب العمل ہوں گے  
جبکہ آن کی سندین صحت کو پہنچ جاویں

اخبار احادیث کی تین قسمیں ہیں۔ مشہور۔ عزیز۔ غریب۔

مشہور۔ جس حدیث صحیح کے راوی ہر طبقہ میں کم از کم تین ضرور ہوں یا جس کی روایت  
عہد صحابہ قتابیین میں کم ہوئی ہو اور بعد کوچھ زیادہ ہوئی ہو۔ اس میں یہ ضرور نہیں کہ روایت  
کا اسلئے ابتداء سے انتہاء تک یکسان ہو۔

اگر مشہور کے روایات کا اسلئے ابتداء سے انتہاء تک یکسان ہے تو اسکو مستفیض کہنی گے  
عزیز۔ وہ حدیث صحیح جسکے سدل روایات میں ہمیشہ دو ہی راوی پائے جاویں۔ گوئتے۔  
ہی طرق سے مردی ہو مگر ہر طریقی میں انہیں دو راویوں میں ہی کوئی ایک راوی پایا جائے۔

غريب وہ حدیث جس کے اسناد میں کسی بگھے صرف ایک ہی راوی ہو اسکو فرد بھی کہتے ہیں۔ فرد کی دو قسمیں ہیں فرد مطلق۔ فرد نسبی۔

فرد مطلق وہ ہے جس کی سند میں صحابی سے جو روایت کرتا ہے وہ متفرد ہے اسکو غریب مطلق بھی کہتے ہیں۔

فرد نسبی وہ ہے جس میں صحابی سے روایت کرنے والے کے بعد کوئی راوی متفرد ہے غریب ہے۔ لفظاً جو حدیث باعتبار تن خاص کے غریب ہو۔

### خبر مقبول کی پہلی تقسیم

صحیح جس کے راوی محدثین تشریع۔ جید الحفظ، ضابط و عامل ہوں۔ او کسی سند میں کسی قسم کی علت نہ ہو۔

حسن۔ مثلاً صحیح کی ہے، فرق اسقدر ہے کہ اس کے راوی صحیح کے راویوں سے صفت مصطفیٰ میں کم ہوں۔ ان دونوں قسموں کی دو قسمیں ہیں۔ لذاتہ اور بغیرہ۔

صحیح لذاتہ جس کے راوی اعلیٰ درجہ کے ہوں اور معلم و شاذ نہ ہو۔  
صحیح بغیرہ راوی صحیح لذاتہ سے کم درجہ کے ہوں مستعد طرق سے ہو اسناد مقصود ہو۔

حسن لذاتہ جس کے راوی حدیث صحیح کے راویوں سے صفت مصطفیٰ میں کم ہوں لیکن کثرت طرق سے ہو۔

حسن بغیرہ۔ جس کے راوی حسن لذاتہ سے کم درجہ کے ہوں مگر مستعد طرق سے ہو قوی۔ جس کے سب راوی عقیل اور قوی الحافظ اور ثقہ ہوں۔

شاذ و محفوظ۔ اگر ثقہ راوی نے کسی ایسے راوی کے خلاف روایت کی جو اس سے راجح ہے تو اس حدیث کو شاذ کہیں گے اور اس کے مقابل کو محفوظ۔

منکرو معروف۔ اگر ضعیف راوی نے قوی راوی کے خلاف روایت کی تو

اوں کی حدیث کو ستر کر اور مقابل والی کو معروف کہتے ہیں۔

**متالع**- حدیث فرد کے جس راوی کے متعلق گمان آنف و تھا۔ اگر اُس کا کوئی موافق نہیں۔ تو اس موافق کو متالع اور موافقت کو متالعت کہتے ہیں۔

اگر متالعت نفس منفرد راوی کے لئے ہے تو اس کو متالعت تامہ کہتے ہیں۔

اور اگر اس کے شیخ یا اپر کے راوی کیلئے ہے تو متالعت قاصرہ کہیں گے۔

**شاهد**- اگر کسی دوسرے صحابی سے ایسا تن مل گیا جو کسی حدیث فرد کے ساتھ لفظاً و سخاً یا صرف معنًا مشابہ ہے تو اسے شاہد کہتے ہیں۔

### خبر مقبول کی دوسری تقیم

**محکم**- جس حدیث مقبول کی کوئی حدیث معارض نہ ہو۔

**مختلف الحدیث**- اگر کسی خبر مقبول کے معارض کوئی خبر مقبول ہے اور انہیں میں بطریق اعتدال تطابق ممکن ہے تو اس کو مختلف الحدیث کہتے ہیں۔

**ناسخ و منسوخ**- جس خبر مقبول کے معارض کوئی خبر مقبول ہو اور انہیں تطابق ممکن ہو تو جو حدیث مقدم ثابت ہوگی وہ منسوخ بھی جائے گی اور دوسری ناسخ۔

**متوقف فیہ**- جن دو حدیثوں میں تعارض ہو اور تطبیق ممکن نہ ہو اور شان نزول کے ذریعے اسکو ناسخ و منسوخ بھی قرار نہ دیا جاسکے تو دونوں پر عمل کرنے میں توقف کیا جائیگا۔

### نقیہ خبر مردود

حدیث کے مردود ہونے کی دو وجہیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ اس کی اسناد سے ایک یا کئی راوی ساقط ہوں۔ دوسرے یہ کہ اوس کا کوئی راوی بجا طبق دیانت و ضبط محروم ہو۔

### پاعتبار سند

سقوط راوی کے اعتبار سے خبر مردود کی چار فیں ہیں۔ معلق۔ مرسل۔ بعض۔ منقطع۔

**معلق**- جس حدیث کے ابتداء سے بتصرف راوی ایک یا مستعد دراوی ساقط ہوں

یا اوس کی کل سند حذف کر دی گئی ہو یا بیان کرنے والا اپنے شیخ کو چھوڑ کر شیخ الشیخ سے رفتار کرے تو یہ صدیق معلق کہلاتے گی۔ اگر راوی مدرس ہے تو حدیث مدرس کہلاتے گی۔  
مرسل۔ تابعی سے اوپر کاراوی جس حدیث کا ساقط ہو۔ اس طرح روایت کرنے کو ارسال کہتے ہیں اگر کوئی تابعی اپنے ایسے تہذیب سے ارسال کرتا ہے کہ جس سے ہر کمی ملاقات ثابت نہیں تو اس کو مرسل خفی کہتے ہیں۔

معضل جس حدیث کی سند میں دو یادوں سے زیادہ راوی مسلسل ساقط ہوں  
منقطع۔ جس حدیث کی سند سے ایک یا کئی راوی متفرق مقامات سے ساقط ہوں۔  
حدیث مفعون۔ جس میں عنعنہ فلان سے روایت ہو یا علان راوی سے مروی ہے  
بیان کیا جائے۔ اس میں امام خواری کی یہ شرط ہے کہ راوی سے مروی عنہ کی ملاقات شاہستہ  
امام سلم کی شرط یہ ہے کہ دولوں تہذیب ہوں۔ بعض نے راوی کا مروی عنہ سے روایت  
کرنا کافی سمجھا ہے۔

### بلحاظ طعن راوی

موضوع۔ جس کا راوی حدیثیں بنانے والا مشہور ہو۔

مستروک۔ جس کو جزوی روایت کرنے والے راوی نے روایت کیا ہو۔

منکر۔ جس کا راوی بکثرت غلطیاں کرتا ہو۔

معلم۔ جس حدیث کی سند میں الیسی علیتیں ہوں جو سند کی بحث میں خلل انداز ہوتی ہیں۔

مدرج۔ اس ای دوسریں ہیں۔ ایک مدرج الاسناد۔ دوسرے مدرج المتن۔

مدرج الاسناد جبکہ سند میں تغیر کیا گیا ہو۔

مدرج المتن۔ متن حدیث میں صحابی یا تابعی کا قول ملا دیا گیا ہو۔

مقلوب۔ جس حدیث کی سند میں اسماء رقدم موخر ہو گئے ہوں یا متن میں الفاظ

مقدم موخر ہو گئے ہوں۔

المزید فی متصل الاستناد - جلکی سند میں کوئی راوی زیادہ کر دیا گیا ہو۔

**مضرطہ** - راوی میں اس طرح تبدیلی کر دی گئی ہو کہ ایک روایت کو دوسرے پر ترجیح دینا ممکن نہ ہو۔ یا راوی کو سلسلہ روات یا عبارت تن حدیث مسلسل یاد نہ رہی ہو۔

**مصحف و محرف** - اسمائے روات میں یا الفاظ میں باوجود بقائے صورت خطی تغیر کر دیا گیا ہو بھی یہ شرائع کو سرتاج کر دیا گیا ہو تو اس کو مصحف کہتے ہیں اور اگر اسماء روات میں اس طرح تغیر ہوا کہ جیسے حفص کا جعفر ہو گیا تو اس کو محرف کہتے ہیں۔

**روایت بالمعنی** - راوی حدیث میں اختصار کر کے یا الفاظ حدیث کو محفوظ رکھا مرحلہ بیان کر کر اپنی عبارت میں بیان کیا۔

بعض المحدثین نے روایت بالمعنی کو جائز نہیں رکھا۔ بعض نے یہ شرط کی ہے کہ روایت بالمعنی اصحاب کے سو اکسی کو جائز نہیں۔ بعض نے یہ شرط لگائی ہے کہ اگر روایت بالمعنی کرنیوالا فقیہ و فہیم ہے تو اس کی روایت لی جائے گی اور اس کا اختصار جائز سمجھا جائیگا۔ تابعین میں سے امام حسن بصری۔ امام شعبہ۔ امام ابراهیم مخنی۔ امام سفیان ثوری روایت بالمعنی کو لیتی تھی۔ اصل یہ ہے کہ جن لوگوں کے دماغ میں فرات و تفہفہ فی الدین ہوتا ہے ان کو الفاظ کا یاد رکھنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ ان کے دماغ میں معانی و مطالب کا اس قدر تہجوم ہوتا ہے کہ الفاظ کیلئے مشکل سے گنجائش ہو سکتی ہے۔ مجتہدین کی یہی کیفیت تھی۔ امام سفیان ثوری کا قول ہے کہ اگر ہم ایک حدیث کو اپنے منے ہوئے کے موافق بیان کرنا چاہیں تو نہیں بیان کر سکتے (تذكرة الحفاظ)

امام ابن سیرین نے بیان کیا کہ میں نے ایک حدیث کو دس شیوخ سے ٹُنا ہر ایک نے مختلف لفظوں میں بیان کیا۔ مگر معنی ایک ہی تھے (تصنیف عبد الرزاق)

فقیہ و فہیم کا بالمعنی یا بالاختصار روایت کرنا مضر نہیں۔ مانع اور کافر و موجب بانہ نقصان ہے اسلئے خاص خاص مجتہدین نے روایت بالمعنی کو جائز کھا باقی محدثین اکثر روایت باللفظ ہی کئے

پابند تھے اور ان کو یاد رہتا تھا اور وہ یاد رکھتے تھے۔

الفاظ رسول کا بیان حدیث قولی ہی میں ہو سکتا ہے۔ فعلی و تقریری کو بیان تو بالمعنى ہو جائے۔ مبہم جس کے راوی کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو۔ یا اس طرح ذکر کیا گیا ہو کہ صحیح خیال قائم نہ ہو کے۔ مستور جس کو ایسے راوی نے روایت کیا ہو کہ جس کا حافظہ تغیر ہو گیا ہو اور یہ تحقیق نہ ہو سکتا ہو کہ یہ روایت اس کے کس زمانہ کی ہے۔ قبل از عارضہ یا بعد از عارضہ۔

**شاذ** جس کا راوی ہدیث بد حافظہ رہ۔

مختلط طبق جس کے راوی کو کسی وجہ سے سہو و نیان کا عارضہ لاحق ہو گیا ہو۔ ایک راوی کی روایت جو قبل از عارضہ ہو گی وہ لی جائے گی جو عارضہ کے بعد ہو گی وہ قبول نہیں کیا جائی گی ضعیف۔ جس کے راویوں میں کوئی راوی کم فہم۔ بد حافظہ وغیرہ ہو۔

### تقييم خبر بلجاظ اسناد

**مرفوع**۔ جس حدیث کی سند رسول کریم پرمنتهٰ ہوا اور سب راوی ثقہ ہوں۔

**موقوف**۔ جس میں راوی صحابی کے قول و فعل و تقریر کو بیان کرے۔

**مقطوع**۔ جس میں راوی تابعی کے قول و فعل یا تقریر کو بیان کرے۔

موقوف و مقطوع کو آثر بھی کہتے ہیں۔

**مسند**۔ مرفوع صحابی جو ایسی اسناد سے ثابت ہو کہ بظاہر متصل ہے۔

**متصل**۔ جس کے سلسلہ روایات میں ایک راوی بھی درمیان میں ساقطانہ ہوا ہو۔

**نونٹ**۔ بعض حدیثوں کے ساتھ سن غریب اور حسن صحیحہ وغیرہ لکھا ہے۔ اسے مراد ہے کہ یہ حدیث دونوں طریق سے مروی ہے۔ متفق علیہ وہ حدیث ہے جس پر امام نخاری اور امام سلم دونوں کا اتفاق ہو کل متفق علیہ حدیثیں (۲۳۲۶) ہیں۔

**خلیلیہ قلیلیہ** وہ حدیث ہے جس میں رسول کریم نے خداوند والجلال کی طرف سے با کیا ہو یعنی فرمایا ہو کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔

## بعض صرطحات

**محضر بین** - و لوگ جہنوں نے جامہیت اور اسلام دلوں زمانے دیکھے مگر رسول کیم کے دیدار سے مشرف نہیں ہوئے۔ ان کو بعض نے صحابہ میں شمار کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ کبد تابعین میں ہیں۔

**سند عالی جس میں راوی سے حضور تک رجال کم ہوں** -

**علوم مطلق و نزول مطلق** - اگر ایک حدیث کی کئی سندیں حضور تک پہنچتی ہوں۔ مگر ان میں ایک سند میں دوسری سندوں سے وسایط کم ہوں۔ تو اس کو علوم مطلق کہتے ہیں اور مقابل کو نزول مطلق۔

**علو نسبی و نزول نسبی** - اگر ایک حدیث کی کئی کئی سندیں ہوں اور وہ سندیں کسی مشہور امام حدیث تک پہنچتی ہوں جیسے شعبہ دمakk وغیرہ تو ان سندوں میں سے جس سند میں آدمی کم سوں گے اسلو علو نسبی کہا جائیگا اور مقابل کو نزول نسبی۔

**موافقت** - کسی مصنف کے شیخ تک الیسی اسناد پلا دینا جو مصنف کے شیخ جو مصنف تک پہنچتی ہے۔ منع ایسا ہو اور تقدار رجال بھی اس میں کم ہو۔

**کسی مصنف کے شیخ اثیخ تک الیسی اسناد پلا دینا جو مصنف کی اسناد کے منع ایسا ہو اور تقدار رجال میں بھی اس سے کم ہو۔**

**مساوات** - ایک حدیث کی سند کسی مصنف کی عالی ہو۔ دوسرام مصنف بھی اس حدیث کو کسی دوسری سند سے روایت کرے اس میں بھی تعداد اور رجال میں برابر ہو۔

**مصادفی** - ایک حدیث الیسی اسناد سے جو دوسری سے عالی تھی روایت کی گئی جو کسی مصنف کے شاگرد کے اسناد کے ساتھ تعداد اور رجال میں مساوی ہو روایت الاقران - دو ہزاروں کا ایک دوسرے سے روایت کرنا۔

**روايت الاكابر عن الاصغر - چھوٹے سے بڑے کارروائیت کرنا۔ مثلاً باپ کا بیٹے سے یا استاد کا شاگرد سے روایت کرنا۔ اس کے خلاف کو روایت اصغر عن الاكابر کہتی ہیں۔ روایت سابق ولاحق۔ اگر دو آدمی ایک ہی شیخ سے روایت کرتے ہیں۔ انہی سے ایک دوسرے پہلے مر گیا تو مرنے والے کی روایت کو روایت سابق اور دوسرے کی روایت کو روایت لاحق کہتے ہیں۔**

**مسلسل۔** اگر ایک سند کے عام روایت نے ایک ہی لفظ سے مثلاً حل مذاوغیرہ سے ایک حدیث روایت کی یا سب کے سب ایک قول پر متفق ہو سکتے۔ اسلوبِ مسلسل کہتے ہیں۔  
اجازت۔ روایت حدیث کے لئے کسی محدث سے اجازت لینا ضروری ہے۔  
اجازت بالمشافہة۔ اگر کسی شیخ نے کسی کو مخصوص حدیث اپنے سے روایت کرنے کی زبانی اجازت دیدی تو اس کو مجاز اجازت بالمشافہة کہتے ہیں۔  
اجازت بالمکاتبہ۔ شیخ نے روایت حدیث کی اجازت مکتوبی دی ہو۔  
اجازت معینۃ۔ شیخ کسی کتاب میں غیر حاضر کی انسبت طالب سے کہے کہ تم مجھ سے اس کی روایت کرو۔

**مناولہ۔** شیخ اپنا مصلحتی حدیث یا اسکی نقل طالب کو دیدے۔

**وجادہ۔** طالب کو کوئی ایسی کتاب مل گئی جس کا کاتب کوئی محدث ہو تو اسے وجادہ کہا جاتا ہے۔ جب تک کاتب سے اجازت حاصل نکرے اسوقت تک اخبار نی فلان بکر روایت نہیں کر سکتا۔

**وصیت بالکتاب۔** محدث نے بوقت وفات وصیت کی کہ میری یہ کتاب فلاں شخص کو دیدی جائے لیکن موصی لہ اس کے بغیر اجازت روایت نہیں کر سکتا۔

**اعلام۔** کسی شیخ کا یہ کہنا کہ فلان کتاب فلان شیخ سے روایت کرنا۔  
**اجازت بجهوں۔** اگر شیخ نے یہ کہا کہ میں نے عبدالرحمن کو اجازت دی تو یہ اجازت بجهوں

صاف کے میں نے تجھکو اجازت دیدی۔

**متفرق و منفترق**۔ اگر چند راویوں اور ان کے باپ دادوں کے نام و نسب کی نیت ایک ہی ہوں تو ان کو متفرق و منفترق کہا جاتا ہے۔

**موقوف و مختلف**۔ اگر متعدد اسما رخط میں متفرق اور تلفظ میں مختلف ہوں (یا اختلاف کہی لفظوں سے ہوتا ہے جیسے کبھی وحشی کبھی سخن سے ہوتا ہے جیسے حفص و جعفر)۔

**مشابہ**۔ راویوں کے نام خط و تلفظ میں متفرق ہوں مگر ان کے آباء کے نام بجا طبق نہ فظ مختلف ہوں جا طبق متفرق ہوں جیسے محمد بن عقیل لفتح عین و محمد بن عقیل بضم عین۔

**طبقہ روایات**۔ عصر اشخاص اور وہ شخص جو ایک شیخ سے روایت کرنے پر شریک ہوں (اُستاد بھائی یا پیر بھائی یا ہم مکتب یا ہم درس)

ترزکیہ کسی راوی کے اوسمانی کا اس طرح بیان کرنا کہ اس پر جرح باقی نہ ہے۔

امر۔ جو حکم دیا گیا قرآن میں یا حدیث میں (امر کے خلاف اگر کوئی فعل رسول کریم کا ہے تو امر اس سے مشو خ ہنیں ہو سکتا کیونکہ فعل غدر و تفضیض وغیرہ کو محتمل ہے۔

**تحقیج**۔ تلاش کر کے کسی حدیث کی صدیع نہائی اور کسی حدیث کو معہ سند ذکر کرنا

**صحابی**۔ جس نے بحالت اسلام رسول کریم کو دیکھا ہوا اور اسلام ہی پروفات پائی ہو۔

**تابعی**۔ جس نے بحالت اسلام کسی صحابی کو دیکھا ہوا اور اسلام ہی پروفات پائی ہو۔

**تابع تابعی**۔ جس نے بحالت اسلام کسی تابعی کو دیکھا ہوا اور اسلام ہی پروفات پائی ہو۔

**وحی مستلوق**۔ جس کے الفاظ منیاب اللہ حضور پر نازل ہوتے تھے اور آپ اس کو پڑھ کر

صناتے تھے اسکو وحی جلی بھی کہتے ہیں۔ یہ قرآن ہے۔

**وحتی غیر مستلوق**۔ جس کا مطلب حضور کے قلب بمارک پر نازل ہوتا تھا اس کو حضور پر

الفاظ و عبارت میں بیان فرماتے تھے۔ اس کو وحی خفی بھی کہتے ہیں۔ یہ حدیث ہے۔

**حدیث قول و فعل و تقریر رسول کریم** کو کہتے ہیں حدیث کو خبر اور ارشاد بھی کہتے ہیں۔

حدیث کا اطلاق قول و فعل و تقریر صحابہ و تابعین پر بھی ہوتا ہے۔ موزوں یہ بھاگیا ہے کہ حلالیث قول و فعل و تقریر رسول کریم و صحابہ۔ آثر قول و فعل و تقریر تابعین۔

محمدؐؒ جو شخص علم حدیث کے درس و تدریسیں تالیف و تصنیف وغیرہ میں شغل ہو اخباری۔ جو شخص فن تاریخ میں شغل ہو۔

روایت جو حدیث یا اثر یا خبر بیان کیجاۓ۔

راوی۔ روایت بیان کرنے والا۔

مروی عنہ۔ جس سے روایت کیجاۓ۔

متن۔ حدیث کی صلی عبارت۔

سند۔ راولوں کا سلسلہ یعنی زیداں طرح بیان کرے کہیں نے سُنا عمر سے عنہ سُنا خالد سے خالد نے سُنا بکر سے

اصول الروایت وہ قواعد جن سے سند حدیث کی جانبھی کیجا تی ہے =

اصول الدرایت وہ قواعد جن سے نفس حدیث کی جانبھی کیجا تی ہے۔

لتعیل۔ اوصاف بیان کرنا

جرح۔ ذمایم بیان کرنا۔

ضبط اصرار۔ حفظ قلبی و نگہداشت ذہنی۔

ضبط کتاب۔ تحریر کا تا وقت روایت محفوظ رکھنا۔

متروک الحدیث۔ جس راوی کی حدیث ترک کر دیجاۓ کس عیب کی وجہ سے۔

اصح الاسانید۔ جس روایت کے تمام راوی اعلیٰ درجہ کے ہوں۔ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ اصح الاسمید امام زین العابدین ہیں جبکہ وہ اپنے والد ماجد امام حسین یا اپنے جد امجد حضرت علی بن ابی طالبؑؒ نے روایت کریں۔ بعض کا قول ہے کہ اصح الاسمید نافع ہیں جبکہ وہ ابن عمر نے روایت کریں بعض نے کہا ہے کہ امام زہری ہیں جبکہ وہ سالم اور سالم حضرت ابن عمر سے روایت کریں یا محمد بن سیرینؓ

روایت کریں عبیدہ بن عمر سے اور وہ حضرت علی سے۔ یا ایراہیم بخاری روایت کریں علقہ سے اور وہ  
ابن مسعود سعد بن خبیر (متین)

**سلسلہ الذہب**۔ امام بالک کی سند جس کو وہ نافع سے اور نافع حضرت ابن عمر سے روایت کریں  
شیل اثبات۔ وہ روایتیں جس میں راوی اور رسول کریم کے درمیان تیس واسطے ہوں  
شیخین۔ امام بخاری و امام سلم۔

**شرط شیخین**۔ امام بخاری و امام سلم نے صحت حدیث کیلئے جو شرائط مقرر کئے ہیں  
امام۔ جو حدیث وفقہ اور تمام علوم دینیہ میں صاحبِ کمال ہو۔

**حافظ**۔ جس کو ایک لاکھ حدیثیں یاد ہوں۔

**حجت**۔ جو کوئی لاکھ حدیثیں یاد ہوں۔

**حاکم**۔ جس کو تمام احادیث روایہ مع متن و سند و جرح و تعديل و تاریخ کے علوم ہوں  
مجتهد۔ جو قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط کر سکتا ہو۔

**قطعی البیوت**۔ جو حدیثیں اپنی سند روایت کے اعتبار سے صحیح ہیں عام اس سے کہ  
وہ متواتر ہوں یا احادیث۔ اپنے ثبوت کے اعتبار سے قطعی البیوت ہیں۔

**ظنی البیوت**۔ جو حدیثیں اپنی سند روایت کے اعتبار سے حسن لذاتہ ہیں وہ ثبوت کے  
اعتبار سے ظنی البیوت ہیں۔

**قطعی الدلالة**۔ جو روایت کسی مدلول پر اپنی عبارة النص کے اعتبار سے صافت  
بلاتاویل صریح لفظوں میں دلالت کرے۔

**ظنی الدلالة**۔ جو اپنے مدلول پر دلالت کرنے میں تاویل کی محتاج ہو۔

**قلیل الحدیث**۔ جس راوی سے بہت کم روایت کی گئی ہو۔

**ام الاحادیث**۔ سنت مؤکدہ۔ سنت غیر مؤکدہ۔ مبلغ۔ گناہ صغیرہ۔ کمرود جنگو  
الگنے کہا ہے ان تمام احکامات کی حدیثیں محلات اور ام الاحادیث کہلاتی ہیں۔

**مستملی**- شیخ کے درس میں طلباء کا نہجوم کیش ہو تو شیخ کسی ہوشیار، قابل طالب علم کو درسیان میں کھڑا کرتا ہے جو شیخ کے الفاظ دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ اسکو مستملی کہتے ہیں۔

**مقری**- پڑھنے والا۔

**تعليق**- سقوط راوی۔

**لص**- آیت قرآن۔ حدیث۔

**سُنّت**- قول و فعل رسول واصحاب۔ سنت کی دو قسمیں ہیں عادی۔ عبادی  
عادی وہ افعال جو دینوی صلحت یا وقتی و ذاتی ضرورت سے کئے گئے۔

**عبادی**- وہ افعال جو بہ نیت ثواب مددبی طور پر کئے گئے۔

عبادی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اکیدی جسکو مولودہ بھی کہتے ہیں۔ دوسرے سنت الا زواید جسکو  
ستحبہ بھی کہتے ہیں۔ سنت مذکورہ جسکو لازمی طور پر کیا گیا اس کا ترک کرنے والا لگنہ گارہ سوتا ہے  
سنت ستحبہ جسکو کہی کیا اور کہی ترک کیا۔ اس کو ترک کرنے سے گناہ نہیں ہوتا۔

**تعامل**- عمل در آمد۔

**توارث**- قدامت عمل۔

**طرق**- سلسلہ روایت۔

مدرس جورا وی اپنے مروی عنہ کو چھوڑ کر اوپر کے شیخ سے روایت کرے کریں نے فلان  
سے یہ حدیث سنی۔ اس روایت کرنے والے کو مدرس اور اس فعل کو تدمس کہتے ہیں۔

**وضماع**- حدیثیں گھٹنے والا۔

**وحدان**- وہ راوی جس سے ایک ہی راوی نے روایت کی ہو۔

**سپیر**- وہ علم جسمیں تاریخی حدیثیں ہوں۔

**مستدرک**- استدرک کے معنی ہیں کہ کسی مصنف سے جزو یہ کیا ہوا سکو جمع کر دیا جائے۔  
جو کتاب اس طرح تصنیف کی گئی ہو اسکو مستدرک کہتے ہیں۔

# قواعد

(۱) شاہ عبد الغزی صاحب نے عجائبِ نافعہ میں تحریر فرمایا ہے۔ حدیث خبر کی قبیل سے ہے اور خبر صدق و کذب دونوں کو تحمل ہے۔ پس اس علم کے حصول میں دو چیزوں لازم ہیں۔ ایک راویوں کے حالات کا ملاحظہ کرنا دوسرے حدیث کے معانی سمجھنے میں احتیاط کرنا۔ اگر امر اول میں لوٹا ہی ہوئی تو جھوٹی حدیث بچی حدیث کے ساتھ ملتبس ہو جائے گی۔ اگر امر ثانی میں احتیاط نہ کی تو مراد غیر مراد کے ساتھ مشتبہ ہو جائے گی۔ دونوں صورتوں میں اس علم سے جو فائدہ کی توقع ہے وہ تیر ہنگی بلکہ اس کا انعام الٰہ ہو گا۔

(۲) جملہ احادیث دوستوں پر منقسم ہیں۔ ایک وہ جنکو قرآن مجید سے کوئی اور کسی قسم کا درکار نہیں۔ دوسری وہ جن کا تعلق قرآن مجید سے والبتہ ہے پھر ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک احکامی دوسرے غیر احکامی۔ جو حدیثیں غیر احکامی ہیں ان کا تعلق قرآن مجید سے ہر فریضہ اسقدر ہے کہ رسول کویم نے قرآن مجید کے ساتھ ایک نسبتیہ۔ تحریف۔ ایک ایسا وغیرہ مختلف مقامات کی تشریع فرمائی ہے جیسے بخاری و ترمذی کے باب التفسیر کی حدیثیں۔ احکامی وہ جن کا تعلق قرآن مجید کی احکامی ایالت سے ہے عام اس سے کہ وہ اعتقادیات سے ہوں یا اخلاقیات سے ہوں یا عبادات سے یا معاملات سے۔ غرض یہ قرآن مجید کے اُن لفظوں کی تشریع سے تعلق رکھتی ہیں کہ جو قرآن مجید میں بطور اسم یا بطور اجمال کے بیان کئے گئے ہیں۔ جیسے لفظ اصلوہ۔ زکوٰۃ وغیرہ مگر اُن کی ہدایت کذا ایسیہ اُن کے اجزا، اُن کے مقادیر۔ اُن کے اوقات بیان ہنسیں ہوئے۔ اگر بیان ہوئے تو بعض التفاسیت دلانے کیلئے بیان کئے گئے۔ آنحضرت نے اُن کو کہ کے یا کہ اکے یا فرمکے تباہیا۔

(۳) ڈھانی سوا صواب ایسے تھے جو سفر و حضر میں اکثر حضور کے ساتھ رہتے تھے۔

(۴) علم کی دو قسمیں ہیں ضروری۔ نظری۔

ضروری وہ علم جو بلاؤ نظر حاصل ہو۔ اس لئے کہ علم جس میں صلاحیت نظر ہو اسکو بھی حاصل ہوتا ہے۔

نظری وہ جو بندی نظر حاصل ہو۔

(۵) جو اخبار احادیث مقبول ہیں وہ مفید علم غالباً ہیں۔ لیکن جب ان کے ساتھ اور قرآن میضم ہوں تو مفید علم لقینی نظری ہوتے ہیں۔ ان قرآن کے چند اقسام ہیں۔ (۱) صحیحین کی وہ حدیثیں جو جرح و تعارض سے محفوظ ہیں پس علم نظری ہیں (۲) وہ حدیث شہور حبس کے متعدد اسناد مختلف طرق سے ثابت ہوں اور وہ اسناد صنعت و علل سے محفوظ ہوں مفید علم نظری ہیں (۳) وہ حدیث جو غریب ہووا اور اس کے سلسلہ روایتیں تمام ائمہ حفاظ ہوں مفید علم نظری ہیں (۴) امام عظیم اور امام مالک کے نزدیک حدیث مسلم مقبول ہے، امام شافعی کے نزدیک اگر اگر کسی دوسرے طریق سے اس کی تائید مل جائے تو مقبول ہے۔ امام احمد بن حنبل کے نزدیک اگر ارسال کرنے والا تابعی غیر معتبر روایات بیان کرنے کا عادی نہیں تو مقبول ہے۔ (۵) مدرس روایت کار اوی اگر معتبر روایات بیان کرنے کا عادی ہے تو اس کی یہ روایت قبول کیجائے گی۔

(۶) تزکیہ۔ تقدیل ایک شخص کا بھی معتبر ہے۔

(۷) اگر ایک حدیث بکرنے خالد سے سُنی اور پھر وہی حدیث بکرنے عمر سے سُنی تو یہ دو حدیث شمار ہوں گی۔

(۸) محدثین و فقہاء نے لکھا ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنا اگر موضوع نہ تو فضائل میں مستحب ہے لیکن احکام حلال و حرام، بیع و نکاح و طلاق میں نہیں۔ با اوقات ناکارہ راویوں سے ترغیب و ترہیب و فضائل اعمال اور قصص کی حدیثیں نیز نہ ہوں اور مکارم اخلاق اور ان کی مثل ایسی حکایتیں جن کا تعلق حلال و حرام اور دیگر تمام احکامات سے نہیں ہے روایت کی ہیں اور یہ اس قسم کی حدیثیں ہیں کہ محدثین کے نزدیک ان میں تاہل کرنا حابز ہے مساوا مصنوع کے۔ (خلاصہ الخلاصہ)

(۹) جملہ احادیث مرفوع معتبر جواز روے روایت و درایت صحیح ثابت ہوں وہ قابلِ محبت ہیں۔

اپنے ثبوت کے اعتبار سے دو قسموں میں تقسیم ہیں۔ قطعی الثبوت۔ ظنی الثبوت۔

جو حدیثیں اپنی سند روایت کی اعتبار سے صحیح ہیں عام اس سے کہ وہ متواتر ہوں یا  
عاد اپنے ثبوت کے اعتبار سے قطعی الثبوت ہیں۔

جو حدیثیں اپنی روایت کے اعتبار سے حسن لذاتہ ہیں وہ اپنے ثبوت کے اعتبار سے  
نی الثبوت ہیں۔

جدل حدیثیں اپنے مدلول پر دلالت کرنے والے اعتبار سے دو قسم ہیں۔

قطعی الدلالہ جو کسی مدلول پر اپنی عبارۃ المنص کے اعتبار سے صاف صاف بلا تاویل  
صحیح لفظوں میں دلالت کرے۔

ظنی الدلالہ جو اپنے مدلول پر دلالت کرنے والے میں تاویل کی محتاج ہو۔  
پس اس طرح چار قسمیں بن گئیں۔

اگر حدیث صحیح صریح ہے تو قطعی الثبوت قطعی الدلالہ ہے۔

اگر حدیث صحیح غیر صریح ہے تو قطعی الثبوت اور ظنی الدلالہ ہے۔

اگر حدیث حسن لذاتہ صریح ہے تو ظنی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہے۔

اگر حدیث حسن لذاتہ غیر صریح ہے تو ظنی الثبوت اور ظنی الدلالہ ہے۔

(۱۲) اول درجہ کے روات اور تمام معتبر رواتیں بھی فرق مرتب ہے۔ یہ فرق زیادتی علم  
حسن عمل و نہم و ذکار کے اندازہ سے قائم کیا گیا ہے۔ مثلاً حسن بصری کے شاگرد ایوب سختیانی  
اور اشعش احراری ہیں لیکن ایوب کا مرتبہ اشدت سے زیادہ مانا گیا ہے۔ اس لئے اگر اشدت  
کی روایت ایوب کے خلاف ہوگی تو نہیں مانی جاوے گی۔

(۱۳) تمام احادیث کا اسوقت تک صحیح شمار نہیں ہو سکا۔ زیادہ سے زیادہ بارہ لاکھ حدیث  
ثابت ہوتی ہیں۔ یکونکہ امام علی بن المدینی کا قول ہے کہ شیخ بھی بن معین نے بارہ لاکھ حدیثیں  
لکھیں۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے اتنی حدیثیں لکھی ہوں۔ (تہذیب الاسرار واللغات لغوثی)

امم سیوطی کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیثوں کی تعداد دولاکھ ہے کیوں کہ انہوں نے فرمایا کہ ملکو دولاکھ حدیثیں یاد ہیں اگر میں اس سے زیادہ پانچ تومحفوظ کرتا۔ اُپسے ہے کہ روزہ میں پر اس سے زیادہ حدیثیں نہیں۔ (الواقع الانوار امام عبد الوہب شرانی -)

شah ولی اللہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں۔ ہمچنین از احادیث صحاح و حسان و ضعاف لضعیف کے حتمل است و استدلال فی الجملہ بآن تو ان نمود آن ہی تقریباً دس ہزار تن است بغیر تکرار و بغیر اغیانہ سند بسبب تعداد روایات از صحیحۃتابعین و اگر با ملاحظہ این تعداد پر شکریم زیادہ از ایوف الوف باشد (قرۃ العین)

شah ولی اللہ صاحبؒ نے تصور تین اقسام کی تعداد بیان کی ہے۔ امام علی بن مرنیٰ کا قول باعتبار تعداد روایات معلوم ہوتا ہے۔ امام سیوطی کا تخمینہ اوسط اندازہ میں صحیح معلوم ہوتا ہے (۱۷) امام سہیقی کا قول ہے احکای روایتونکی سناو کو سختی سے جانپا گیا ہے۔ فضائل و ثواب و عقاب کی حدیثوں کی جانپی سیز مری سے کام لیا گیا ہے۔ (المدخل)

(۱۸) شیخین نے اُن راویوں کی روایتیں لی ہیں جن کی روایت کو پہلے قبول کرتے چلے آئے ہیں۔

(۱۹) امام نسائی نے ان حدیثوں کو ہی لیا ہے جن کے راویوں کے قابل اعتبار ہونے پراتفاق نہیں تو ناقابل اعتبار ہونے پر بھیاتفاق نہیں۔

(۲۰) امام ابو داؤد نے جس باب میں ان کو قوی حدیث نہیں ملی ضعیف کو بھی لیا ہے (۲۱) جس حدیث میں کہتے ہیں (دواہ الْجَمِيعَةِ وَإِنْ مَرَادْ هُوَ قَيْمَہ کہ تمام ائمہ صحاح تھے نے اسکو روایت کیا ہے۔ جہاں کہتے ہیں دواہ الاربعۃ وَإِنْ مَرَادْ هُوَ قَيْمَہ کہ تمام ائمہ سنن اربعہ عینی ترندی۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ نے اسکو روایت کیا ہے۔

۲۱) صحاح میں (۱۰۵) صحابہ کی روایتیں ہیں۔ اور مسند ابو داؤد طیالسی میں (۲۵۰) کی۔

# رموز

ثنا۔ ناؤ۔ یہ لفظ جہاں حدیث میں واقع ہوگا وہ مخفف حدثنا کا ہوگا۔  
انا۔ یہ مخفف اخبرنا کا ہوگا۔

ح۔ یہ حرف جہاں ہوگا اس سے مراد تحویل ہے۔ (تحویل اس کو کہتے ہیں کہ جہاں ایک  
تن حدیث کے دو سند ہوں یا زائد ہوں اور ایک سند سے دوسری سند کی طرف نقل کیجا گئے  
قائل۔ یہ لفظ ہر حلثنا یا اخبرنا یا انبانا یا حلثنی یا اخبارنی یا انبانی  
کے پہلے کہا جانا ضروری ہے گرچہ لفظ الفاظ نذر کو مسلمانوں کے اسناد میں واقع ہوتا ہے  
اس کے پہلے کہا جانا ضروری نہیں۔ (حلثنا یا حلثنی) کے ساتھ اسوقت روایت کیجا تی ہے  
جبکہ الفاظ زبان شیخ سے سنے ہوں۔ اخبرنا یا اخبارنی کے ساتھ اسوقت روایت کیجا تی ہے  
جبکہ شیخ کو حدیث سنائی گئی ہو۔

صینعه جمیع۔ متكلم مع الغیر ہے اخبارنا۔ اکثر سمع مع الغیر پر دال ہے اور کبھی بھی یہم:  
یہ تمنی۔ جہاں آئے وہاں حدیث کے مرفوع ہونے کا یقین ہے۔  
عن ابیہ عن جلت۔ جہاں کہیں حدیث میں آئے وہاں ضمیر راوی کی عرف راجع ہے  
یہی احتمال ہے ابیہ کی طرف راجع ہو۔

مثلہ سے اسوقت تغیر کر سکتے ہیں جبکہ متابعت لفظاً اور معنیاً ہو۔

نحوہ سے اسوقت تغیر کر جاتی ہے کہ متابعت هر ف لفظاً ہو۔

قراءة عليه جہاں کہیں سند میں واقع ہوتا ہے وہاں شیخ کو شناسانہ مراد ہوتا ہے  
لا يصح في هذا الباب۔ جہاں واقع ہوتا ہے وہاں صحف حدیث یا حدیث کا  
موضوع ہونا مراد ہوتا ہے۔

هذا حلثیہ مندل سے مرفوع صحابی مراد ہے۔

من السنة كلما سے متوقف صحابی مراد ہے

اصح مانی الباب جہاں کہیں آتا ہے وہاں اس سے ارجح اور اقل ضعف مراد ہوتا ہے،  
اعتبار جس سے متابع۔ شاہد۔ منکر۔ شاذ و غیرہ کی معرفت ہو جائے۔  
غیر صراحت یا غیر واحل جہاں کہیں آتا ہے۔ وہاں کئی باریا کئی شخصوں سے مروی  
ہونا مراد ہوتا ہے۔

## طرز تعلیم حدیث

صحابہ کا یہ دستور تھا کہ وہ خود حدیث روایت کرتے اور اس کی مناسب تشریح کر دیتے۔  
اگر کسی طالب کو شبہ ہوتا وہ دریافت کر لیتا۔ لکھنے والے بعد درس اپنا لکھا ہوا دکھایتے۔  
تابعین کا بھی یہی طریقہ تھا جب طلباء کی لکھت ہوتی تو مستملی مقرر کئے جاتے۔  
امام مالک نے یہ طرز ایجاد کیا کہ طالب علم پڑھتا اور تقریکرتا امام صاحب شستہ اور جو  
شکوک رہتے ان کو رفع کر دیتے۔ امام حسَابِ غسل و وضو کے صاف لباس پہن کر خوب شو لگا کر  
نہایت وقار سے بیٹھتے۔ امام صاحب کا درس نہایت پرشکوہ ہوتا تھا۔

آج کل یہی طرز زیادہ رائج ہے۔ بہت کم شیوخ خود پڑھتے ہیں۔ اکثر طلباء سے پڑھوائیں  
یا شیخ نور الدین۔ علی بن محمد اجھوری خود پڑھتے نہیں۔ حدیث کے معنی و مطلب بیان کرتے،  
روات کی سیرت و تاریخ و مناقب بیان کرتے۔ لطائف سناد یعنی سند کی ہے یا بدفنی۔ روایت  
صحابی کی صحابی سے ہے یا صحابی کی تابعی سے یا تابعی کی صحابی سے اصاغر کی اکابر سے ہے یا  
اکابر کی اصاغر سے بیان کرنے۔ جو قواعد اصولی و فروعی اس پر بنی ہیں اور نہ اسیب فہنماء  
اور ان کا مأخذ یہ سب کچھ بیان کرتے۔

سید محمد رضا شاحد احیاء العلوم کے درس میں ایک مقرری ہوتا مستملی ہوتے  
ایک کاتب ہوتا۔ اقل تمام حاضرین کے نام لکھتے جاتے۔ دون اور تاریخ وغیرہ لکھی جاتی۔ اُس پر  
شیخ کے ستحظا ہوتے۔

## شرائط بیان حدیث

(۱) راوی با وضو ہو (۲) سامع با وضو ہو (۳) راوی عادل و ثقہ ہو (۴) راوی اول اپنی سند بیان کرے (۵) راوی اپنے مروی عنہ کے حالات سے موافق شرائط و اقتضائے (۶) حدیث کے حصل الفاظ بیان کرے۔ (۷) راویوں کے نام صاف صاف لے (۸) یہ راوی جواب روایت کرنا چاہتا ہے جس شیخ کی طرف سے روایت کرتا ہے یہ حدیث اس نے اس شیخ سے خود سُنی ہو (۹) محدثین نے ابتداء سے آج تک اس امر کو محفوظ رکھا ہے کہ جس حدیث کے بیان کرتے وقت حضور علیہ السلام نے دست مبارک سے یا کسی دوسری طرح کوئی اشارہ فرمایا وہ اشارہ بھی آج تک محفوظ ہے۔ محدثین اس حدیث کو روایت کرتے وقت اسی طرح اشارہ کرتے ہیں۔ پس حدیث بیان کرنے والے کو چاہئے کہ اس اشارہ کا بھی بحاظ طریقے۔

## الفاظ ادای حدیث

(۱) سمعت و حلثتی (۲) اخبرتی و قرأت علیہ (۳) قرأ عليه و أنا أسمع (۴) انبأني (۵) ناولتی (۶) شافهنى بالاجازة (۷) كتب الى بالاجازة (۸) عن وعنده -

سمعت و حلثتی کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی نہ تنہ ایشخ سے روایت سنی۔  
حلثنا اور سمعنا اگر کہا گیا تو معلوم ہو گا کہ دوسرے لوگ بھی شرکیں سماعت ہنے۔  
اخبرتی بجزلہ قرأت علیہ ہے اس سے سمجھا جائیگا کہ راوی نہ تنہ ایشخ سے پڑھا۔  
اگر اخبرنا اور قرأ عليه کیا تو معلوم ہو جائے گا کہ ایک شخص نے ایشخ کے سامنے پڑھا،  
دوسروں نے مُنَا۔ انبأ بالجزلہ الخبر ہے۔ یہ اجازت کیلئے آتا ہے۔  
عن اس راوی کو کہنا درست ہے جو شیخ کا معاصر ہو اور شیخ سے ملاقات کی ہو اگر

ہمیں تو روایت مرسل یا منقطع ہوگی۔

## شرائط شیخین

امام نجاری و امام سلم ان شرطوں سے حدیثیتیتے تھے۔

**شرائط امام نجاری**۔ (۱) حدیث متصل الاستناد ہو (۲) طول ملازمت یعنی اپنے شیخ کے پاس راوی سالہا سال رہے ہو (۳) راوی طبق اولیٰ کا مشہور ثقہ آدمی ہو۔ (۴) راوی سے مروی عنہ کی ملاقات ثابت ہو۔

**شرائط امام سلم** (۱) حدیث متصل الاستناد ہو (۲) تمام روات ثقہ ہوں (۳) روات معاصر ہوں (۴) روات مشہور ہوں (۵) ثروذ و علت ہو۔

## ضایعات قبول حدیث

(۱) وہ حدیثیں قبول کی جائیں گی جو نجاری و سلم دونوں کی متفق علیہ ہیں۔

(۲) جن کی تخریج نجاری نے کی ہے۔

(۳) جن کی تخریج سلم نے کی ہے۔

(۴) جو شرائط شیخین کے موافق ہیں۔

(۵) جو نجاری کی شرطی موافق ہیں۔

(۶) جو سلم کی شرط کے موافق ہیں۔

## وجوه ترجیح حدیث

متعارض حدیثوں میں ایک حدیث کو دوسری حدیث پر ترجیح دینا یہ دو طرح پر ہے۔

ایک باعتبار تین۔ دوسرے باعتبار سند۔

## باعتبار تین

رام قوت دلالت۔ مکرم کو مفسر پر مفسر کونص پر نص کو ظاہر پر خفی کو مشکل پر۔ اجماع کو نص پر۔ عام غیر مخصوص کو عام مخصوص پر ترجیح ہوتی ہے۔

(۱) اہمیت۔ ایک تن سے جو حکم مستفاد ہوتا ہے وہ بمقابلہ دوسرے تن کے حکم کے شائع کی نظر میں اہم ہو۔

(۲) افہمیت۔ تخفیض کوتاولی پر ترجیح ہے نص موافق قیاس کو نص خلاف قیاس پر ترجیح ہے۔

(۳) تعالیٰ۔ دو متعارض حدیثوں میں سے جس حدیث کے موافق خلفار راشدین کا عمل ثابت ہو گا وہ مزاج ہوگی۔

### پانچتیار سند

(۱) راوی قوی ہو (۲) سند علی ہو (۳) جس حدیث کا راوی کثیر الردایت ہو سکو ترجیح ہوگی (۴) جو راوی عربیت میں ماہر ہو (۵) جو راوی قوی الحافظ۔ حافظ سے روایت کرنے والے کو لکھنے پڑتے والے پر ترجیح ہوگی۔ (۶) اکابر صحابہ کی روایت اصحاب عصر صحابہ کی روایت پر مزاج ہوگی۔ (۷) جس راوی نے حدیث کو حالت بلوغ اور سلام میں سنائی تو روایت اُس راوی پر مزاج ہوگی جس نے حالت طفیلی میں سنایا حالات کفر میں سنائی۔

ان کے علاوہ ان دونوں اقسام کے وجود ترجیح اور بھی ہیں ان میں جو اہم معلوم ہوئے لکھدئے گئے۔

### ھدایات

(۱) راوی کا نام، اسکی ولادت، کنیت، لقب، قوم، قبیلہ، سکونت، پیشی، نسبت، ولادت، وفات اور اس کے دیگر حالات اور اس کے متعلق جرح و تعدیل کا جانا ضروری ہے

(۲) شیخ اور طلبہ کو لازم ہے کہ سماعت و قراءت حدیث میں طہارت کا ملکہ پیاسا تھ مشغول ہے

(۳) شیخ اور طالب دونوں کی نیت خالص ہو۔ طلبہ دنیا مقصود ہو۔

(۴) شیخ پر طلباء کے ساتھ شفقت اور طلباء پر شیخ کی تعظیم و تکریم لازم ہے۔

(۵) صرف شرکیہ درس ہو کر روایت کرنے کا مجاز نہیں ہوتا بلکہ شیخ سے اجازت روتا۔

حصہ کرنا ضروری ہے۔

- (۶) مشرکی درس نا بالغ بھی ہو سکتے ہیں مگر اجازت روایت عاقل، بالغ، قابلِ ثقہ کو دی جائے۔  
 (۷) اگر حدیث لکھی جائے تو لکھنے میں حرکات و سکنات و صحت املا کا الحافظ ضروری ہے  
 (۸) اگر کثرت سے طلب ارشادیک درس ہوں تو شیخ کو چاہئے کہ درمیان میں ایک قابلِ طلب عدم کوستنی مقرر کرے۔

(۹) جو حدیث املا کرائی جائے۔ شیخ کو چاہئے کہ بعد املا اسکو دیکھے۔

(۱۰) حدیث کشان نزول سے بھی واقف ہونا ضروری ہے

### اقسامِ تصانیف اور ان کی ایجاد

جوامع - جن میں ہر قسم کی حدیثیں ہوں یعنی عقاید۔ احکام۔ ادب۔ سیر وغیرہ آس قسم کے پہلے مصنف رسول کریمؐ کے صحابی حضرت عبد اللہ بن عمر و بن العاص المتوفی ۶۵ھ میں اور اس قسم کی پہلی تصنیف ان کی کتاب صادقة ہے جو عہد رسالت میں با جازت حضور علیہ السلام تالیف ہوئی۔ جوامع کا ترتیب ابواب فہریہ شمول اقوال صحابہ مرتب کرنا یہ سب سے پہلے امام شعبی المتوفی سنہ نے کیا۔ جامع میں صحیح حدیثوں کا التزام ہوتا ہے اس کی موجود امام بخاری المتوفی ۷۲۷ھ میں۔

**مسانید** - جہاں تک مسانید اور ان کے مصنفین کے متعلق تجھکو معلومات حاصل ہیں۔ اول مسند امام موسیٰ کاظم المتوفی ۱۸۳ھ ہے۔ مسند اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں احادیث کو ترتیب صحابہ جمع کیا گیا ہو۔ خواہ باعتبار حروف تہجی یا باعتبار سبقت اسلام۔ خواہ باعتبار شرافت نبی۔ امام موسیٰ کاظم کے بعد ابو داؤد طیالسی کا مسند ہے۔ یہ مسند اگرچہ مصنف کے بہت بعد مرتب ہوا لیکن مصنف اسکو تالیف کر گیا تھا۔ ان کے بعد بیهق بن ضیع۔ نعیم بن حادی۔ ہشیم وغیرہ وغیرہ بہت سے مہرص و قریب العصر حضرات نے مسانید تالیف کئے۔

**معاجم** - جن میں احادیث کو ترتیب شیخ جمع کیا گیا ہو۔ اس کے موجود

ابن قانع المستوفی ۱۵۳ھ ہیں۔ معاجم کو باعتبار حروف هنچی مرتب کرنے کی ایجاد طبرانی المستوفی ۲۶۳ھ کی ہے۔

**سُنَّن** جن میں احادیث احکام مذکور ہوں۔ یہ سعید بن منصور المستوفی ۲۹۲ھ کی ایجاد معلوم ہوتی ہے۔

**اجزاء**۔ جز کی جمع ہے جس میں ایک شخص خاص کی حدیثیں جمع کی جائیں جیسے جزو و صدیق ابویکر۔ یہ ابو بردہ تابعی المستوفی ۱۵۴ھ و ابان تابعی المستوفی ۱۵۵ھ و سلیمان تابعی المستوفی ۱۵۶ھ اور حنفی تابعیوں کی ایجاد ہے۔ ان کے بعد اسحاق بن راسویہ المستوفی ۲۳۸ھ کا جز معلوم ہوتا ہے،  
**رسالہ**۔ جس میں کسی ایک خاص مقصد کی حدیثیں جمع کی جائیں۔ اس کے موجود حضرت زید بن ثابت صحابی المستوفی ۲۳۷ھ ہیں۔ انہوں نے کتاب الفرالض مرتب کی تھی۔

**اربعین**۔ جس میں چالیس حدیثیں جمع کی جائیں۔ جہاں تک تلاش کیا گیا ہے پہلا اربعین شیخ عبداللہ بن مبارک المستوفی ۱۸۱ھ کا معلوم ہوا۔ اربعین یہ کسی ایک ہی شخص خاص کی مروایات کو جمع کر دینا یہ خصوصیت خاک سار کی اربعین انظم کی ہے کہ اس میں صرف امام عظیم ہی کی مروایات جمع کی گئی ہیں۔ یہ اربعین ۲۵۲ھ اہجہری میں طبع ہوا ہے۔

## حدیث کاظرا لقص نیف

رسول کریم اور خلفاء راشدین کے عہد میں جو تالیفات ہوئیں ان میں بالائی اعظم ترتیب صرف حدیثیں تھیں۔ جس نے جو سنا لکھ لیا۔ یہ طرز ۶۹۹ھ تک رہا۔ صرف امام شعبی رحم نے اپنی کتاب کو ابواب و فصول پر مرتب کیا۔

خلیفہ عمر بن عبد الرحمن کے عہد میں جو تالیفات ہوئیں ان میں بعض کی تقسیم ابواب پر تھی اور صحابہ اور تابعین کے فتاوی بھی لکھتے تھے۔ اس طرز کے موجود امام زہری تھے۔ امام موسی کاظم نے صرف حدیثیوں کو جمع کر کے سند مرتب کیا۔ پھر ابو داؤد طیاسی نے سند مرتب کیا۔ یہ مہندیانے مولف کے وفات کے بعد مرتب ہوا، ان کے بعد متعدد مہر عصر پا قریب العصر زرگوں نے سانید مرتب کئے۔

معمر بن راشد و سعید بن ابی عروہ نے مکہ میں، سفیان ثوری و محمد بن معین بن غزوہ نے کوفہ میں۔ عبد الرزاق و معمر بن راشد نے یمن میں۔ ولید بن سلم نے شام میں۔ حاد بن سلمہ و روع ابن عبادہ و ربیع بن صحیح نے بصرہ میں۔ ہشیم نے واسطہ میں۔ حیرین عبد الجمیع نے زرے میں، عبد اللہ بن مبارک نے خراسان میں۔ عبد اللہ بن وہب نے مصر میں۔ سفیان بن عینیہ و امام مالک نے مدینہ میں کتابیں تصنیف کیں۔ عوام انہیں بزرگوں کو حدیث کا پہلا مصنف سمجھتے ہیں۔ ان بزرگوں کا ذکرہ اس کتاب میں ہے۔

امام احمد بن حنبل۔ سعید بن راہب ویہ۔ عثمان بن ابی شیبہ نے اس طرز کو کمال تک پہنچا۔ اس طرح ہر سمح کی رطب و یابس روایات جمع ہو گئیں۔ ان میں صحیح و ضعیف کا تینیز کرنا اور حدیث کے درجات کو پہنچانا اور علل حدیث کی معرفت سے آگاہ ہونا صرف ان علماء کا کلام تھا جو تمہاری وہی کی حالات سے واقف تھے۔ عامسلمان اس سے مستقید نہیں ہو سکتے تھے۔ امام غاری وہم نے اس مشکل کو حل کیا اور صحیح اور ضعیف وغیرہ کو ظاہر کر دیا یہ طرز بہت پسندیدہ اور مفید رہ۔ ان کے بعد بعض لوگوں نے ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی جیسے ابن خزیم وغیرہ اور بعض نے تمام حدیثوں کے جمع کرنے کی سعی کی جیسے امام سیوطی وغیرہ، بعض نے صرف موضوعات کو جمع کیا جیسے ابن حمزی۔

## دستور تصنیف حدیث

- (۱) صحابہ کا اطلاق تو یہ تھا کہ جو حدیث سنی لکھی۔ کوئی ترتیب نہ تھی جیسے کتاب صادقة۔
- (۲) تابعین میں سے بعض نے اپنے شیوخ کی حدیثیں جمع کیں جیسے صحیفہ ہالم ابن منبه۔ ان کے بعد بعض نے کتابوں کو ارباب و فصول پر تقسیم کیا۔

- (۳) اس کے بعد اسانید کا اس طرح رواج ہوا کہ صحابہ کی مردویات علیہ السلام علیہ وہ جمع کی گئیں بعض کی ترتیب باعتبار قبول اسلام تھی۔ بعض کی ترتیب باعتبار حرروف تھی جیسے زیادہ سهل تھی۔
- (۴) بعض نے ترتیب ابواب فہرستی پر کھلی اور اس کے ساتھ صحابہ تابعین کے فتاویٰ بھی لکھے۔

(۵) بعض نے ابواب فہمیہ پر ترتیب رکھ کر صرف حدیثوں کو جمع کیا یعنی ہر ایک باب کو کسی عنوان سے معنوں کر کے اس کے تحت میں وہ حدیثیں لکھیں جائیں جنکو اس باب کے حکم سے اشاعت آئیں ایسا تفییاً تعلق تھا۔

(۶) بطائق علل یعنی متن کے ساتھ تمم اسانید کا بیان، روایت میں بلج اور فرع و اسال و توقف وغیرہ اختلافات کا ذکر۔

(۷) بطائق اطراف۔ یعنی ہر حدیث کا ایک ایک حصہ جو بقیہ پر دال ہو ذکر کیا جائے اور پھر اس کے اسناد ہوں۔

## طبقات کتب حدیث

پہلی صدی اور دوسری صدی کے ابتدائی حفتہ کی تصانیف اپنے بعد کی تصانیف میں مغم ہو گئیں کیونکہ بعد والوں نے اپنی کتابوں کو سابقین سے بہتر ترتیب اور اضافہ کے ساتھ جمع کیا اس لئے ان کی ضرورت نہیں۔ مطالع اور پس تو تھے نہیں جو ایک دو سخن کہیں باقی رہ جاتا ہے کتاب کی اشاعت بر بناءے ضرورت قلمی ہوتی تھی جب ان سے بہتر تباہی مددوں ہو گئیں تو کوئی کیوں رکھتا اور لکھتا۔ اب اُن تصانیف سے ہم کو اُن کے بعد کی تصانیف و کتب تایخ و سیر روشناس کراتی ہیں۔ ایسا معاملہ دیگر فنون کی کتابوں کے ساتھ بھی ہوا ہے۔ خلیل و ابو عبیدہ وغیرہ المذکور کی تصانیف متأخرین کی تصانیف کے بعد مددوم ہو گئیں۔ اب جو ذخیرہ ہمارے ہاتھ میں ہے اس کے مراتب کی تقسیم المذکور نے اس طرح کی ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے شاہ ولی اللہ صاحب کا قول عجائب نافعہ میں نقل کیا ہے (لے پایہ دانست کہ کتب حدیث بالترتیب صحت و شهرت و قبول برچند طبقہ می شوند)۔

صحت کی شاہ صاحب نے یہ تعریف کی ہے کہ اُس کے مصنفوں نے پوری کوشش کر کے صحیح حدیثیں جمع کی ہوں اگر دوسری قسم کی حدیث لا یا ہو تو اس کے ضعف و غرائب و شذوذ وغیرہ نقائص کو ظاہر کر دیا ہو۔

شہرت کی شاہ صناعت نے یہ تعریف کی ہے کہ ہر زمانے کے ماہرین فن اُس کو پڑھتے پڑھاتے رہے ہوں اور اس کی حدیثوں اور روایوں کی جانچ کرتے رہے ہوں۔

قیوں کی یہ تشریح کی ہے کہ علمانے ان کتابوں کو معتبر و مستند قرار دیا ہو فہمانتے اُن سے تسلک کیا ہو

**طبقہ اول** - موطا امام مالک صحیح بخاری - صحیح مسلم - آخر الذکر دلوں کتابوں کو صحیحیں کہتے ہیں۔ ان کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ تمام کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح ہیں لیکن مثل قرآن مجید کے محفوظ نہیں ان کو صحیح باعتبار اغلبیت کہا جاتا ہے شاہ ولی اللہ تحریر فرماتے ہیں، "صحیحین کی شان یہ ہے کہ تمام محدثین کااتفاق ہے کہ ان میں جو حدیثیں مرفوع مسئلہ ہیں وہ سب یقیناً صحیح ہیں اور یہ دلوں کتابیں اپنے ضمنوں تک متواتر ہیں (تحجۃ الشدابالغہ)" ان کتابوں میں قریب دو ثلث کے درجہ اول و دوم کے روایوں کی روایتیں ہیں جن کا زنا وہ تر تعلق احکام سے ہے اور ایک ثلث میں درجہ سوم کے روایی بھی ہیں مگر درجہ چہارم کے روایتیں

**طبقہ دوم** - جامع ترمذی - سنن ابن داؤد - سنن نسائی - مسند احمد بن حنبل جامع الاصول ابن اثیر - موطا امام محمد - ان میں سے اول الذکر تینوں کتابوں میں قریب نصف کے درجہ سوم کے روایوں کی روایتیں ہیں باقی نصف میں سے دو ثلث میں درجہ اول و دوم کے روایوں کی روایتیں ہیں۔ اور ایک ثلث میں درجہ چہارم کے روایوں کی روایتیں ہیں۔ باقی کتب میں درجہ سوم کے روایوں کی روایتیں نصف سے کچھ زیادہ ہیں۔

**طبقہ سوم** - سنن ابن ماجہ - مسند شافعی - مصنف عبد الرزاق - مصنف ابن ابی شیبہ - مسند ابو داؤد طیائی - مسند دار الماری - مسند ابو الحیلی - مسند عبد بن حمید - سنن دارقطنی - صحیح ابن حبان - مستدرک حاکم - کتبہ ہنفی - کتبہ طحا وی - تصانیف طبرانی - معجم صغیر و کبیر - سنن سعید بن منصور - مسند حدیث - سنن مسلم - مسند بزار بیہم ابن قالعہ - مسند امام عظیم - ان میں ایک ثلث سے کم درجہ اول و دوم کے روایوں کی روایتیں ہیں اور ایک ثلث سے

زیادہ درجہ سوم کی اور ایک ثلث درجہ چہارم کی۔ ان میں بعض کتابیں باعتبار روایات ایک دوسرے کو قوی مانی گئی ہیں۔

**طبقة چھارہ۔** کتاب الضعفار لابن حبان۔ کتاب الضعفار للعیقیلی۔ تصانیف حکم  
 کتاب الكامل لابن عدی۔ تصانیف ابن مردویہ۔ تصانیف خطیب۔ تصانیف لابن شاہین۔  
 تفسیر ابن جریر۔ تصانیف فردوس مبلی۔ تصانیف ابن القیم۔ تصانیف جوزقانی۔ تصانیف عصر  
 تصانیف ابو شعیب۔ تصانیف ابن بخاری اور بہت سی کتابیں ہیں جو اسی طبقہ میں شامل ہیں مثل  
 طبقات کبریٰ واقعی۔ تاریخ طبری۔ سیرت شامی۔ ابوالقدار سعودی۔ موآہب الدینیہ۔  
 زرقانی شرح موآہب۔ تاریخ الحنفی۔ حصالیص کبریٰ۔ دلائل نبوت۔ روضۃ الاحباب۔  
 مدارج النبوة۔ نزہۃ المجالس۔ مسامرة الاخبار۔ سیرت حلیہ۔ تاریخ کامل۔ شوآہد نبوت۔  
 معراج نبوت۔ دلائل ابوالغیم۔ ابن خلدون۔ ابن حلکان۔ شرح اربیین۔  
 ان میں بعض کتابیں ایک دوسرے سے باعتبار روایات قوی مانی گئی ہیں۔

طبقة سوم کی تمام کتب حدیث کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ علیہ تحریر  
 فراتے ہیں۔ ”احادیثی کے جامعہ از علماء متقدیں بر زبان بخاری مسلم و معاصرین آہنایا لاحقین  
 پہ آہناد تصانیف خود روایت کردہ اند والتراصحت نمودہ و کتب آہناد رشہرت و قبول در مرتبہ  
 طبقہ اولیٰ و ثانیہ نرسیدہ ہر خنہ صنفین آن کتب موصوف اند یہ تبحر در علوم حدیث و ثوثق  
 وعدالت و ضبط لوحادیث صحیح حسن و ضعیف بلکہ میہم بالوضع نیز و ان کتب یافہ می شود و مر  
 رجال آن کتب بعض موصوف بعدالت اند بعضے مستور و بعضے مجہول واکثر آن احادیث معمولة  
 نزد فہماز شدہ اند بلکہ اجماع بخلاف آہناد منعقد گشتہ۔ و درین کتب ہم تفاضل و تفاوت آت  
 بعضہما اقویٰ من بعض“ (عجالہ نافعہ)

طبقة چہارم کے متعلق فراتے ہیں۔ ”احادیث کہ نام و نشان آہناد قرون سائیقہ علوم  
 نبود و متاخر ان آنرا روایت کردہ اند لپس حال آہناد دو شق خالی نیت یا سلف تشخص کردن فائز ازا

اصلیے نیافتہ اند تاشغول بروایت آنہامی شدن ریا یا فتنہ دران قدحی و علی دیند کہ باعث شد  
بھم آنہا نہ برتر ک آنہا و علی مل تقدیر این احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا  
علیے با آنہا تسلیک کردہ شروع و نعم مقابلا بعض الشیوخ فی امثال عزیز

فان کنت لا تذری فتیک مصیبة و ان کنت تذری فالمصیبة اعظم  
(یہ حدیث اگر بگوئے لمین تو مصیبت نہی - اور اگر مل گئیں تو یہ بڑی مصیبت ہے)  
و این قسم احادیث را بسیار لے محدثین زده است و بجهة کثرت طرق این احادیث کہ درین قسم  
کتب موجود اند مغرب و رشدہ حکم بتواتر آنہا نوودہ در مقام قطع و یقین بدان تسلیک جستہ برضاء  
احادیث طبقات اولی و ثانیہ و ثالثہ نہ ہے برآورده اند و درین قسم احادیث کتب بسیار صنف  
شده اند - ویشیہ مسائل و وضع احادیث واکثر مسائل نادرہ از ہمیں کتب می برآید و مایہ تصنیف  
شیخ جلال الدین سیوطی در رسائل ولوادر خود ہمیں کتابہ است ش تعالیٰ بہ احادیث این کتب و  
استنباط احکام از آنہا لاطائل من نہایند و معنیداً اگر کسے راغب تحقیق این کتب باشد میران الفغم  
للذہبی ولسان المیزان ابن حجر عسقلانی برائے احوال رجال این کتب بحاشی می آید و برائے شرح  
غريب و توجیہات عبارات آن مجمع البحار شیخ محمد طاہر بہرہ کجرا تو مخفی است (عجالہ نافعہ)  
مسلمانوں کے دو گروہوں کی پشت و پناہ ہمیں کتابیں ہیں - ایک گروہ مروجہ برعات درسومات  
پرانہیں سے استدلال کرتا ہے جنکی طرف شاہ صاحبؒ نے اشارہ کیا ہے۔

دوسرا گروہ الہمہ متبوعین پر طعن کرنے کے لئے ان کی آڑ پکڑتا ہے - اس گروہ کے مستدق شاہ  
ولی اللہ صاحبؒ نے الا نضاف میں علامہ ابو سیمان خطابی کا یہ ضمنون نقل کیا ہے -

الہ حدیث فرقہ کی اکثر کوششیں اور ہمیں روایات اور ان کے طرق جمع کرنے اور ان غیر اور  
شاذ حدیثوں کی طلب میں صرف ہوتی ہیں جو موضوع و مقلوب ہیں یہ لوگ نہ ہمیں کی پرواہ  
کرتے ہیں، نہ احادیث کے مخفی سمجھتے ہیں زمان کے اندر وہ بھیہدوں کو استنباط کرتے ہیں  
نہ ان کے پوشیدہ سے پوشیدہ اور باریک سے باریک امور کے نکلنے کی فکر کرتے ہیں اور معاملہ

بیکس اکثر اوقات فہمار پر عیب لگاتے ہیں۔ اور ان پر طعنہ زنی کرتے ہوئے دعویٰ کر بیٹھتے ہیں کہ وہ لوگ بندر کے خلاف کرتے تھے اور یہ نہیں جانتے کہ جس قدر علم ان کو دیا گیا تھا ہم اس سے ”فائز ہیں“)

اس طبقہ کی کتابوں میں قریب ایک شصت کے درجہ اول و دوم کی اور قریب دو شصت کے درجہ سوم کی باقی پانچ شصت میں درجہ چارہم کے راویوں کی روایتیں ہیں۔  
چونکہ ہر درجہ کے روایت باعتبار روایت اعلیٰ وادیٰ ہیں لہذا ان کتابوں میں درجہ اول و دوم و سوم کے ادنی روایت کی روایتیں ہیں۔

### اصح الکتب

قرن ثالث کی انتہا ۲۲۰ھ تک ہے شہنشاہ بھی اس دور کو شمار کیا گیا ہے۔  
غرض ۲۲۰ھ تک تو سلم ہے آگے چالیس برس اختلافی ہیں۔ ۲۲۱ام تک بخاری و سیم تصنیف نہیں ہوئی ہیں۔ اس زمانہ تک اصح الکتب بعد کتاب اللہ موطا امام مالک تیم کی جانبی تھی قرن ثالث کے بعد مقدس رجال موطا ہی کو اصح الکتب کہتے تھے۔ امام شافعی کا قول ہے مَعْلُوٌ وَجْهٌ أَدِيمٌ كَأَرْضِ بَعْدَ كِتَابِ اللَّهِ أَصْحَى مِنْ مِنْ وَطَا (رمی زین پڑائیتے کے بعد موطا سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں)۔ شاہ عبد الغزیر صاحب نے موطا کو امام الصعیدیں کہا ہے۔ اگر موطا کی تاریخ پر نظر کیجاۓ تو یہی اصح الکتب کیلانے کی متحقی نظر آئے گی۔  
قرن ثالث کے بعد بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہنے لگے۔ صحیح بخاری کی یہ شان امام بخاری کے علوم ترتیب پر نظر کرتے ہوئے صحیح بخاری کے لئے یہ خطاب نہایت موزوں ہے مجھے تحقیق نہ ہو سکی کہ اس خطاب کی ایجاد کس زمانہ سے اور کس بزرگ سے ہے جو کچھ ہوں ہے قرون ثالث سے باہر ہے

علامہ ابوعلی نیشا بودی نے صحیح مسلم کے متعلق لکھا ہے (ما تحت ادیہ السماو اصر صرف کتاب مسلم۔ آسمان کے نیچے مسلم کی کتاب سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں) علماء مغارب

(افرقیہ والے) صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دینے ہیں۔

صحیح بخاری کی صحت کا مدارجنا اوصاف پر ہے وہ صحیح مسلم کی صحت اوصاف سے قوی ہے  
اس لئے زیادتی صحت میں صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح ہے مگر باعتبار حسن ترتیب اور منفیہ  
ہونے کے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر تفوق حاصل ہے ۵

وہ اُن سے زیادہ ہیں تو وہ ان سے سوا ہیں

لیکن اولیت کا شرف جو بخاری کو حاصل ہے وہ مسلم کے حصہ میں نہیں آیا۔ اور یہ ٹراشہ  
لیکن اس اعتبار سے موطابق ہے فضل ہے۔

عرض خیرالقرؤں میں بزرگان خیرالقرؤں کی بارک زبان سے اصح الکتب کا خطاب ہے طا  
پا یا تھامرون ملاشہ کے بعد اکثر علماء نے اس پر اتفاق کیا کہ صحیح بخاری اصح الکتب ہے یعنی  
صحیح مسلم کو قرار دیا لیکن زیادہ اجماع صحیح بخاری پر ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔

## صحابۃ

حدیث کی تمام کتابوں میں سے زیادہ صحیح یہ چھ کتابیں تلیم کی گئی ہیں۔

بخاری - مسلم - ترمذی - ابو داؤد - نسائی - ابن ماجہ۔

اور ان کا مرتبہ اسی ترتیب سے ہے جس ترتیب سے یہ نام لکھے ہیں بعض علماء نے ابن ماجہ کو  
چکہ سنن داری بعض نے موطا امام مالک کا نام لیا ہے۔ مگر اس قول کو قبول عام کی سند  
نہیں ملی۔ ان میں سے ہر ایک کتاب کے حالات علوٰہ علیحدہ لکھا رئے گئے ہیں۔

بخاری اور مسلم کے ساتھ صحیح کہا جاتا ہے اور دونوں کو صحیحین کہتے ہیں۔ ترمذی کو جام  
کہا جاتا ہے۔ سنن بھی کہتے ہیں۔ باقی سب سنن کیلاتی ہیں۔ سنن اربیہ جب کہیں بولا یا ملکہ  
جاتا ہے تو صحیحین کے علاوہ باقی حارون کتابیں مراد ہوتی ہیں۔

صلح میں ایکو پانچ اصحاب کی روایتیں ہیں ان میں چھ کثیر الروایت ہیں علم حدیث  
میں لطف سے زیادہ ان کی روایتیں ہیں۔ کتب صلح میں صحیح و حسن و ضعیف ہر قسم کی حدیث

جنکو محدثین نے ظاہر کر دیا ہے۔ پوجہ اغلبیت ان کو صحاح کہا جاتا ہے۔

شہر ۱۹ءیں جب شاہ عالم بادشاہ دہلی انگریزوں کا پشن خوار تھا۔ چند مگر اسیروں نے بسر برپتی مرضی خان و مرید خان مصلح سہ کی کتابوں میں تحریف کر کے خوش خط نسخہ لکھا کر سنتے داموں فروخت کر لئے لیکن یہ چالاکی اسی وقت کھل گئی اور علماء کرام نے اس کا سبب کو دیا۔

## تدوین علم حدیث کے لئے جو علوم ایجاد ہوئے

علم حدیث کی تکمیل و ترتیب و حفاظت و لفظت کے لئے کم و بیش سو علوم ایجاد ہوئے علماء حازمی نے کتاب الجمالہ میں لکھا ہے کہ علم حدیث میں بہت سے انواع ہیں جو سوتک پہنچتے ہیں۔ ہر ایک نوع ان میں مستقل فن ہے (تدریب الراوی)

ان تمام علوم کا ذکر اس مختصر میں مشتمل ہے صرف خاص خاص فنون کے متعلق مختصر اچھے لکھا جاتا ہے۔

علم اسماء الرجال۔ اس میں راویوں کے حالات سے بحث ہوتی ہے یہ روات حدیث کی سوانح عمریاں یا تایخ ہے۔

علم الروایة۔ اس میں روایت اور ضبط حدیث پر نظر ہوتی ہے

علم الارایة۔ اس میں نفس حدیث کی جانچ کی جاتی ہے۔

علم تل وین الحدیث۔ اس میں جمع حدیث پر بحث کی جاتی ہے۔

علم الناسخ والمنسوخ۔ اس میں یہ بحث ہوتی ہے کہ کون سی حدیث ناسخ ہے اور کون سی منسوخ ہے۔ اور کیون منسوخ ہے۔ اس کے لئے حدیث کے علل وہیاں اور مصلحتہ وقت اور شان نزول کا جانا ضروری ہے۔

علم النظر في الأسناد۔ اس میں حدیث کی سند پر بحث کی جاتی ہے۔

علم کیفیۃ الروایة۔ یعنی راوی نے حدیث کو کس طرح روایت کیا ہے اور اس کے

درجات کیا ہیں۔

**علم الفاظ الحدیث**۔ یعنی محدثین کی صطلائیں کیا ہیں اور جن الفاظیں حدیث مروی ہے وہ الفاظ رسول کے ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

**علم المؤتلف وال مختلف**۔ بعض صورتوں میں ایک ہی واقعہ ہوتا ہے مگر دو فصیل کے متعلق دو خپس احکام ہوتے ہیں یا دو واقعہ ہیں مگر دونوں کے لئے ایک ہی طرح کی روایت اس کی بحث ہوتی ہے۔

**علم طبقات الحدیث**۔ کس درجہ کی حدیث ہے اور اس کے راوی کی طبقہ کیا ہے۔  
**علم غریب الحدیث**۔ یعنی نامانوس الفاظ کا کیا مطلب ہے وہ حدیث میں کس مطلب کے لئے آئے ہیں۔ اُس زمانے کے محاورہ میں ان کا کیا مفہوم تھا۔

**علم الجرح والتعديل**۔ راویوں کے اعتبار و بے اعتباری کے وجہ۔  
**علم طرق الأحادیث**۔ بعض حدیثیں کئی کئی طریق سے مروی ہیں اور یعنی مناسبت کے اعتبار سے ان کے مکررے مختلف فصلوں میں لاتے ہیں۔ اس طرح کی حدیثیں صحیح بخاری میں بہت ہیں۔

**علم الموضوعات**۔ موضوع حدیثوں کی شناخت کا علم۔  
**علم علل حديث**۔ یہ علم بہت عامض اور دقیق ہے اس میں وفات، موالید، مسکن، القاب و اسماء و لقاۓ روات پر عبور حاصل کرنے کے علاوہ ہر ہر راوی کے الفاظ حدیث اور حدیثوں کا احاطہ ضرور ہے۔ حدیث کی تخلیل میں کم از کم تین مجموعی قوتوں کا کمال درکار ہے۔ حفظ۔ فہم۔ معرفت۔

**علم تصحیف اسماء**۔ ہر شکل نامونکی تشرح کا علم۔

**علم الوجلان**۔ قلیل الحدیث راویوں کا بیان۔

**علم روایۃ الاباء عن الانباء**۔ باپ کے بیٹوں سے روایت کرنے کا علم۔

**علوم روایت الصحابة عن التابعین**- صحابہ کا تابعین سے روایت کرنا۔

**علم الموضخ** (وہ امار الجمیع والتفرقی)- مجهول راویوں کا بیان۔

**علم معرفۃ علوم حلیث**- علوم حدیث کی حقیقت کا علم۔

**علوم اسپاب**- جس میں حدیث کا سبب بیان کیا گیا ہو۔

غرض جس قدر علوم علم حدیث کی خدمت کے لئے ایجاد ہوئے ہیں ان کا شمار سو سے زیادہ ہے اور ہر علم پر علماء کی متعدد تصنیفیں ہیں۔

## علم صول حدیث

ابو محمد حسن بن عبد الرحمن رامہ مزرا (المتوفى ۶۷۴ھ) نے ایک کتاب المحدث الفاصل کی یہ کتاب علوم حدیث پر بہلی کتاب تھی مگر جامع نہ تھی۔ اب یہ فن بعد تہذیب و ترتیب اصول حدیث کے نام سے مشہور ہے۔ حاکم نے اسی عنوان پر ایک کتاب لکھی وہ بھی کامل نہ تھی۔ ابو الحیم اصفہانی نے اس کی تتمیل کرنی چاہی مگر نہ رکھ کے۔ خطیب نے کفایہ، الجامع لاداب الشیخ والتابع، قاضی عیاض نے الماجع، ابو حفص میانی نے مالا لیحہ المحدث جملہ تصنیف کیں۔ علام ابن الصلاح (المتوفى ۶۸۳ھ) نے ان سب نے ایک کتاب بنائی جو مقدمہ ابن الصلاح کے نام سے مشہور ہے پھر بعض علمانے اس کا تتمم لکھا۔ یعنی بعض نے اختصار کیا۔ بعض نے نظم کیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کا خلاصہ کر کے سجنة الفکر نام رکھا۔ الکفایہ خطیب کتبخانہ آصفیہ حیدر آباد میں ہے۔

## علم غریب الحدیث

اس فن پر سب سے پہلے ابو عبیدہ بن المٹن نے کتاب لکھی اس کے بعد ابو الحسن المازنی و صمعی وغیرہ نے کتابیں تصنیف کیں۔ ابو عبید قاسم بن سلام (المتوفى ۷۲۵ھ) نے چالیس سال محنت کر کے کتاب غریب الحدیث بے طیار کی۔

ابی عبید احمد بن محمد الہروی نے کتاب الغریبین حروف سمجھم پر مرتب کی۔

## اصول درایت

اصل درایت اُن تواعد کو ہے جس کے ذریعہ سے نفس حدیث کا حال علوم ہوتا ہے اصل میں تو یہ ایک خاص ملکہ ہے جو ایک فن میں تجراور مہارت کاملہ کے بعد پیدا ہو جاتا ہے جیسے تجربہ کار صراف کی نظر کسونی پر لگانے سے پہلے ماڑ جاتی ہے کہ یہ سونا کس درجہ کا ہے۔ مہرین فن کا ارشاد ہے ان للحلیث ضوءاً كضوء النهار تعریفہ و ظلمتہ کاظمة اللیل تنکرہ (حدیث کا نور دن کی طرح ہے تو اس کو بچاپ لے گا۔ اور جعلی کی تاریکی رات کی طرح ہے تو اس سے خود انحرار کرے گا)۔

شناشہ گرنیت شوریدہ مغز	نہ بہہ شہ سد ز دنیار غزر
حدیث ازماعیب بود گر تھی	درخشنده می باشد از فرمی
ازوتا بد انوار پیغمبری	چونورازمہ و مابش از مشتری

حقیقت میں فن روایت کی ممارست سے ایک ملکہ یا ذوق پیدا ہو جاتا ہے جس سے ہمیز ہو جاتی ہے کہ یہ قول و فعل رسول ہے یا نہیں۔ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ وہ ایک امر جو محدث کے دل پر وارد ہوتا ہے اور وہ اس کو روشنی پر کر سکتا۔ حدیث ابو حاتم ایک تھہ کئی حدیثوں کے متعلق دریافت کیا انہوں نے بعض کو صحیح بعض کو منکر بعض کو درج بتایا۔ سائل نے دریافت کیا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا ایسا راوی آپ سے کہہ لکھتے انہوں نے کہا ہے جسے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ سائل نے کہا کیا آپ علم غیب کے مدعی ہیں انہوں نے کہا ہے کسی ماہر فن سے دریافت کرو۔ سائل نے ابوذر عواد محدث سے جا کر دریافت کیا۔ انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔ جب سائل کی تکمین ہوئی۔ (فتح المغیث)

اصل روایت سے چونکہ روات کی جائیگی جاتی ہے اس لئے اس سے تن حدیث کی غلطی کا ارتقاب نہیں ہوتا۔ لہذا حدیث کی جائیگی کیلئے اصل درایت قائم کئے گئے۔ درایت کی رو سے جب کسی حدیث کی جائیگی کی جاتی ہے تو راوی پر نظر نہیں کیا تی خارجی عوارض

دیسجاب پر نظر کی جاتی ہے یہ اصول قرآن و حدیث و تعامل صحابہ سے مانخذ ہیں۔ امّہ نے انکی تشریع و توسیع کی ہے یہ اصول سو سے زیادہ ہیں۔

صحابہ کرام کے عہد میں اصول درایت کے مدارج قائم ہو گئے تھے۔ کیونکہ اختلاف درج کا جواز احکام پر پڑتا ہے وہ ان کی اجتہادی را بلوں سے ثابت ہے مگر کوئی تصییف و تالیف نہیں ہوئی تھی۔ اور صحابہ کرام ان اصول کے سختی سے پابند تھے۔

قرآن مجید میں حکم ہے کہ طلاق باسن دینے کے بعد ایام عدت گذرنے تک عورت کو گھر سے نہ نکالو (لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ) حضرت عمرؓ کے عہد میں یہ مسلم میں ہوا کہ بعد طلاق کے عورت کو سکنی کا حق ہے یا نہیں۔ فاطمہ بنت قیس نے ہمما کہ میرے شوہرنے مجبو طلاق دیدی تھی تو رسول کریم نے مجبو حقی سکونت سے محروم کر دیا تھا۔

چونکہ یہ امر حضور علیہ السلام کی حدیث اور آیت قرآن کے خلاف تھا اس لئے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم ایک عورت کے ہبہ سے خدا کی کتاب اور رسول کی سنت کو خچوڑیں گے۔ خدا جانے بات کوچھی یا نہیں یا بھول گئی۔ حضرت عائشہ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ فاطمہ بنت قیس کو رسول کریم نے اس لئے گھر سے منتقل ہونے کا حکم دیا تھا کہ ان کا گھر منسان مقام پر تھا۔ وہ ان تھنا ان کا رہنا مناسب نہ تھا۔ (ابوداؤد)

اصول درایت میں سے خاص خاص یہ ہیں۔

(۱) جو حدیث قرآن کی عبارۃ المنصر کے خلاف ہے صحیح نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے اتبعوا مَا أَنْزَلَ اللَّٰهُ مِنْ رِّبْكُمْ وَلَا تَتَبعُوا مَنْ دَوَّنَهُ أَوْ لَيْكَ (اس پر چلو جو تم پر اتر رہے اس کے سوا اور لوں کی کچھے نہ چلو)

(۲) جو حدیث حدیث متواتر کے خلاف ہے صحیح نہیں۔ کیونکہ حدیث متواتر کا حکم بدل ہونا صحت سے ثابت ہوتا ہے اور امر رسول کے خلاف کرنا جائز نہیں۔ مکانِ المؤمن و کامؤمنہ اذا قضى اللَّهُ وَرَسُولُهُ اهْلًا اَنْ يَكُونَ لَهُمَا الْخِيَرَةُ (جب خدا اور رسول کامؤمن)

تو کسی صاحب ایمان کو اس کے عدم قبول کا حق نہیں)

(۳) جو حدیث ایسے مشہور تاریخی واقعہ کے خلاف ہو جو متواتر کا حکم لکھتا ہے قابل قبول نہیں۔ لفظ کان فی قصصہم عبرة لا ولی الالباب۔ یعنی صحیح متواتر تاریخی واقعہ لایق تسلیم وقابل صحبت ہے۔

(۴) جو حدیث مشاہدات کے خلاف ہو قابل صحبت نہیں۔ (ہو الذی ملأ الارض وجعل فیہا رواسی وانہرًا و من کل المثراۃ الح) مشاہدات کو بیان کر کے بتایا ہے کہ مشاہدات کے خلاف یقین نہیں کرنا چاہیے۔

(۵) جو عقل کے خلاف ہو قابل قبول نہیں۔ قرآن مجید میں جا بجا تاکید ہے کہ عقل سے کام لو (و يجعَلُ الرَّجُلَ عَلَى الدِّينِ لَا يَعْقِلُونَ۔ (رجس انہیں پر ہے جو عقل نہیں رکھتے) کذالک نفصل آکیات لقوم لیعقولون۔ ہم آیات کو کہوں کر عقل والوں کے لئے بیان کرتے ہیں و لفظ ترکنا صنہا ایتہ بعینہ لقوم لیعقولون۔ ہم نے نشان چھوڑ دے ہیں عقل والوں کیلئے حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ عقل میکر دین کی صلی ہے۔ علم میرا ہستیار ہے (شفاء، فاصتی عیاض)

خلاف عقل سے یہ مطلب نہیں کہ شخص کی عقل کے خلاف ہو بلکہ علماء اور ماہران فتن حدیث اس کو خلاف عقل قرار دین۔ بعض حدیثوں کے متعلق بعض ناواقف کہدیتے ہیں کہ خلاف عقل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ محاورات عرب اور حدیث کے شان نزول وغیرہ سے واقف نہیں ہوتے مثال کے طور پر یہم ایک حدیث کا ذکر کرتے ہیں جس کو خلاف عقل کہا جاتا ہے

ذکر عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رجل فقیل مازال نائماً حتماً اصبح فما قام الى الصدق فقال بالشیطان فی اذنه۔ رسول کریم کے حضوریں ایک شخص کے متعلق کہا گیا کہ وہ صیغہ تک سوتار ملے اور نماز کو نہیں اٹھا۔ اپنے فرمایا کہ شیطان نے اوس کے کان میں پیش اب کر دیا۔ علامہ ابن قیمہ اسکے متعلق لکھتے ہیں (معناہ افسد پقال بال فکذا

ای افسد و العرب تکنی عن المفساد بالبول) پیشاب کرنے سے مراد خراب کرنا ہے۔  
اہل عرب غرabi بکے لئے کنایت پیشاب کا لفظ بولتے ہیں۔

(۶) جو اجماع قطعی کے مخالف ہو قابل حجت نہیں۔ کیونکہ رسول کریم نے فرمایا ہے  
لا تجتمع أمتى على الضلاللة (میری امت کا اجماع مگر اسی پر نہ ہو گا۔)  
و، جس حدیث کو ایسا راوی بیان کرے کہ جو اس کے مضمون کا معنی یا طرفدار ہو  
یعنی دوسرے کے خلاف اپنے خیال و عقاید کے اثبات کیلئے پیش کرے۔

(۷) جو حدیث مختلف فیصلہ کی ایسی تشریح کرے جو مقتضائے وقت یا فرضیہ حالیہ  
کے خلاف ہو یا اس کی تائید نکرے۔

(۸) جس حدیث میں ہمواری نیکی پر جو و عمرے اور ایسے ہی بڑے بڑے امور خیر کی برابر  
ثواب اور ہمواری گاہ پر بڑی بھاری منزأتی و میمکنی ہو۔

(۹) جس حدیث میں ایسا امر عظیم بیان کیا گیا ہو کہ اگر وہ واقع ہوتا یا ہوا تو اس کو عام  
طور پر لوگ جانتے اور دیکھتے اور بیان کرتے مگر رسول نے ان راویوں کے اور کوئی بیان نہیں کیا  
لائق حجت نہیں۔

(۱۰) کوئی حدیث کسی ایک واقعہ یا مضمون واحد سے تعلق کہتی ہے جو مقدر طریقوں  
سے مروی ہے مگر وہ مقدر طریق سے موصول شدہ روایات کیا باعتبار لفظوں کے اور کیا  
بلحاظ معنی کے آپس میں مخاہر ہیں کہ جس سے کوئی ایک امر معتقد ہے بھی ثابت نہیں ہوتا قابل حجت  
نہیں ہے۔

(۱۱) جس حدیث میں رکاکت لفظی ایسی ہو کہ قواعد عجیب کی رو سے تحسن ہو اور رکاکت  
ایسی ہو کہ وقار نبوت کے خلاف ہو صحیح نہیں۔

(۱۲) جس حدیث میں کسی امر معقول کو محسوس اور محسوس کو معقول میں بیان کیا گیا ہو  
اس طرح سے کہ اس کا وقوع اسی طرح ہوانہ بطور تنزیل کے صحیح نہیں۔

(۱۴) جو حدیث کسی ایسے علوم متعارفہ کے مخالف ہو کہ جن کے اصول مشاہروں اور بے شمار تحریروں کے بعد قائم ہوں اور ان سے ہمیشہ ایک ہی سے نتیجے ایسے برآمد ہوتے ہوں کہ جیس غلطی نہیں ہوتی صحیح نہیں۔

(۱۵) جس حدیث کا راوی اس کے موضوع ہونے کا خود اقرار کرے۔

(۱۶) جس حدیث میں ذیل سے اسقدر بے رغبتی بیان کی گئی ہوا اور آخرت کا اس قدر خوف بیان کیا گیا ہو کہ اول تو ان ان اس پر عمل کرنے سے فطرۃ معذوب ہوا اور جو کوئی مشکل اس پر کاربند ہو تو خود بخود تمام دنیا اور اس کے اسباب کا درہم برہم ہونا لازم آئے صحیح نہیں۔  
(۱۷) تمام اسرائیلیات کا انبار خواہ دلیل ملی کے طور پر ہو خواہ معقولات و منظنوں کے طریق پر قابلِ جلت نہیں۔

(۱۸) جو حدیث حسیات کے خلاف ہو لایقِ جلت نہیں۔

مگر تمام اصولوں کے ساتھ یہ شرط ہے کہ ایسی حدیثوں کے لفظوں اور جملوں اور عبارتوں میں قواعد عربی متعارفہ یا اس کے معنوں میں دیگر بے طرفدار علوم کے ذریعہ سے تاویل کر کے تطابق دینا ممکن ہو، تو ناقابلِ جلت ہیں۔ اور اگر تطابق ممکن ہے تو قابلِ جلت ہیں۔

## اسماں الرجال

علم حدیث کی خدمت کے لئے جو علوم و فنون ایجاد ہوئے ان میں سے خاص خاص کا ذکر مختصرًا ہو چکا ہے لیکن ان میں سب سے زیادہ ضروری اور اہم علم اسماء الرجال ہے اس کے متعلق کہیں تفصیل کیجا تی ہے۔ یہ علم راویان حدیث کی سوانح عمریاں یا تاریخ ہے۔ اس میں روایات کے نام و لقب، حسب و نسب، قوم و وطن، ولادت وفات، علم و فضل، دیانت و تقویٰ، حفظ و ذکاوت، حفظ و صحیت و مرض وغیرہ کا بیان ہوتا ہے بنی پیر اس علم کے حدیث کی جملئے مشکل ہے۔ اس کے ذریعے الہ حدیث نے مراتب احادیث و روایات کا پتہ لگایا اور بہت سے

نکات و مشکلات کو حل کیا ہے۔

محمد بن علیہم الرحمۃ نے احادیث اور روایات کی جانچ پر تال کرتے وقت راویوں کے لکھت عبادت یا قائم اللیل یا صائم الدہر ہونے یا ان کے تحریر علمی، ان کی ولایت و زہر و تقوی و طہارت یا ان کی امارت و ریاست بلکہ ان کی فقاہت و محدثانہ جلال و شکوه سے نہ معوب ہوتے ہوئے اور اکثرنا مور محبہ دین کے اجتہاد کا لواہ مانتے ہوئے اور اکثر امور میں ان کی غلط و شان تعلیم کرنے کے باوجود وہ اصول و قواعد اور صداقت کے معیار قائم کئے اور فہری دنیا میں آزادی رائے کا نگ بنا دکھا۔ فی الحقيقة نظام شمسی کی حکمت میں یہ ایک ایسا ہے نظیر واقع ہے کہ جس کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ عبد اللہ بن مبارک، عبادین کیش کے زہر و تقوی کی تعریف کیا کرتے تھے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ان سے حدیث روایت کیجا گے اس فن کے متعلق مشہور محقق ڈاکٹر اسپرینگرنے لکھا ہے ”کوئی قوم دنیا میں نہ الی گذری، نہ آجتک موجود ہے جس نے سماں کی طرح اسماں الرجال کا ساعنظام اثان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال حکوم ہو سکتا ہے۔ (انگریزی مقدمہ اصحاب طہو کلکتہ ۱۸۵۳ء)

اس فن سے صحیح و غیر صحیح روایت کی شناخت میں بڑی مدد ملتی ہے۔ امام عبد اللہ حاکم سے ایک شخص نے حدیث بیان کی۔ حاکم نے دریافت کیا یہ حدیث تم نے کس سے سنی اور کب سنی۔ اُس نے کہا عبد بن حمید سے فلان سن میں سنی۔ امام نے اپنے شاگردون کی طرف دیکھ کر فرمایا ان کو دیکھو کہ ان سے یہ حدیث عبد بن حمید نے اپنے مرنے سے سات برس بعد بیان کی۔

ابراہیم طالقانی نے محدث عبد اللہ بن مبارک سے ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا انہوں نے کہا اس کا راوی کون ہے۔ اس نے کہا شہاب بن خراش۔ ابن مبارک نے کہا وہ ثقہ ہے اُس نے کس سے روایت کی۔ اس نے کہا حاجج بن دینار سے۔ ابن مبارک نے کہا

وہ بھی ثقہ ہے۔ اس نے کس سے روایت کی۔ اُس نے کہا رسول کریم سے۔ ابن مبارک نے کہا حدیث کا مضمون صحیح ہے، مگر یہ حدیث نہیں کیونکہ ابن دینار کا زمانہ رسول کریم سے بہت بعد ہے (سم)

خلیفہ کے دربار میں یہودیوں نے ایک دستاویز پیش کی جو رسول کریم کی لکھائی ہوئی تھی اس میں کہا تھا کہ یہود خبر کو جزیہ معاف اور بیگانہ معاف۔ اس دستاویز کو پیش کر کے یہودیوں نے جزیہ اور بیگانہ کی معافی کا مطالبہ کیا۔ عقال حکومت کو بجز تدبیم کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ جب یہ دستاویز محدثین کے سامنے پیش ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ یہ جعلی ہے۔ اور اس کے میتوں وجوہ بیان کئے (۱) یہ کہ اپر حضرت سعد بن معاذ کی گواہی ہے اور سعد بن معاذ غزوہ خندق کے بعد وفات پا گئے تھے غزوہ خیر سے بہت پہلے۔ پھر ان کی اس پرشہادت کیسی (۲) یہ کلام قسطنطیلیہ پر کاتب کا نام معاویہ بن ابی مفیان لکھا ہے۔ معاویہ اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے (۳) یہ کہ اس وقت تک جزیہ کا حلم ہی نازل نہیں ہوا اس پھر اس میں جزیہ کا ذکر کیا۔ (۴) یہ کہ رسول کریم کے عہد مبارک میں بیگانہ کار واج ہی نہ تھا۔ (۵) یہ کہ جزیہ کیون کو معاف ہوتا جو اسلام کے دوست ہوئے۔ (۶) یہ کہ جزیہ کیون معاف ہوتا۔ اور اگر بعدیں یہ دوست ہو گئے ہوتے تو اس کے بعد یہ خارج البلد کیوں کئے جاتے۔ روایات کی اس طرح تحقیق و تنقید بغیر علم اسمار الحال کے ممکن نہیں۔

اس فن کی بنیاد فرآن مجید نے قائم کی۔ یا ایها الذین امنوا ان جاءكم فاسق بنبه فتبینوا (یعنی خبر بیان کرنے والے کو دیکھ لیا کرو کہ کیا آدمی ہے)

صحابہ کرام برابر جلخ پرتال کرتے رہے۔ حضرت عمر اور حضرت عائشہ کے واقعات سے معلوم ہو گا لیکن اس کو فن کی صورت امام شعبہ (المٹوف نـ۲۶) نے دی اُنہوں نے اس کے اصول تقریر کئے مگر کوئی کتاب لتصنیف نہیں کی۔ اس زمانہ کے بہت سی علمانے اس فن کو غیبت قرار دیا اور امام شعبہ کے مخالف ہو گئے۔ امام عظیم بھی ان اصول کے کچھ زیادہ مؤید نہ تھے۔

صحابہ کے حالات میں متقدمین و متاخرین نے بہت سی تالیفات کیں۔ تابعین تبع تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں کے حالات میں فصل تصنیف موجود ہے۔ اگر کوئی حدث چاہے تو آسانی سے اپنے سلسلہ روایت کو ثقہ راویوں کے ذریعے سے رسول کیم تک ثابت کر سکتا ہے۔

اس فن میں سے پہلے تصنیف شیخ حبی بن سعید القطان (المتوفق ۱۹۸ھ) نے کہا۔ ابن سعد نے طبقات لہی جو موجود ہے۔ امام احمد بن حنبل شیخ حبی بن معین (المتوفق ۲۳۷ھ) شیخ علی بن المدینی (المتوفق ۲۳۴ھ) نے تصنیف کیں۔ فن جرح و تقدیل کامدار انہیں آخر الذکر تینوں حضرات پر ہے۔

امام فخاری نے تاریخ لکھی۔ امام مسلم نے کتاب الاسمار والکنی، و کتاب التاریخ والمحروجین من المحدثین لکھی۔ ابن ابی حاتم نے کتاب الجرح والتعديل لتصنیف کی۔ اس میں جمیع روایات کا تذکرہ کیا۔ عجلی اور ابن حبان و ابن شاہین نے صرف ثقفات کے ناموں کو جمع کیا۔ ابن علی و ابن حبان نے محرومین کو جمع کیا۔ عقیلی و امام نسائی و ابن حبان۔ ان تینوں کی تصنیف کا نام کتاب الضعفار ہے۔ امام فخاری کی تاریخ تغیر طبع ہو چکی ہے۔

امام احمد بن حنبل کی کتاب العلل والرجال کتب خانہ ایاصوفیہ قسطنطینیہ میں ہے۔

تاریخ بکیر امام فخاری کا جزو اور کتاب الجرح والتعديل۔ ابن ابی حاتم تین جلد اور کتاب الثقفات لابن حبان اور کتاب الاسمار والکنی و کتاب التاریخ امام مسلم کتاب الضعفار عقیلی یہ سب ذخیرہ علمی کتب خانہ پر جہنمہ (لارنڈ) میں موجود ہے۔

اس فن میں سے بہتر کتاب ابن عدی (المتوفق ۳۶۵ھ) کی ہے جس کا نام کامل ابن عدی ہے۔ اکثر محدثین نے راسی سے لیا ہے۔ امام ذہبی نے لکھا ہے کہ اس سے پہلے اس سے بہتر کتاب نہیں لکھی گئی۔ دارقطنی کا قول ہے کہ اسمار الرجال میں کامل ابن عدی کافی ہے۔

حافظ ابو نعیم اصفہانی (المتوفق ۳۳۴ھ) نے تاریخ نیشا بو لکھی۔ خطیب نے چودھبند

میں تاریخ بغدادی (تاریخ بغداد ایک محدث کی تاریخ کا ذیل تھا) خطیب بہادر پر محدثین نے ذیل لکھے۔ تاریخ خطیب بغدادی کی چھ جلدیں۔ اور تاریخ اصفہان حافظ ابن القیم کتبخانہ پیر ہنینڈ (سنده) میں موجود ہیں۔

الكمال فی مشبهة الانساب الرجال، ابن ماکولا (المتوفی ۲۸۷ھ) نے تصنیف کی۔ یہ کتب خانہ ٹونک میں موجود ہے۔ ابن عساکر (المتوفی ۳۵۹ھ) نے اسی جلد و میں تاریخ دمشق لکھی۔ ان تاریخوں میں روات و محدثین کے متعلق گرانقد معلومات ہیں اور علم حدیث کے بہت سے متعلقات کا ذکر ہے۔

حافظ عبد الغنی مقدسی (المتوفی ۴۶۷ھ) نے کمال فی اسماء الرجال تالیف کی۔ اسکے بعد حافظ جمال الدین المزرا (المتوفی ۴۳۲ھ) نے ترتیب و اضافہ کے ساتھ تیرہ جلد و میں مرتب کر کے تہذیب الکمال نام رکھا۔ اس کے متعلق صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ ایسی کتاب نہ پہنچ لکھی گئی نہ آئندہ لکھنے کی امید ہے۔

حافظ ذہبی نے اسماء الرجال میں سعد کتاب میں لکھیں ان کی کتاب یہ النبلا ایسی کتاب ہے جبکہ تاریخ دمشق اور تاریخ نیشاپور کے مقابلہ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ تذكرة اکفاظ تصنیف کی اور تہذیب الکمال فرزی کو مختصر کر کے کارامہ بنایا۔ اور تذہبیہ تہذیب نیامہ رکھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب الکمال فرزی کو آٹھ برس محدث کر کے اضافہ فوائد و خذ روائی کے بعد تہذیب التہذیب نام رکھا یہ کتاب اصل کتاب ہے لقدر ایک ثلث زیادہ ہے۔ پھر اس کا خلاصہ ایک جلد میں کر کے تقریب التہذیب نام رکھا۔

ابولضر کلاباذی نے صرف بخاری کے رجال کو۔ ابو یکر بن جوہی نے صرف مسلم کے رجال کو ابوقفص ابن طاہر نے بخاری مسلم دونوں کے رجال کو۔ ابو علی جوہی نے صرف ابو داؤد کے رجال کو علمائے مغاربہ نے ترمذی ونسائی کے رجال کو مجموع کیا۔

اسماء الرجال کی بہت سی شاخیں ہیں۔

الموضع لا وهم بالجمع والتفريق يعني مجموع راویوں کا بیان - اس کے متعلق عبد الغنی صوری و خطیب نے کتابیں لکھیں -

علم الودلان لیعنی قلیل الروایت راویوں کا بیان مسلم و حن بن سفیان نے کتابیں لکھیں - ابو الحسن ابراهیم بن یعقوب جوزفانی نے کتاب معرفۃ الرجال لکھی -

روایۃ الاباء عن الابناء - اس کے متعلق خطیب نے کتاب لکھی -

روایۃ الصحابة عن التابعین - اس کے متعلق خطیب نے کتاب لکھی -

روایۃ الراوی عن ابیه عزیزان کے متعلق حافظ اصلاح الدین علائی نے کتاب لکھی

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی تلمیح کی -

لصحیف اسماء - اس کے متعلق ابو احمد عسکری نے کتاب لکھی - دارقطنی رحم نے کتاب لکھی - پھر عبد الغنی بن سعید نے کتاب لکھی - خطیب نے دارقطنی کی کتاب کا تتمد لکھا - المؤصر ماکولانے ان تمام کتابوں کو اپنی کتاب اکمال میں جمع کر دیا - پھر ابو بکر بن نقطہ نے ایک کتاب لکھی منصور بن سلیم اور ابو حامد صابونی نے اس کا تتمد لکھا - امام فہی نے ایک کتاب لکھی - حافظ ابن حجر عسقلانی نے سیرۃ المنتقبہ بتحریر المشتبہ لکھی -

بعض روایات میں ایسا ہے کہ راوی اور اس کے باپ دادا کا جو نام ہے وہی اس کے شیخ اور اس کے باپ دادا کا نام ہے - اس کے متعلق ابو موسی مدینی نے کتاب لکھی -

کون راوی کس کا بھائی یا کون راوی کس کی بیٹی ہے - اس فن کے متعلق علی بن مدینی نے کتاب لکھی - کتاب بنصر المنشقہ فی تحریر المشتبہ مصنفہ حافظ ابن حجر عسقلانی کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد میں ہے -

کتاب المجمم فی الاسماں مصنفہ ابو بکر احمد بن ابراهیم (المتوفی ۱۰۳ م) - اللباب فی تہذیب الانساب لابن اثیر - اکمال تہذیب الکمال فی معرفۃ الرجال مغلطائی - یہ قائم کتابین کتبیانہ پیر حبیب ڈا (سندھ) میں ہیں -

عرض جو بزرگ حامل روایات ہیں ان کے حالات ہر طرح مکمل و مدون موجود ہیں یہ شرف علم حدیث کے سوا کسی علم کو حاصل نہیں۔ دنیا کی کوئی قوم اس کی نظر نہیں پہنچ سکتی ابتداء سے علما اپنے شیوخ کے حالات کہتے چلے آئے ہیں اور لکھتے رہیں گے۔

## جرح و تعلیل

اس فن میں اجتہاد و فتن و تجھن کا داخل نہیں۔ یا تو مشاہدات ہیں یا اسموعات۔ اقصال سند۔ توثیق روات۔ راوی مروی عنده کی معاصرت، باہم لفوار و سماع یہ امور یا مشاہدات سے ہیں یا اسموعات سے، دو شخصوں کی لقاء، وسمع شخص حاضر روت و مشاہدہ سے اور شخص غائب شخص حاضر کی شہادت سے جان سکتا ہے۔ راوی کا ثقہ ہونا۔ ضابطہ القلب جید الحفظ ہونا ملاقات و تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ روات کے متعلق جس قدر الفاظ جرح و تعلیل ہیں ان کی بنا پر و مشاہدہ ہے نہ کہ رائے و قیاس۔

المہ فن نے ہنایت دلیری سے جس کے متعلق جو معلوم ہوا وہ لکھ دیا ہر شخص کے عیوب شخص کے اوصاف بیان کر دے۔ اس صورت میں راہ نیصہ صاف ہے، دیکھنے والوں نے جرح و تعلیل اور جرح و تعلیل کرنے والوں کے وزن کی اندازہ کر لیا کہ اس شخص کی بات اس درجہ لائق رد و قبول ہے۔ المہ فن نے جرح و تعلیل میں خنیف خفیفت امور کو بھی نظر انداز نہیں کیا سوائے انبیاء علیہم السلام کے زیسا کوں شخص ہو سکتا ہے جس میں کچھ مکروہی نہ ہو یا جس میں تمام محاسن ہی محاسن ہوں یا جسکی ہربات شخص کو محبوب ہو۔ اس طرح جرح سے کوئی برداشت سے پڑا امام بھی نہیں بچ سکا۔ المہ پر جرح کرنے سے جرح کرنے والوں کا مقصد تو ہیں و تندیل کرنا نہ تھا یا یہ کہ وہ ان کو بغیر معتبر نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ ان امور کا اٹھارا س لئے ضروری تھا کہ کل کو یہ خیال پیدا نہ ہو جائے کہ رسول کیم کے سوا اور بھی معصوم ہوئے ہیں یا پہ کہ دانستہ ان لوگوں کی عیوب پوشی کی گئی ہے، خدا جانے ان میں کیا کیا عیوب ہوں گے۔ اس لئے کسی بزرگ پر ایسی معمولی جرحون کے دلیل کہ ماہر فن بخاطر نہیں ہوتا۔ اس کی نظر اس کی عرض و نعایت پر ہوتی ہے وہ الفاظ جرح

اور جرح کرنے والوں اور الفاظ تقدیل اور تعديل کرنے والوں کا وزن کر کے نتیجہ نکالتا ہے  
اس طرح جنوبی نتیجہ برآمد ہوتا ہے وہ یقیناً صفحہ ہوتا ہے

جرح و تعديل میں بھی اختلاف ہے اور اختلاف ہونا بھی چاہئے تھا لیونکہ ہر امام کا اپنا  
اپنا اجتہاد اور اپنے اپنے اصول ہیں۔ ان اصول کا استفچہ ہونا ضروری نہیں۔ ایک شخص  
ایک بات کو کسی قدر معیوب سمجھتا ہے، دوسرے کے نزدیک معیوب نہیں۔

ایک بات دو شخصوں کو ایک ہی ذریعہ سے پہنچی۔ ایک اس ذریعہ کو معتبر سمجھتا ہے دوسرा  
ضعیف خیال کرتا ہے بعض نے اس راوی کی تضیییف کی ہے جو کتاب دیکھ کر روایت کرے  
وہ سمجھتے ہیں کہ اس کا حافظہ قوی نہ تھا۔ بعض نے اس کو احتیاط پر محصول کیا ہے۔

امام شعبہ نے ایک شخص کی اس لئے تضیییف کی کا انہوں نے اس کو خچر دوڑاتے دیکھا تھا۔  
یہ امر ان کے نزدیک معیوب تھا۔ ہر شخص اس کو معیوب نہیں سمجھ سکتا۔

جرح و تعديل میں اس لئے بھی اختلاف ہوا ہے کہ ایک شخص کسی راوی سے ملا اسوقت  
وہ تندست تھا۔ اس نے اس کی توثیق کی۔ جب اس سے دوسرا ملا تو اس کو صحف حفظ و  
نیان کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ اُس نے اس کی تضیییف کی۔

ایک وقت کسی عقلمند سے بھی کوئی غلطی ہو جاتی ہے۔ ایک شخص ایک راوی کو خوب  
جانتا تھا کہ وہ دانشمند ہے، اس نے اسکی توثیق کی۔ کسی دوسرے کے سامنے اتفاقاً اُس سے  
کوئی امر کیک سرزد ہو گیا۔ اس پر اُس نے جرح کر دی۔

بعض جرحوں کا باعث معاصرانہ نوک جھونک بھی ہے پرانے بزرگوں میں نفسانیت تھی  
منافت تھی۔ چونکہ متقدمین میں ہر شخص اجتہاد کی قابلیت رکھتا تھا اور زبان کے خود مجتہد تھا۔  
اس لئے اختلاف اجتہاد سے بھی جرھیں پیدا ہوئی ہیں۔ اسی وجہ سے یہ اصول قرار دیا گیا ہے  
کہ ایک حدیث کی جرح معاصر حدیث پر قابل قبول نہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ جرح میں تعداد کبھی خواہش نفسانی سے اور کبھی حدیث

وعداوت وغیرہ سے بھی کجا تی ہے۔ غالباً متقدیں کا کلام اس قسم کی تقدی سے پاک ہے اور کبھی اعتقادی مخالفت سے بھی صادر ہوتی ہے۔ اس قسم کی جرجنیں متقدی ہی فتح میں خریں یہ پکڑت ہیں مگر اعتقادی مخالفت سے جرح کرنا غموماً ناجائز ہے (خبر)

تمام امور پر نظر کر کے الہ نے یہ قرار دیا ہے کہ بعض جگہ جرح تعديل پر مقدم ہوتی ہے بعض جگہ تعديل جرح پر مقدم ہوتی ہے۔ اگر جرح کے الفاظ اختہ میں جو عیب بیان کیا گیا ہے واقعی ٹرا عیب ہے۔ جرح بیان کرنے والا عالم و مقدس ہے، معاشرت و تعصیب کا داخل نہیں تو جرح مقدم ہو گی۔ اور اگر اس کے خلاف ہے تو تعديل مقدم ہو گی۔

جرح اور تعديل کرنے والوں کی تعداد پر بھی نظر کی جاتی ہے۔ یہی علامہ سبکی نے طبقات شافعیہ میں لکھا ہے اگر ایسا نکلیا جائے تو یہ امر علاوه اس کے رُعقل و النصف کے خلاف ہے اسکی زد سے کوئی امام بھی نہیں بچ سکتا۔ نہ امام مالک، نہ امام اعظم، نہ امام خواری۔

امام ابوالیوب سختیانی (المتوفی ۱۳۷ھ امام مالک کے استاد تھے) نے اپنے استاد امام حنبل بصری اور اعشن پر جرح کی ہے اور مدرس کہا ہے۔ علی بن ابیان نے امام شافعی کے رد میں کتاب لکھی۔ یہی قطان نے امام جعفر صادق کی روایتوں پر اعتراض کیا ہے، امام خواری پر امام سلم وغیرہ نے اعتراضات کئے ہیں۔ بعض نے ان کی صرف غلطیاں سنکالی ہیں۔

علماء نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ الہ بتوبین پر جرح نہ کیا جائے۔ انہوں نے یہ فیصلہ ہر سلوپ پر نظر کر کے اور ان کے معایب و میں بیان کرنے والوں کی تعداد دشان کو دیکھ کر ان امور کو سمجھ کر جو جرح میں بیان کئے گئے ہیں کیا ہے۔ امام شترانی نے لکھا ہے الائذہ كلهم على هدو من رجحه (میزان شترانی) ۵

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن

یہ فیصلہ قرین عقل و النصف ہے کیونکہ الہ بتوبین سے کسی ایسے امر کا نہ ہو ثابت نہیں جس کو واقعی جرح قرار دیا جائے۔

راوی کے محروم و مطعون ہونے کی دو قسمیں ہیں۔ پہنچ کا تعلق راوی کے صفت سے ہے اور پہنچ کا عدل سے ہے۔

## جرح ضبط

(۱) اس کا حافظہ خراب ہو۔

اس میں دو قسم کے آدھی ہیں۔ ایک وہ جن کا حافظہ یہ یہ خراب رہا۔ بعض نے اس قسم کے راویوں کی روایت کو شاذ کہا ہے، ان کی حدیث جب قبول کی جاتی ہے کہ جید الحفظ راویوں کی روایت سے متابعت کرے۔

دوسرے وہ کہ جن کا حافظہ بعد کو کسی وجہ سے خراب ہو گیا، ان کی وہ احادیث قبول کی جائیں گی جو اس عارضہ سے پہلے روایت کی ہیں اور بعد عارضہ جو بیان کی ہیں وہ اگر کسی صحیح حدیث کی موافق ہیں تو قبول کی جائیں گی ورنہ نہیں۔ ایسی روایتوں کو بعض نے حن لیخہ اور بعض نے صرف حن کہا ہے۔

(۲) راوی کو وہم ہو جاتا ہو (۳) راوی اپنے بیان میں فاش فاش غلطیاں کرتا ہو اور اس کو محسوس نکرتا ہو (۴) ضبط حدیث میں غفلت کرتا ہو (۵) مخالفت کرتا ہو مخالفت کی چھ صورتیں ہیں۔

اول یہ کہ راوی سیاق اسناد میں تغیر کرتا ہو۔ اس کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) روایت کئی سندوں سے ہے، راوی نے سبکو ملا کر ایک سند بنالی۔ اور اختلاف اسناد کو بیان کیا (۲) راوی نے روایت بیان کی۔ پہلی مرتبہ ایک لفظ بیان نکیا دوبارہ جب روایت کی تروہ لفظ بیان کیا (۳) راوی کے پاس دو حدیثیں مختلف سندوں سیں ہیں اس نے اس میں کتر بیونت کر دیا یعنی ایک حدیث کے الفاظ متن دوسری حدیث کے متن میں ملا کر ایک حدیث بنالی اور ایک سند سے بیان کر دی (۴) شیخ نے حدیث کی اسناد بیان کرتے ہوئے درمیان میں کچھ اپنی طرف سے بطور تشریح کہا۔ راوی شیخ کے الفاظ کو بھی جزوی

سبھج کر بیان کرتا ہے۔

دوم یہ کہ راوی تن حدیث میں اس طرح تغیر و تبدل کرتا ہے کہ صحابی و تابعی قبیح تابعی کے کلام کو حضور کے کلام میں ملا دیتا ہے۔

سوم یہ کہ راوی نے غلط فہمی سے سدلہ اسناد میں تقدیم تو ما خیر کر دی۔

چہارم یہ کہ راوی جب حدیث روایت کرے تو سدلہ اسناد میں زیادہ راویوں کو بیان کر جائے پنجم یہ کہ راوی حدیث بیان کرنے وقت جب اسناد بیان کرے تو دو حدیثوں کو اس طرح بیان کرے کہ تمام راویوں میں خلط ملٹ ہو جائے۔

ششم یہ کہ جس راوی نے بیاض حدیث لکھی ہے وہ ایسا خطہ اہل ملک میں غلطی ہو گئی یا الفاظ الٹ پلٹ ہو گئے۔

## جرح عدل

(۱) جہالت ہال راوی یعنی کسی راوی کا نام یا لقب یا کنیت اس طرح آئے کہ اس سے دوسرے شخص کا بھی گمان ہو سکے۔ یا روایت کرنے والا راوی عنہ کے حالات سے واقعہ نہیں یا روایت کرنے والا راوی اول کا نام ہی نہ ہے، یوں کہے اخباری شیخ یا رجل یا ابن فلان اگرچہ مبہم الفاظ سے اس کی تبدیل بھی نہ کوئی ہو جیسے اخباری الثقة لانہ قدیکون ثقة۔ اگر کسی راوی نے کسی ایسے شخص کا نام کسی روایت میں لیا تو اس کو محبوب العین کہیں گے اور اگر دو یا زیادہ نے روایت کیا اور کسی نے اس کی توشیق نہیں کی تو محبوب الکمال اور مستور کہنے لے۔

(۲) ارتکاب کمابر لیعنی گناہ کبیرہ کرتا ہو۔

(۳) بدعتی ہو۔ بدعتی کہی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ جن کے عقائد اہل سلام کے خلاف ہوتے ہیں۔ ایسے شخص کی روایت مردود ہے۔ دوسرے وجہ عقاید میں تو اسلام کی مخالف ہے مگر آباد نشانہات اور اسی قسم کی روایات میں قسم قسم کی تاویں کرتا ہے اگر وہ جھوٹ بولنا چاہئے نہیں سمجھتا تو اس کی روایت قبول کی جاسکتی ہے جیسے معتزلہ اور اگر جھوٹ بولنا جائز ہے،

تو اس کی روایت مردود ہے جیسے ہماری ۔

(۴) عجیب سمجھیب روایات و قصص و حکایات خلاف روایات صحیحہ بیان کرنے والا اسکی روایت مردود ہے ۔

(۵) وضاع ۔ یعنی حدیثیں بنانے والا، اسکی روایت مردود ہے ۔

### راویوں کے درجات

(۱) وہ لوگ جو نہایت متقدی، متدين، مشرع، قوی الحافظہ - ماہر علوم، ذکی و فہیم، عادل و ضابط تھے بدعتی نہ تھے ۔

(۲) وہ لوگ جو تکمیل اوصاف میں شل نہ برا کی کے تھے مگر حافظہ میں اُن سے کم تھے۔ اس میں دو قسم کے آدمی تھے ایک وہ حديثیوں کو لکھ لیتے تھے، دوسرا وہ جو لکھتے نہ تھے اگر کسی مقام پر بھول گئے۔ تو اس کے مفہوم کے موافق مراد ف لفظ لگادیا ۔

(۳) وہ لوگ جو متدين، مشرع، متقدی تھے مگر فہم و فراست میں علاوہ کی برادری نہ تھے جو یاد رکھ جو بھول گئے بھول چک کا خیال آیا تو حاطب اللیل کی طرح جو سمجھیں آیا لکھ دیا ۔

(۴) وہ لوگ جو متدين و مشرع تھے مگر کمی فہم و فراست کی وجہ سے مناقب مشاہدہ تر غیب و ترہیب میں حصر ہیوں میں اکی بیشی تغیر و تبدل کرتا، نئی حدیث بنانا جائز سمجھتے تھے ۔ اس میں چار قسم کے آدمی تھے ۔

ایک وہ جو دنیوی شرذجا ۔ کیلئے حدیثیوں میں تغیر کرتے اور نئی نئی حدیثیں بناتے، تاکہ لوگ اُن کی طرف رجوع ہوں ۔

دوسرے وہ جو اپنے فروعی مسائل کی تائید کیلئے اپنے اساتذہ کے الفاظ کو شامل ہڈت کر لیتے تھے ۔

تیسرا وہ جو کمی عقل و فہم کی وجہ سے شیخ کے الفاظ کو روایت بالمعنی سمجھ کر حداست سمجھ لیتے تھے ۔

چوتھے وہ دشمنانِ اسلام جو سماں والوں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے حدیثیں گھر تے تھے ان تمام اقسام میں ہر قسم کے راویوں میں بھی تفاوت ہے کیونکہ سب لوگ تمام صفات میں کیساں نہیں ہوتے۔ مثلاً کے راویوں میں کوئی کسی سے اتنا یہ کہ ہے کوئی کسی سے فہم و فراست میں زیادہ ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح ۲۳ و ۲۴ میں اس تفاوت سے حدیث کے مختلف اقسام قرار دئے گئے ہیں۔ جیسے حدیث صحیح کے اقسام صحیح لذاتہ و صحیح تغیر۔ انہیں راوی توما و ۲ کے ہوں گے مگر ایک دوسرے سے مارج میں کم پیش ہوں گے۔ راویوں کے اہتمام اوصاف کے لئے الفاظ مقرر ہیں جو اس کے ساتھ لکھے جاتے ہیں جسے معلوم ہو جاتا ہے کہ کس درجہ کا راوی ہے۔ اس کے چھ درجے تعديل میں مقرر کئے گئے ہیں چھ درج میں۔ اور ان الفاظ میں تین درجے ملحوظ رکھئے گئے ہیں۔ اشد۔ او سط۔ اضعف۔ جس راوی میں اوصاف بدرجہ کمال ہیں اس کے لئے جو لفظ ہوگا اس میں مبالغہ اور شدت ہوگی جو اس سے کم ہوگا اس کے الفاظ میں توسط ہوگا۔ جو اس سے کم ہوگا اس کے الفاظ میں ضعف ہوگا۔

## الفاظ تعديل

(۱) متقدی۔ قائم۔ قوی الحفظ ماہر علوم صحیح العقیدہ کے لئے۔

أَوْثِقُ النَّاسَ - أَصْبِطُ النَّاسَ - لَا أَعْرِفُ لَهُ نَظِيرًا - أَكْمَلُ الدُّنْيَا - جَبَلُ الْأَنْقَافِ  
إِلَيْهِ الْمُنْتَهَى فِي التَّثْبِيتِ وَغَيْرَهَا -

(۲) جن میں پہلے مرتبہ کے اوصاف اس مرتبہ والوں سے کم پائے جائیں لا یسأَلُونَهُ وغیره

(۳) مرتبہ دوم سے کم والوں کے لئے ثقة ثقة۔ حجۃ حجۃ۔ حافظ عالم، فقیر فاضل وغیره

(۴) مرتبہ سوم سے کم والوں کے لئے ثقة۔ ثبت۔ عدل وغیرہ۔

(۵) نمبر سے کم والوں کیلئے۔ صدق۔ لا باس یہ۔ صدق لہم۔ لہ اوہامر۔ يخطئ لغيره يآخره۔ لیس به باس وغیرہ۔

(۷) پانچویں سے کم والوں کے لئے جعل و ق ان شاء الله۔ ارجو لا بأس۔ صالح الحدیث۔ متفاہر الحدیث۔ حسن الحدیث۔ روی عنہ الناس۔

### الفاظ اجرح

(۸) چھٹے مرتبہ سے کم والوں کے لئے۔ ماینکرہ فیہ۔ فیہ مقال۔ فیہ ضعف، یعرف یمنکر۔ ہولیں کذلک۔ لیس بقوی۔ سئ الحفظ۔ مستور مجھول الحال لیس بالحافظ۔ لیس بثقة۔ لیس بحجۃ وغیرہ۔

(۹) ساتویں سے کم والوں کیلئے۔ لا یجتمع بہ۔ مضطرب۔ منکر الحدیث وغیرہ

(۱۰) اٹھویں سے کم والوں کیلئے۔ رد حدیث۔ مردود الحدیث۔ لا یکتب خدھیر

(۱۱) نویں سے کم والوں کیلئے۔ یسرق الحدیث۔ صہبہ بالکذب۔ ساقط۔ متروک ذاہب الحدیث وغیرہ۔

(۱۲) دسویں سے کم والوں کیلئے۔ کذاب۔ دخال۔ وضائی و غلادہ۔

(۱۳) گیارہویں سے کم والوں کیلئے۔ الکذب الناس۔ رکن مزار کان الکذب

معلم الکذب وغیرہ۔

### موضوعات

جب حدیثیں وضع ہونے لگیں تو المہر نے اصول روایت درایت کو وسعت دی۔ اور اس سختی کے ساتھ جانچ کی کہ سب کی تلقی کھل گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وضاعوں کے نام بھی ظاہر کر دے ان کے قائم کردہ اصولوں نے خود وضاعوں کو اقرار و وضع پر مجبور کیا۔ موضوع حدیثوں کو بھی قلمبند کر دیا۔ جن کتابوں میں موضوع حدیثیں ہیں۔ ان کے نام بھی بتا دے۔

عبداللہ کریم وھناء نے خود اقرار کیا کہ اس نے چار ہزار حدیثیں وضع کیں۔ (فتح المغیث)

خلیفہ کے دربار میں ایک زندیق نے اقرار کیا کہ اس نے یک ہزار حدیثیں وضع کیں ہیں۔

(تذكرة الحفاظ و تہذیب التہذیب)

فرقہ زنادقہ نے چودہ ہزار حدیثیں وضنعت کیں۔ (فتح المغیث)

مہلب ابن ابی صفرہ مشہور سی پاسال الد ولت امویہ ہنایت متفق پر ہیز گار تھے، مگر خارج کے خلاف حدیثیں وضنعت کرتے تھے (ابن خلکان) ابن حکیم مدینی - واقعی - مقائل بن سیدمان خراسانی - محمد بن معبد شامی - ترغیب و ترمیب کے لئے حدیثیں وضنعت کرتے تھے۔ (ابن خلکان)

آحمد جو باری - ابن عکاشہ کرامی - ابن عتیم فربابی یہ حدیثیں وضنعت کرتے تھے۔ ان کے متعلق ہشیل بن الری نے بیان کیا کہ ان لوگوں نے دسہزار حدیثیں وضنعت کیں۔ (تحذیر المسلمين  
مطبوعہ مصر نسخہ ۱۹)

سیلمان بن عمرو الخنی - وہب بن وہب القاصل حسین بن علوان - ابوالنجھری - سحن  
ابن نجیح - ابو داؤخنی - ابو سیراحد بن محمد الفقیہ المروزی - وہب بن حفص - محمد بن سعید  
ابوسعید مدائنی - محمد بن قاسم الطالقانی یہ لوگ حدیثیں بناتے تھے (تدریب الراوی)  
فرقہ کرامیہ (محمد بن کریم جستانی کی طرف منسوب ہے) کے لوگ ترغیب و ترمیب کیلئے  
حدیثیں بناتے تھے۔

یہ سیرہ ابن عبدربہ نے کہا۔ میں نے حدیثیں اس لئے وضنعت کیں کہ لوگ ڈر کر زہرا اختیار  
کریں (تدریب الراوی و کتاب الضعف الابن حبان)

گمراہ فرقہ اپنے عقاید کی تقویت کے لئے حدیثیں وضنعت کرتے تھے۔ ان کا تفصیل  
کے ساتھ کتابوں میں ذکر ہے۔

مسند النبصی - الریعون و دعایۃ - کتاب القضاۓ علوبیات - کتاب العروس یہ  
کتابیں موضوعات سے پڑھیں (تذکرۃ الموضوعات)

و فناءوں، مرسوں کے نام ظاہر کرنے اور موضوعات کے کتابوں کے نام تباہ کے  
علاوہ محمدین نے بھی موضوعات کو جمع کر دیا ہے۔ جیسے کتاب الموضوعات ابن جوزی،

موضوعات ابن عبد البر۔ موضوعات علی قاری۔ موضوعات شوکانی۔  
موضوعات کی شناخت کے اصول مقرر کر دے ہیں۔

(۱) جو قرآن کے خلاف ہو (۲) جو حدیث صحیح کے خلاف ہو (۳) جو عقل کے خلاف ہو  
(۴) جو مشاہدہ کے خلاف ہو (۵) جس میں رکاکت لفظی ہو اور راسی قسم کے قواعد ہیں ان کا  
ذکر دوسری جگہ ہے۔

**لب**  
موضوعات کا اثر مسحیات و اکل و شرب اور بعض معاشرتی امور طب اور مناقب شناخت  
واقعات گذشتہ، واقعات آئنہ ہیں ہیں۔ ارکان و احکام میں ان کا داخل معلوم نہیں ہوتا۔  
ایسے ایسے الہ حدیث ہوئے ہیں کہ جنکی بصیرت کی شہرت تھی۔ اور جو صلی و مصنوعی کی  
شناخت میں مہارت کامل رکھتے تھے۔ موضوعات کبیر ملا علی قاری میں ہے کہ خلیفہ کے ساتھ  
ایک وضایع پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اُس نے کہا ایم المُؤْمِنین مجھے تو آپ  
قتل کر دیں گے مگر ان چار ہزار حدیثوں کو کیا کریں گے جویں نے وضع کر کے راجح کر دی ہیں۔  
خلیفہ نے کہا تو عبد اللہ بن مبارک اور ابو سعید فزاری کو بھی جانتا ہے وہ موضوعات کا ایک  
ایک حرف سخال کر ہپنیکل دیں گے۔

امام محمد اصحابی بن خریبہ کا قول تھا کہ حبّ تک ابو حامد ابن الشرقی (المتوئی ۲۵۳ام)  
زندہ ہے کوئی جھوٹی روایت نہیں کر سکتا۔ (لای المصنوعة فی الاحادیث الموضوع)

## رسولؐ اور اطاعت

قرآن مجید میں بسیں جگہ اطاعت رسول کریم کا حکم ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول  
اسد کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو) اس آیت میں دونوں اطاعتوں کو علیحدہ علیحدہ  
بیان کیا ہے۔ اگر دوسری اطاعت ضروری نہ ہوتی تو علیحدہ بیان کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور  
پارہ جگہ دیگر انبیاء کی اطاعت کا ذکر ہے اور سوہ نصاریہ میں کل انبیاء کی اطاعت کے متعلق ایک  
حلگہ حکم ہے۔

سلطان ہر شخص کو مخالف ہنیں کرتے نہ ہر شخص اس کا اہل ہوتا ہے کہ سلطان اسکو منی طب کرے نہ براہ راست بادشاہ کی اطاعت ہو سکتی ہے۔ اس لئے یہ قاعدہ مقرر ہے کہ سلطان اپنی طرف سے وزراء و عمال کو مأمور کرتے ہیں۔ ان کے ذمیہ سلطان کی اطاعت ہوتی ہے اسکی اطاعت عین بادشاہ کی اطاعت ہے۔ بادشاہ فروعی معاملات کے متعلق کوئی حکم نہیں دیتا، اُس کے فرائیں اصولی ہوتے ہیں باقی فروعات کا مدار وزراء و عمال کی صوابیدیر پر ہوتا ہے جو فرائیں سلطانی کی تشریح کرتے ہیں۔ دنیا کا یہ نظام خداونی نظام کی نقل ہے یہی صورت خدا اور رسول کی اطاعت کی ہے۔ خداوند ذوالجلال نے قرآن میں بار بار یہی فرمایا ہے۔ کہ رسول کی اطاعت کرو۔ کہیں رسول کی زبان سے کہلایا ہے کہ میری اطاعت کرو۔

(اتقوا اللہ و اطیعوں۔ اللہ سے ڈڑوا اور میری اطاعت کرو) اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول مزدیق علی الرسول فقد اطاع اللہ۔ (اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی) ما ارسلنا مزرسول الا لیطع باذن اللہ۔ (ہمہ رسول اسلئے ہیجھ ہیں کہ ہمارے حکم سے اُن کی اطاعت کیجائے) خدا کے احکام اصول ہیں رسول کے احکام اُن کی شرح ہیں۔ اسی وجہ سے حکم ہے لقد کا زلکم فی رسول اللہ اسوة حسنة (رسول تہذیب لئے بہترین نمونہ ہیں) یعنی جس طرح رسول عمل کرے اسی طرح تم عمل کرو۔ اور رسول کے اقوال و افعال پر نظر کرو۔ انہیں کوشش لے بناو۔ ہمارے احکامات کی جو تفصیل باقی ہو رہے ہوں نے میں دیکھ لو۔

ایک فرقہ منکر حدیث ہے جو اہل القرآن مشہور ہے ان آیات کے متعلق وہ کہتا ہے کہ کوئی مراد آیات الکبیر یعنی خود قرآن ہے پیغمبر مراد نہیں۔ اطاعت سے مراد مراجعت ہے کیونکہ قرآن مجید میں خدا کے سوا دوسرے کی اطاعت کو شرک قرار دیا ہے لا یشک فی حکمه العدلا (اس کے حکم میں کسی کو شرک نہ رکھو) امر سے مراد طرز عمل ہے۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کا درسیانی واؤ تفسیری ہے۔

ہر مذہب کا بہترین زمانہ وہ ہوتا ہے جو صاحبِ نبی قریب ہو جیسا اُس زمانے کے لوگ صاحبِ نبی کے مقصد کو سمجھ سکتے ہیں۔ زمانہ بعدی کے آدمی نہیں سمجھ سکتے۔ اور صاحبِ نبی کے احوال کی تشریح جو اُس کے اصحاب یا قریب زمانے کے لوگ کرتے ہیں مدعاً صحیح ہوتی ہے ہندوؤں سے پوچھو بہترین زمانہ وہ تھا جو میں اور اُس کے شاگردوں کا تھا۔ بیان کے احوال کو جیسا اُس کے شاگرد سمجھ کوئی نہ سمجھ سکا۔ یہودیوں سے دریافت کرو یہی کہیں گے کہ اصحاب موسیٰ نورتی کو صحیح سمجھتے تھے۔ اور ان کا عمل بالکل نورتی کے مطابق تھا۔ عیسائی حواریین میں کو انجیل کا صحیح سمجھنے والے میسح کی صحیح پیروی کرنے والے بتائیں گے۔ ایک یورپین فضل نے صحیح لکھا ہے کہ ہر مذہب کا بہترین زمانہ اس کا ابتدائی زمانہ ہے (انوار القرآن ص ۲۴)۔ اس لئے قران و حدیث کا جو رجہ جو مطابق سلف صالحین تبلگ گئے ہیں وہی صحیح ہے۔ یہ کیونکہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ تیرہ سو برس تک ان آیات کا مطلب کوئی صحیح نہ سمجھ سکا۔ آج تک سارے بزرگان دین اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کا ایک ہی مطلب سمجھتے رہے اور تیرہ صدی تک اُمت مرحومہ فاطمی میں مبتلا رہی۔ یا ایسی کھلی ہوئی بات ہے کہ جنکو کوئی قبول نہیں کر سکتا۔

اب اگر اہل قران کے طریقہ پر اس کے معنی کے جاویں تو اس چار الفاظ کی آیت میں رسول مراد قران، اطاعت سے مراد موافقت، دو کے معنی میں مرادی جائیگی کیا یہی شان فضالت و بلاغت ہے کہ یہ چار لفظ تیس جگہ قران میں آئے اور کہیں اصل حقیقت نہ بیان کی جاسکی۔ اطاعت کے معنی اگر موافقت ہیں تو آیت میں دونوں جگہ ایک ہی معنے لینے چاہیں ایک ہی آیت میں ایک ہی لفظ کے دو معنی بیک وقت نہیں تبول کے جاسکتے۔ واوْ تفسیری سے یہ مطلب ہے کہ اطیعوا اللہ کی تفسیر اطیعوا الرسول سے کیجا تی ہے یہ خالی چند وجہ سے باطل ہے۔

واوْ تفسیری دو مراد ف یا ہم مصدق لفظوں یا فقردوں کے بیچ میں آتا ہے اور یہاں

ایسا نہیں ہے۔ واضح کی تفسیر نہیں کی جاتی۔ بہم کی تفسیر کی حاجت ہوئی ہے۔ (اطیعو اللہ اللہ کی اطاعت کرو) یہ ایک صاف بات ہے اس کے سمجھنے میں کسی جاہل احمد، گنوار بلکہ کسی بگل کو بھی دقت نہیں ہو سکتی پھر اس کی تفسیر کی کیا حاجت پڑیں آئی۔

بہم کی تفسیر واضح سے کی جاتی ہے (اللہ) واضح ہے سب جانتے ہیں کہ یہ خدا کا نام ہے اس کے کوئی دوسرے معنی ہی نہیں اسلئے یہ واضح ہے اس کو بہم نہیں کہہ سکتے۔ رسول کے کئی معنی ہیں اس لئے بہم ہے کیا عجیب بات ہے کہ واضح کی تفسیر بہم سے کی جاتی ہے۔ ایسا تو کوئی نالائق نشان را ورشاع بھی نہ کرے گا۔

اگر بہم ہی سمجھا جائے اور تفسیر کی ضرورت ہی خال کیجاۓ تو ایک دو گلہ تفسیر کرنا کافی تھا تیس گلہ تفسیر کرنا یہ تو کوئی معمولی مصنف بھی نہیں کر سکتا۔

امر کے معنی طریقہ عمل کے صحیح نہیں سب جانتے ہیں کہ امر حکم کو سہتے ہیں اگر طریقہ عمل کے معنی لئے جائیں تو یہاں بھی وہی دقت پڑیں آتی ہے (فاتبعونی و اطیعو امری)۔ میرا اتباع کرو میرا حکم مانو۔ فاتبعونی میں کوئی اختلاف وابہام نہیں۔ امری میں اختلاف وابہام ہے لہذا واضح کی تفسیر بہم سے ہوئی جو سراسر قواعد فصاحت و بлагفت کے خلاف ہے۔

رسول سے مراد پنیہری ہے قران نہیں، قرآن میں کہیں رسول کا لفظ کتاب کیلئے نہیں آیا۔ جہاں کہیں آیا ہے۔ پنیہری افرشته کے لئے آیا ہے۔ (یاقوہ لیس بوضیلاۃ ولکنی سویا مزریت العلیین (حضرت لوزح اپنی قوم سے کہتے ہیں) لے میری قوم میں گمراہ نہیں ہوں یہی خدا کا پنیہر ہوں) حضرت موسیٰ نے فرعون سے فرمایا (انی رسول مزریت العلیین میں خدا کا پنیہر ہوں) (انہا المسیح عیسیٰ بن صویو رسول اللہ یسوع میریم کا بٹیا اللہ کا پنیہر ہے)۔ حضرت جبریل نے حضرت میریم سے کہا (انہا انار رسول ربک)۔ میں تیرے رب کا رسول ہوں) (لقد صدق اللہ رسوله الرؤیا بالحق)۔ اللہ نے اپنے رسول کا خواب سچا کر دیا) خواب انسان دیکھتا ہے کتاب نہیں و مکہتی۔ (یا یہا رسول بلغ عالیٰ نزل

الیت۔ لے رسول یہو نچاہے جو تھوڑی پر نازل کیا گیا ہے) کتاب پر کچھ نازل نہیں کیا جاتا۔  
کما ارسلنا فیکم رسوہ منکم تلو علیکم آیاتنا۔ ہنئے نہیں میں سے اپنار رسول بھیجا۔  
جو تم کو ہزاری آیات پڑھ کر شناہی ہے) یہاں آیت اور رسول دونوں کو علیہ علیہ بیان کیا  
گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو خپریا ہیں۔ رسول پڑھ کر شناہی ہے، کتاب پڑھ کر نہیں  
شناہی۔ (هوا الذی بعث فی الاممیاں رسوہا صمدهم۔ ہنئے آن پڑھوں میں انہیں میں سے  
رسول بھیجا۔)

غرض قرآن مجید میں جہاں کہیں رسول کا لفظ آیا ہے اُس سے انسان یا فرشتہ مراد ہے  
کتاب و آیات کسی طرح بھی مراد نہیں ہو سکتے۔

یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اطاعت رسول کا حکم صرف اُنیٰ حیات تک تھا اگر یہ صحیح مانا جائے تو  
اُس کے یعنی ہوں گے کہ رسالتِ حرف اتنے ی عرصہ یکلے ہتھی یہ جو کچھ دنیا میں انقلاب کر لایا  
گیا یہ صرف ۲۳ برس کے لئے تھا۔ قرآن مجید کے احکام قیامت تک یکلے ہیں۔ اور قرآن مجید  
میں ارشاد ہے فَإِن تَنَزَّلْتَ فِي شَيْءٍ فَرَدْوَهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ۔ اگر تم میں کوئی نزلع  
ہو تو اُسے اور اُس کے رسول کی طرف رجوع کرو۔ جب رسول موجود نہیں تخيال نہ کر کے موافق  
یہ آیت بیکار ہو گئی یہ حکمِ بیب ہی کہ امراء مد ہو سکتے ہے کہ رسول سے مراد اقوال رسول ہو۔ اگر  
آثار رسالت کو نہ مانا جائے یا محکر دیا جائے تو کتاب و رسالت دونوں بیکار ہو جاتے ہیں۔

## تاریخ اور حدیث

تاریخ کا مبداء اول توصیص و حکایات ہیں جو نامعلوم زمانے سے زبانی بیان ہوتے  
چلے آئے ہیں۔ اور ہر حلقہ ہر زبان پر ان کے واقعات جدا گانہ ہیں۔ پیدائش عالم کے بارے میں  
ہندوستان میں اور ہری حکایتیں ہیں۔ ایران میں ان کے خلاف ہیں۔ چین والے ان دونوں  
سے علیحدہ بیان کرتے ہیں لقول ڈاکٹر سنویں حدیث: تاریخ ممل قدمیں قصد اوسہو اہنگ کچھ

تغیر و تبدل ہو گیا ہے۔ ان قصص و حکایات کے متعلق یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ راوی اول کون ہے۔ اور راویوں کے کیا حالات ہیں وہ نیک لوگ تھے یا بد تھے، راستگو تھے یا دروغنگو قوی ہا کافوظہ تھے یا ضعیف الحفظ، ان قصص کے بیان کرنے میں اُن کی کوئی ذاتی عرض ٹوٹنے مردی عنہ کی راوی سے ملاقات ہوئی تھی یا نہیں۔ مروی عنہ نے راوی کے الفاظ یا مفہوم کو محفوظ رکھا یا نہیں۔

مبدأ ثانی آثارات ہیں۔ یعنی کہیں سے پڑانے برتن ملے۔ کہیں سے ٹوٹے ہوئے ستار دستیاب ہوئے، کہیں کھنڈ راست نکلے، کہیں کوئی کتبہ ملا کہیں سے زیور وغیرہ ہاتھ لگا، ان تمام چیزوں پر نظر کر کے قرائیں و قیاس سے رائے فائم کی گئی کہ یہ سامان فلان قوم کا ہوگا اور اس کے ایسے حالات ہوں گے۔

چونکہ سرتنا پازبانی گپوں اور دور دراز قیاسات پر مدار ہے اسلئے موئخین کے بیانات ہوتے ہیں اور ان کے نظریے پر لئے رہتے ہیں۔

حدیث کے متعلق سب کو معلوم ہے کہ اس کا موضوع ذات پاک سرور کائنات ہے۔ آپ کے حالات قبل از ولادت سے بعد وفات تک کلی و جزئی طور پر ترازوں محلہات میں مذکور ہیں جن کو ٹلقہ و عامل راوی روایت کرتے چھے آئے ہیں اور ان کی جانچ اس سختی سے کی گئی ہے کہ اس سے زیادہ سختی قدرت انسانی سے باہر ہے۔ حضور کے افعال و اقوال کو بیان کرنیو اے راستگو، صلح الاعمال لوگ تھے، راوی و مروی عنہ کی ملاقات ثابت ہے، ان تمام راویوں کے تمام حالات کتابوں میں مذکور ہیں۔ جن کو محتاط صنفین نے خبست و تلاش اور تحقیق و تفتیش کے بعد لکھا ہے۔

علم حدیث کی تدوین و ترتیب و تحفظ کیلئے سو کے قریب فنون ایجاد ہوئے اور ہر فن پر کثیر التعداد مستقل تصنیف ہیں اور ان تصنیف کا سلسلہ چودہ صدیوں سے پرانا قائم ہے حدیث کی روایت بجز راستگو، صحیح التعید، صلح، ذی علم قوی الحافظ، صحیح الداع شفعت کے

قبول نہیں کیجا تی۔

اگر کسی شخص نے عمر بھر میں ایک دفعہ جھوٹ بولा اور اس نے توبہ کر لی تو مطابق قانون شرعاً<sup>ت</sup>  
او سکی شہادت قبول کی جائے گی لیکن مطابق ضوابط علم حدیث اوس کی حدیث قبول نہیں کی جائیگی  
دروغگو کیا مہتمم بالکذب کی روایت بھی مقبول نہیں۔

جب تک راوی اول سے آخر راوی تک کے حالات مع نلم و نسب اخلاق و عادات معلوم ہوں  
اس وقت تک روایت نہیں لی جاتی۔ اس لئے اسی وقت تک جو لوگ حدیث بیان کرتے آئے ہیں  
ان میں سے سب اپنے شیوخ کے حالات و سندهایان کرتے آئے ہیں۔ اور شیوخ کے حالات  
بعد تحقیق ضبط اختری میں آتے رہے ہیں۔

اس فیقر نے علم حدیث حاصل کیا ہے حضرت شیخ الہند ثانی مولانا سید شاہ حسین احمد صاحب  
فیض بادی مدنی مظلہ العالی سے۔ انہوں نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ  
سے انہوں نے مولانا رشید احمد گنگوہی و مولانا محمد فاقیم نائز تلوی سے اور ان دونوں بزرگوں نے  
شاہ عبدالغنی مہاجر مدنی سے انہوں نے شاہ اکھن دہلوی سے انہوں نے شاہ عبدالعزیز دہلوی سے  
انہوں نے شاہ ولی اللہ دہلوی سے۔

حضرت شیخ الہند کے اسانید رسالہ (الدالمنصود فی اسانید شیخ الہند محمود) میں اور حضرت  
شاہ عبدالغنی صاحب کے اسانید رسالہ (الیائع الحجی فی اسانید شیخ عبدالغنی) میں اور شاہ عبدالغنی صاحب  
کے اسانید رسالہ (عجائله نافعہ) میں اور شاہ ولی اللہ صاحب کے اسانید رسالہ ارشاد اور اور چند رسائل  
میں مذکور ہیں۔ کیا کوئی سوراخ اس طرح اپنی سندهایان کر سکتا ہے۔

## کتاب مفصل

قرآن مجید میں قران پر متعلق ارشاد ہے (تفصیلًا لِلْكَلْمَشیٌّ۔ اسیں ہر حنفی کی تفصیلی  
تبیان الکلمشی۔ اس میں ہر حنفی کا بیان ہے) ان آیات سے اہل القرآن کو یہ شبہ ہو گیا ہے

کہ جب قرآن کتاب فصل ہے تو پھر حدیث کی کیا ضرورت ہے۔ ضرورت حدیث کے متعلق ایک علیحدہ مضمون ہے تفصیل کل شئی اور تبیان کل شئی کا یہ مطلب ہے کہ حصہ ایمانیات، توحید رسالت سزا، جزا۔ حشر و نشر کا فصل ذکور ہے باقی معاملات وغیرہ کے متعلق ہر قسم کے اصول ہیں، یہی مطلب بزرگان سلف سے منقول ہے اور اسی کو عقل قبول کرتی رہی۔

الواح موسی کے متعلق بھی جن کی تعداد دس سے زیادہ نہ تھی تفصیل لکل شئی آیا ہے، کیا کوئی کہہ سکتا اور باور کر سکتا ہے کہ دس تختیوں میں تمام دنیا کے خریات و فروعات کا بیان ہے گا وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ۔ ہم نے لوحوں میں ہر قسم کی تفصیلیں اور ہر حیز کی تفصیل لکھدی تھی۔) یہ تختیاں سات یا دس تھیں۔ (جلالین) ان لوحوں کے متعلق بالیبل کا بیان ہے کہ ان میں احکام عشرہ تھے (استثناء باب ۲۵) کیا ان دس احکام میں دنیا کی تمام ضروریات اور خریات نہ کوئی تھیں یا سما سکتی ہیں؟ پھر تفصیل لکل شئی سے سوائے اس کے کیا مطلب ہے کہ حصہ ایمانیات کل نہ کوئی تھا۔ دنیا میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہو سکتی کہ اس میں تمام خریات محصور ہوں۔ خریات لا محدود ہیں اور زندگی حابیں پیش آتی ہیں ایسی بہت سی خریات ہوں گی جو وجود میں نہیں آئیں۔ تجربہ بتاتا ہے کہ قرآن موجود، حدیث کی سینکڑوں جملوں موجود تفسیر و فقہ کی حدود جملوں موجود، لیکن ان میں مل کر بھی خریات محصور نہیں۔ ان چودہ صدیوں میں اگر صرف اُن مسائل کو جمع کیا جائے جو وضو و غسل و طہارت کیلئے پیش کئے ہیں تو قرآن مجید کے کم ضخیم علمہ تیار نہ ہو۔

کوئی نہیں بتاتا ہیں وہ کہا کہ کتنے بلی بھنگ کی حرمت قرآن مجید کی کس آمیت میں ہے زکوٰۃ کی تفصیل کہاں ہے، حجّ کے تفصیلی احکام۔ نماز کی تعداد رکعات و اوقات وغیرہ کہاں ہے زیومی کے ساتھ اس کی بچوپی خالہ کو نکاح میں جمع کرنے کی حرمت کہاں نہ کوئی ہے، قاتل کا مقتل کے مال سے محروم ہونا کس آیت میں ہے

فرقة اہل قرآن کے امام الطالقیہ شیخ عبد اللہ چکٹا الوی نے لکھا ہے کہ قرآن میں ہر بات مفصل ہے

اونماز کتاب اسد کی تعلیم سے مشرح ہے (برہن الفرقان علی صلوٰۃ القرآن) لیکن اپنی نماز کی جسکو وہ صلوٰۃ القرآن کہتے ہیں جو ترکیب لکھی ہے اس کو قرآن سے ثابت نہیں کر سکے اُونکی نمازیں بجائے تسبیحات کے آیات قرآنیہ ہیں۔ تکیر اول کی جگہ و ان اللہ هو العلی الکبیار شایعی سبحانک کی جگہ اپنی وجہت و جھی للذی ام پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ہر موقع پر آیات مقرر کر لی ہیں مگر نہیں تباہ کتے کہ ان آیات کا تعین کس آیت کے حکم سے ہے۔ شیخ چکڑا لوی اذان کے منکر تھے۔ اسکو کفر و شرک سمجھتے تھے۔ لیکن اُن کے خلیفہ شیخ حشمت علی نے چند آیات قرآنی رہنا اتنا سمعنا ممنادیا اور غیرہ جمع کر کے ایک اذان بنالی، لیکن نہیں تباہ کتے کہ یہ تعین کس آیت کے حکم سے ہوتا ہے باوجود یہ کہ اُن کے نزدیک قرآن میں سب تفصیل ہے لیکن پھر ان میں تعجب خیز اختلاف ہے۔ شیخ چکڑا لوی کو قرآن سے پانچ وقت کی نماز ثابت ہوئی۔ اُن کے شاگردوں کو درود وقت کی نظر آئی۔ شیخ کو لعدا درکھات دو تین چار ثابت ہوئیں۔ مریدوں کو صرف دو ثابت ہوئیں۔ یہ کمی کتاب مفصل ہے کہ پرو مریدیں فیصلہ نکر سکی۔ باوجود اس دعوے کے کہ قرآن مفصل ہے اسکی تشریح کیلئے حدیث کی ضرورت ہے۔ شیخ چکڑا لوی جب خود ترجمہ کرنے بیٹھے تو صرف فقرہ ایموا الصلوٰۃ کی تشریح کے لئے اُن کو چار سو صفحات کی ایک کتاب لکھنی پڑی۔ ایک فقرہ کے سمجھانیکے لئے مجلد کتاب برہن الفرقان علی صلوٰۃ القرآن کی ضرورت ہوئی مگر ان حدیث کو جمع کیا جائے جو نماز کے متعلق ہیں تو اس سے نصف فتحامت کی کتاب بھی مرتب ہو۔ غرض تفصیل و تبیان کا یہ طلب کہ ایمانیات کا حصہ مکمل ہے اور اصول ہیں۔ چودہ صدیوں سے تمام امت نے یہی مطلب

سمجھا ہے

## منکرین حدیث کے اعتراضات اور آن کے جوابات

جہاں تک غور کیا گیا ہے منکرین حدیث کے خاص اعتراضات یہ وس ہیں۔

(۱) حدیث کی روایت عہد خلفاء راشدین میں منسوع تھی۔ عہد عباسیہ سلسلہ روایت شروع ہوا۔ ان میں اکثر بادشاہوں کی سیاسی اغراض کا دخل ہے۔

(۲) حدیث کا لکھنا اور اس پر تالیفات دوسری صدی کے بعد شروع ہوا۔

(۳) بعض حدیثوں سے رسول کیم اور مسلم پر اعتراضات قائم ہوتے ہیں۔

(۴) بعض حدیثوں سے نزول وحی حسب خواہش رسول ثابت ہوتا ہے۔

(۵) بعض حدیثوں سے تحریف قرآن ثابت ہوتی ہے۔

(۶) اگر حدیثیں خدا و رسول کے نزدیک واجب العمل ہوں تو ان کی حفاظت کا سامان بھی مثل قرآن کے ہوتا۔

(۷) بعض مسائل کے متعلق مختلف حدیثیں ہیں۔

(۸) قرآن مجید کے متعلق خود قرآن میں ارشاد ہے (تفصیلاً) لکل شئ و تبیان لکل شئ مپھر حدیثوں کی کیا ضرورت ہے۔

(۹) حدیث کو زیادہ سے زیادہ مثل علم تاریخ تیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱۰) بخوبی متواری روایات کے جو بہت قلیل ہیں اکثر احادیث اخبار احادیث علم و تقین حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ ظن غالب حاصل ہوتا ہے۔ ظن پر نہ رکھ کر دار رکھنا عقل و دلش کے خلاف ہے۔

(۱۱) رسول کریم سے بعض امور میں سہو و نیاں ثابت ہے۔ وحی آئی میں سہو و نیاں کا دخل نہیں مانا جاتا۔

(۱۲) قرآن کریم کامل کتاب ہے، وہ کسی چیز کا محتاج نہیں حدیث کو ماننا گویا قرآن کو محتاج ہے۔

## حوایات

(۱) گوشنہ رضائیں میں ثابت ہو چکا ہے کہ روایت حدیث عہد رسالت سے جاری تھی حضور نے اور خلیفہ اول و دوم نے کثرت روایت کو منع کیا ہے اور غیر احکامی حدیثوں پر روک ٹوک کی ہے۔ یہ دونوں خلفاء خود حدیث کے بڑے راویوں میں سے ہیں۔

اگر یہ مانجا کے کہ حدیث کی روایت اور حدیث پر عمل عہد عبارت سے شروع ہوا اور اس سے پہلے حدیث کوئی چیز تھی تو لازم آتا ہے کہ رسول کریم کے بعد تمام امت مرحومہ مگر اہمگئی اور دنیا میں ایک بھی سلمان نہ رہ۔ ایسی ناکامیاب نبوت تو اب نیا رساں یقین میں سے بھی کسی کی نہیں ہوتی۔ ختم المرسلین کی نبوت ختم ہو گئی اور ختم المرسلین سے زیادہ کامیابی نہیں پڑھیں رہا جس نے امت مرحومہ کو حکم خدا و رسول کے خلاف اتباع حدیث پر قائم کر دیا۔ اسکی میابی کی نظر دنیا کے کسی ملک، کسی قوم، کسی مذہب میں نہیں مل سکتی کہ عرب سے چین تک سب ایک خیال پر قائم ہو گئے۔ نہ اس کامیاب لیڈر کا کسی کونا معلوم، نہ صفات تاریخیں اس انقلاب عظیم کا ذکر کہ ایک گویند بھی خون کی شکری اور ساری دنیا کے سلمان ایک امر پر متفق ہو گئے۔ ایک بھی صراحتست قیم پر قائم نہ رہ۔ ہر مذہب میں ہر لیکھ میں ہر قوم میں جو جو تغیرت ہوئے ہیں۔ بالخصوص اسلام میں ان کا ذرا ذرا تذکرہ تاریخوں میں موجود ہے مگر اس انقلاب عظیم کا ذکر نہیں وہ کوئی عظیم اثر ان ہتھی تھی جس نے اصل مذہب کو اس طرح مٹایا کہ اس کا نشان صفات تاریخی پر بھی نہ چھوڑا، اور یہ انقلاب کس زمانے میں ہوا۔

خلفاء عہداری سے مسلم خلق قرآن راجح کرنا چاہا۔ ہر قسم کے جبر و ظلم کئے مگر یہ عقیدہ تسلیم نکر سکے۔ بنی امیہ نے بکچھ کیا مگر زیاد کے لگائے سے طوق لعنت سنال سکے۔ نادر شاہ نے کوشش کی کہ صرف حنفی شافعی صنبلی مالکی مذاہب کے لوگوں کو ایک امر پر متفق کر دے مگر نہ کر سکا۔ یہ ایسا انقلاب کہ جس کا نشان بطور آثار قدیمیہ بھی باقی نہ رہ۔ کتابوں میں بھی تذکرہ مفرط۔ کس نے کرایا۔ کب کرایا، کیونکہ کرایا۔ اگر درحقیقت یہ انقلاب کرایا گیا ہے تو یہ عجزہ ہے اور تمام

ابنیا کے معجزوں سے بڑھ رہے خاتم النبین سے بلند مرتبہ کون ہے جس نے اُن کے کام کو ایک معجزے کے طور پر لوٹ دیا اُن سے بزرگ سنتی توجہ باری غرامہ کی ہے بروزِ القلب انہوں نے ہی کرایا ہے اُن کے سوا اور کسی سے اس طرح ممکن ہی نہ تھا۔ اور حجہ انہوں نے کرایا ہے توحیق ہے۔ اس اعتراض کے باقی حصے کے متعلق علیٰ مضمون ہے۔

(۲) اس اعتراض کا جواب سابقہ مضایں میں آگیا۔

(۳) کوئی صحیح حدیث ایسی نہیں جس سے حضور علیہ السلام یا اسلام پر کوئی معمول اعتراض ہو سکتا ہو، اگر کوئی غیر صحیح حدیث ایسی ہے تو اس کی ذمہ داری اہل حدیث و محدثین پر نہیں کیونکہ حوثیز اُن کے اصول روایت و درایت کے اعتبار سے درجے گرائی وہ اُن پر صحیت نہیں۔ باقی مутضر اور اعتراضات کا روکنا کسی کے لیس کی بات نہیں پنڈت دیانہ نے **إِسْمَ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** چیز ستر ک و صاف جملے پر بھی اعتراض کئے ہیں ایسے مفترضوں اور اعتراضوں کی طرف متوجہ ہونا اہل حق و اہل علم کا کام نہیں قرآن مجید میں قصہ افکد ہے۔ ام المؤمنین حضرت زینیہ کے نکاح کا ذکر ہے۔ مخالفین حق نے ان واقعات پر کثرت سے اعتراض کئے ہیں منکرین حدیث جو جواب ان آیات گیلے تجویز کریں وہی حدیث کے لئے سمجھ لیں۔

(۴) اگر وحی کا نزول ہوافق نثار حضور ہوا تو اس میں کیا حرج ہے اور یہ کیا اعتراض ہے خود قرآن مجید کی بعض آیات سے نزول وحی حسب خدا ہش رسول اکرم تابت ہے حضور دل سے چاہتے تھے کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ آپ کی یہ آرزو پوری کیلئی **قَدْ نَزَلَتِ تَقْلِيْتُ وَجْهَكَ فِي السَّمَاءِ فَلَمَّا رَأَيْتَكَ قِبْلَةً تَرْضِيْهَا فَوَلَّ وَجْهَكَ شَطَرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ** ہم دیکھتے ہیں پھر جانا تیرامنہ آسمان میں سوا البتہ پھر نیکے تھکو جس قبلہ کی طرف تو راضی ہے اب پھر مسنا اپنا طرف سجد حرام کو۔ رسول کریم کے مکان میں صحابہ کھانا کھانے آئے کھانا کھا کر باتیں کرنے لگے آپ کو یہ امر گران تھا

لیکن آپ کہتے ہوئے شرمناتے تھے اس پر وحی نازل ہوئی۔ ان ذلک رکا زیوڈی النبی فیستحی مِنْکُو وَاللَّهُ لَا يَسْتَحِی مِنَ الْحَقِّ۔ تمہاری اس بات سے بنی کو تحکیف تھی۔ اوزوہ تم سے شرمناتا تھا۔ اللہ تعالیٰ بات بتانے میں شرم نہیں کرتا)

حضرت زید صحابی نے اپنی بیوی حضرت زینب کو طلاق دیدی۔ رسول کریمؐ کا ارادہ ہوا کہ وہ زینب سے نکاح کر لیں لیکن یہ دستور عرب کے خلاف تھا۔ اسلئے آپ اس خیال کو ظاہر نہ کرتے تھے جو پڑتے تھے اس پر وحی نازل ہوئی۔ وَخَفِی فِی نَفْسِكَ مَا أَللَّهُ مُبْدِیْهُ وَخَشِیْهُ النَّاسُ۔ (تو اپنے دل میں وہ بات چھپا تھا جس کو اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا اور لوگوں سے ڈرتا تھا) غرض مامور کے نشانے کے موافق احکام کا نافذ ہونا کوئی قابل اعتراض نہیں۔ رسول اللہ تو مامور من اللہ تھے قرآن مجید کی بعض ایتیں صحابہ کی رائے کے موافق نازل ہوئی ہیں۔ علوم قرآن کے متعلق موافقات صحابہ ایک ستقل فن ہے اور اس پر بہت سی تصانیف ہیں یعنی اے باغیان بنت کی تجھ کو خبر بھی ہے

(۵) حدیثیں ہر قسم کی ہیں موضوع بھی ہیں، ضعیف بھی ہیں، صحیح بھی ہیں ان کے رد و قبول کا مداران کے درجہ پر ہے۔ کاظموں کے خوف سے پھولوں کو نہیں جھوڑا جاسکتا، صحیح حدیث کوئی ایسی نہیں جس سے قرآن پاک کے خلاف کوئی اعتراض ثابت ہو۔

(۶) اصل شریعت قرآن مجید ہے جب وہ محفوظ ہے تو کسی قسم کا خطروہ نہیں۔ اسی کی شرح کا اسی طرح محفوظ رکھنا ضروری نہیں۔ عالم الغیب جانتا تھا کہ اس کے ایسے بھی بندے ہوں گے جو دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر کے دکھا دیں گے علم حدیث کی تاریخ پر نظر کرنے سے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ قرآن ایک شخص و معین کتاب ہے اس کے ہر لفظ کی حفاظت ہو سکتی ہے اور ہوئی بھی ہے۔ حدیث حضرتؐ کے خواب خور، سفر و حضر، خلوت و جلوت کے حالات کا مجموعہ ہے اس کی وسعت لفظ لفظ کو محفوظ رکھنے میں فراہم ہوتی ہے۔ قرآن کلام الہی ہے۔ جس کا لفظ لفظ حکمت ہے۔ ایک حرف کے بد لئے سے کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ کسی کے امکان یہ نہیں

کفران کا ایک لفظ ہے اکراوس موقع کے لحاظ سے اس مفہوم کے موافق دوسرالفظ رکھدے۔ حدیث میں ہم معنی لفظ آنے سے بہت کم مفہوم بدلتا ہے۔ قرآن کی طرح حفاظت حدیث کا سوال کوئی قرآن پایاں رکھنے والا کوئی اہل کتاب نہیں کر سکتا۔ سب جانتے ہیں کہ وحی متلو توریت زبور انجیل کی حفاظت بھی خدا نے مثل قرآن کے نہیں کرائی۔ پھر دھی غیر مستدو کے لئے اقسام کا استمام کیوں کیا جاتا۔

خدا اور رسول کے کلام کا فرق بھی اس حفاظت کے سوال کو حل کرتا ہے۔ اگر غور کر دیکھا جائے تو حدیث کی حفاظت اگرچہ قرآن کی طرح نہیں ہوئی مگر ایسے بنیظیر طریق پر ہوئی ہے جو ایک معجزہ ہے۔

رسول کریمؐ کے عہد میں قرآن کے حفاظت تھے۔ سارا قرآن سیکھو بیانہ تھا۔ بعض ایک ایک دو دو سورتوں کے حافظ تھے۔ حدیث کے حفاظ بھی تھے۔ ابو ہریرہ ایک ثلث شب حفظ حدیث میں صرف کرتے تھے۔ اونے (۵۳۷) حدیثیں مروی ہیں۔ تین ہر احادیث پر مدار احکام ہے ان میں سے لضافہ ان کی روایات ہیں۔

سمرہ بن جندب حدیثیں حفظ کرتے تھے۔ جس طرح تھوڑا بہت قرآن بہت سے صیاب کو حفظ کرتا۔ اسی طرح تھوڑی بہت حدیثیں بھی سبھی کو میاد دھیں۔

اُن اصحاب کی تعداد گیارہ ہزار ہے جنہوں نے کسی نہ کسی طرح اقوال و احوال رسول کریم کو اُمّت تک پہونچایا ہے، ملک تمام حدیثوں کا کوئی ایک حافظ نہ تھا۔

جس طرح قرآن کی مختلف سورتیں مختلف اصحاب کے پاس لکھی ہوئی تھیں اسی طرح حدیثیں بھی اصحاب کے پاس لکھی ہوئی تھیں۔ جس طرح ابو بکر و عمر نے قرآنی آیتوں کو شہادت لیکر قبول کیا اسی طرح حدیثوں کو قبول کیا۔

۰ جس جرأت وہمت و صداقت سے صاحبہ و تابعین و تبع تابعین نے حدیثوں کو آئے والی نسلوں تک پہونچایا ہے۔ دنیا کی تاریخ اس کی نظر نہیں پیش کر سکتی۔ حدیث کی حفظت

وتدوین کے لئے قریب سو کے فنون ایجاد ہوئے۔ لق و دق میان بھروسہ، کوہ و صحراء چنان  
مارے ایک لیک حدیث کیلئے بے آب و گیاہ میداں میں مہینوں کا سفر کیا۔ حدیث کی  
جایچ کیلئے اپسے سخت اور معقول شرعاً اُلط قائم کئے کہ جس سے زیادہ عقول اشتری تجویز نہیں  
کر سکتیں۔ راویوں، اقسام حدیث، کتابوں کے طبقات سب قائم کردے موصنواعات  
اور وضاعوں کو نام نہیں دیا۔ اگر کسی شخص کا جھوٹ بولنا ثابت ہو جائے اور وہ توہیر کرے  
تو اس کی شہادت تو قبول ہے مگر حدیث قبول نہیں۔ جھوٹ بولنا تو اکیطرف ہم بالکل زب  
کی حدیث بھی قبول نہیں کی جاتی۔ امام بخاری نے ایک ادنیٰ شہ پر ایک شخص سے دس تراحدیں  
چھوڑ دیں۔ راویوں کے حالات کو اس طرح کھول دیا ہے کہ کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں  
رہتی جس روایت میں علی بن مینی۔ یحییٰ بن معین۔ عبداللہ بن مبارک ہوں گے وہ اعلیٰ  
درجہ کی ہوگی جس روایت میں محمد بن احقی ہونگے وہ منعیف ہوگی جس روایت میں ابن عکاش  
کرمانی ہوگا وہ موصنوع ہوگی۔

سچ بہتر بخاری کی حدیثیں ہیں پھر سلم کی، اس کے بعد دیگر کتب صحیح کی، ان کے  
بعد اور حدیث کی کتابوں کی درجہ بدراجم، اس کی تفصیل کسی جگہ ہے۔ اسی طرح موصنوعات  
کی تفصیل بھی لکھی گئی ہے۔

حدیث کے حفاظ بھی کثیر تعداد میں ہوئے ہیں۔ تذكرة الحفاظ وغیروکتب میں ان کا  
تفصیل ذکر ہے۔

امام احمد بن حنبل کو دس لاکھ، حافظ ابو زرعہ کو سات لاکھ۔ یحییٰ بن معین کو دس لاکھ  
امام سلم کو تین لاکھ، امام ابو داؤد کو پانچ لاکھ۔ حافظ ابو بکر کو ایک لاکھ۔ حافظ ابوالعباس کع  
تین لاکھ سے زائد۔ اسحاق ابن راہویہ کو سترہزار حدیثیں یاد ہیں یہ ہم نے دو چار حصہ  
کی تفصیل لکھ دی ہے۔ باقی اور بہت سے حفاظ حدیث کا اس کتاب میں ذکر ہوگا۔

(۲) پہلی میان کیا جا چکا ہے کہ حضور علیہ السلام عادات و مباحثات و سنن میں ایک مر

پائندہ رہتے تھے اور نہ یہ پائندی ممکن تھی۔ الٰہ نے اخیر زمان کے اقوال و افعال کو جنت گدانا ہے ایک مسئلہ ہے متعدد روایات کا ہونا مضر نہیں مفید ہے۔ کہ لیکن حکم عمل کرنے کی چند صورتیں پسند اہم گئیں اگر یہ روایتیں ہنہ تو تخلیف کا باعث ہوتا۔

(۸) اس کے متعلق علیحدہ مصنفوں ہے۔

(۹) حدیث و تاریخ کے متعلق علیحدہ مصنفوں ہے۔ حدیث و تاریخ میں یہ فرق ہے کہ علم حدیث ایک صحیح علم ہے علم تاریخ مشتبہ علم ہے ان دونوں میں کوئی نسبت بھی نہیں۔

(۱۰) بہت سے معاملات عدالت میں اخبار احادیث سے پیش ہوتے ہیں اور تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اگر زج ہر شاہد کو جھوٹا سمجھے اور ہر شہادت کی تلاش حد تو اترکرے تو دنیک کام درہم برہم ہو جائیں۔ ہر شخص صرف خبر واحد یعنی اپنی مان کے بیان سے اس امر پر قین کرتا ہے کہ وہ فلان شخص کی اولاد ہے۔

اکثر خبر واحد کو قوی قرینیہ کی بنابر ترجیح دینی پڑتی ہے۔ قرآن مجید کا کلام ہی ہونا ہم کو صرف خبر واحد سے معلوم ہوا۔ رسول کویم کی صدق و راستاری پر نظر کر کے تصدیق کو تکذیب پر ترجیح دی گئی۔ یہی صورت احادیث میں ہے۔

وہ شہادتیں جن کی بنابر قرآن ایک مسلمان کے خون کو مباح کرتا ہے اُن پر قینطنیے حاصل ہوتی ہے۔ مشاہدہ یعنی وتجہ حستی کے سوا ذیماں کوئی ذریحہ ایسا نہیں ہے جو مغایقیں ہو سکتا ہو۔ تو اتر کو بھی محض اس فیاں کی بنابر قینی سمجھا جاتا ہے کہ بہت سے آدمیوں کا جھوٹ پر متفق ہو جانا مستبعد ہے۔

یہ خیال بھی غلط ہے کہ متواتر حدیثیں کم ہیں۔ کتب احادیث جو علماء عصر میں متداول ہیں اُن کا انتساب جنم صنف کی طرف کیا جاتا ہے وہ ایک قینی امر ہے پس مصنفین اگر انہیں کتابوں میں متفق ہو کر ایک حدیث کو اس قدر روات سے روایت کریں، کہ عادتاً اُن کا جھوٹ پر متفق ہونا یااتفاقاً اُن سمجھوٹ کا سرزد ہونا ممکن نہ ہو تو لاریب وہ حدیث متواتر ہوگی

لہو ضرور اس کتابت قابل کی طرف بطور علم تلقینی کے ہو گا۔ ایسی حدیثیں کتب حدیث میں کثرت ہے ہیں۔

(۱۱) وحی متلو اور وحی غیر متلو دونوں کا تعلق مسائل سے ہے نہ تمام دنیوی امور سے رسول کریم سے کسی سلسلہ کے تعلیم یا بیان میں ہوں نیاں کا ہونا ثابت نہیں بعض عمومی دنیوی امور میں دو ایک دفعہ ایسا ہوا ہے جیسے ایک خواب کی تعبیر میں آپ کو غلطی لگی مسائل میں کبھی کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ وحی کے دونوں صور کا تعلق زیادہ تر مسائل و تعلیم سے ہے۔

(۱۲) یہ ایک معاملہ ہے قرآن مجید کامل کتاب ہے۔ اس کو کسی چیز کی احتیاج نہیں۔

لیکن ہم کو اس کے سمجھنے کیلئے بہت سی چیزوں کی ضرورت ہے۔ زبان عرب۔ لغت، صرف خو۔ وغیرہ وغیرہ بغیر ان علوم میں سے تکہ پیدا کئے ہوئے قرآن کس طرح سمجھیں سکتا ہے اسی طرح اس کے اصل نشانہ کو معلوم کرنے کیلئے ہمیں اس مقدس ذات کے اقوال افعال کی ضرورت ہے جس نے منجانب اللہ اس کلام پاک کو پیش کیا ہے۔ کیونکہ اس سے بہتر کوئی نشانہ سمجھنے والا نہیں ہو سکتا۔ اور ہمارا علم و فہم فرست باہم متفاوت ہے اس لئے ہم کو دنیا میں ایک حکم کی ضرورت ہے۔

اس اعتراض کی پیار کوئی کہنے والا کہ سکتا ہے کہ خدا قادر طلق نہیں کیونکہ وہ اپنا پیام بندوں تک پہنچانے میں جبریل اور رسول کا محتاج بنا، اگر قادر طلق ہوتا تو پہنچنے بندوں میں سے ہر ایک کو اپنے حکام سے آگاہ کر دیا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک کی طرف سے جو کچھ انسان کو عطا ہوا ہے وہ ایک فاطمہ اور قالون کے تحت ہیں ہے۔ خدا نے جبریل کیوسط سے قرآن رسول تک پہنچایا۔ رسول نے بندوں کو پہنچا یا کہنے کے بندوں کی تعداد بہت بیشی اور فہم و فرست میں متفاوت نہیں ہے ان اصول کی تشرع کر کے سمجھا دیا۔

با وجود تفصیل انکل شی پراصر کے شیع عبد اللہ حکڑا الی نے قرآن مجید میں مجاز و کنایہ

بہت ہی تسلیم کیا ہے۔ اس صورت میں اور زیادہ حدیث کی ضرورت ہے کہ مجاز و کنایت کی تشرع وہی شخص کرے جو اس کا لانے والا ہے قرآن مجید میں کئی جگہ ارشاد ہے هوالذی انزل علیک الکتب منه آیت مُحکمات هن امر الکتب واخر متشابهات اللہ نے کتاب آتا ری جس میں کچھ آیات حکم ہیں اور کچھ متشابهات ہیں) مُحکم یعنی واضح المعنی، مشرع الدلالۃ۔ متشابهات جن کے معنی واضح نہیں اس لئے ان کے تفصیل و تشرع کی ضرورت ہے واضح المعنی آیات کے متعلق فرمادیا ہے کہ وہ اصول ہیں ام الکتاب ہیں یعنی اصول کو واضح کر کے بیان کر دیا۔ متشابهات یعنی فروع کی توضیح نہیں کی۔ اس کی توضیح اس شخص پر چھوڑی جو کہ کوہ پشی کر رہا ہے۔ فروع کی توضیح کی صورت میں کتاب حد تکلیف بری سے بڑھ جاتی۔

## خلفاً و حکامَ نَ وَضْعَ وَلِدَّيْسَ كَوَرُوكَا

خلیفہ مہدی عباسی (المتومنی ۱۶۹ م) کو کبوتر آڑانے کا شوق تھا۔ ایک دن خلیفہ کبوتر آڑا رہا۔ غلام بن ابراسیم آیا۔ اس نے کہا ابھر ریہ سحر فوغاً روایت ہے کہ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ لا سبق الالا فی لصل او خف او حافر او جناح۔ گھوڑوں اور ٹوں کبوتروں کے سوا اور کسی چیز من دون ڈھانپا نہیں) حدیث میں کبوتر کا نام نہ تھا۔ یہ اس نے خلیفہ کو خوش کرنیکے لئے اپنی طرف سے بڑھایا۔ خلیفہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ شخص جھوٹا ہے کبوتر اس نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے۔ اور حکم دیا کہ تمام کبوتر فتح کرنے جائیں۔  
(تاریخ الخلفاء)

مقابل بن سیدمان نے خلیفہ مہدی سے کہا میں تمہارے لئے حدیثیں وضیع کر دوں خلیفہ نے ہلبیجے اس کی ضرورت نہیں (تدریب الراوی)

خلیفہ ہارون رشید (المتومنی ۱۹۵ م) کے حضور میں ایک شخص پشی کیا گیا کہ یہ حدیثیں وضیع کرتا ہے خلیفہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اس نے کہا امیر المؤمنین مجھ کو آپ

قتل کر دیں گے مگر ان چار ہزار حدیثوں کو کیا کریں گے جو میں نے رسول کی طرف منسوب کر کے مشہور کر دی ہیں۔ خلیفہ نے کہا تو عبد اللہ بن مبارک اور ابو الحسن فزاری کو بھی جانعہ وہ موصوعات کا ایک ایک حرف سخال کر پہنچنکر دیں گے (موصوعات بکیر ملا علی قاری) ایک شخص نے مکہ میں ایک موضوع حدیث بیان کی۔ این جان محدث نے اسکو تو کا اور کہا بادشاہ کو اطلاع کیجائے گی۔ اس نے فوراً توبہ کی۔ (میزان الاعتدال)

ابن ابی العوچار عبد اللہ کرم ظاہرؑ ایک متقدی شخص تھا اور بڑا دولتمند تھا۔ محمد بن سیدمان ابن علی گورنر کوفہ کو معلوم ہوا کہ وہ حدیثیں وضع کرتا ہے اس لئے اس کو گرفتار کر لیا اسکی ظاہری پرسیز گاری اور دولتمندی کی وجہ سے لوگوں نے اوس کی سفارش کی لیکن گورنر نے ایک نہ سُنی پھر گورنر کو ایک لاکھ روپت دینی چاہی اس نے اس کو بھی رد کر دیا اسکے بعد عبد اللہ کرم نے بعض عہد میداروں سے سازباز کر کے خلیفہ سے حکم اتنا عی جاری کرایا مگر گورنر نے کچھ ریوانہ کی اور اس کو قتل کر دیا۔ اس نے بوقت قتل اقرار کیا کہ میں نے چار ہزار حدیثیں وضع کی ہیں۔ (طبری جلد ۹ و ابن الاشر)

## سلطنت کا اثر علم حدیث پر

خلافاء راشدین کی طرف تو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے حدیثیں وضع کلائی ہوں گی یا وضع حدیث سے خوش ہوئے ہوں گے پہلے دو حضرات تو روایت کے معاملہ میں سخت تھے آخر کے دلوں حضرات نے بربادی ضرورت و مصلحت اس روک کو اٹھا دیا تھا۔ امیر معاویہ بھی اس معاملہ میں سخت تھے انہوں نے حکم دیا تھا کہ حضرت عمر کے خہد کی حدیثوں کو لکھا جائے (مسلم) یزید عنید امور خیر و صلاح سے بے بہرہ تھا اس کا اسظر کسی طرح بھی توجہ کرنے کا کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا۔ مروان نے حضرت زید بن ثابت کی حدیثیں لکھائیں (مندداری) بنی امية حضرت علی کے مخالف تھے۔ اگر محمد بن

بنی امیہ کی سیاسی اغراض کا لحاظ کیا ہوتا تھا حدیث کی کتابوں میں حضرت علیؑ کے شاپ اور ابی همیر معاویہ کے مناقب بھرے ہوتے ہوئے ہوتے۔ اور خلفاء عباسیہ بنی امیہ کے شاپ اور حضرت عباسؓ کے مناقب میں ہزاروں حدیثیں وضع کر دیتے۔

حدیث کا ذیرہ اس قسم کی روایات سے خالی ہے اگر شاذ و نادر کوئی روایت ہے تو اس کو محدثین نے موضوعات و ضعاف دغیرہ میں شامل کیا ہے۔

اسی طرح سادات، فاطمیین و علویین کے مناقب و ستحقاق میں حدیثیں ہوتیں۔ بعض خلفاء نے در پر حضرت اس قسم کی خواہش کی مگر محدثین نے سختی سے ان کی خواہش کو رکھا۔ واقعہ انک کے متعلق قرآن مجید میں ہے (وَالذِّي تُولِيَ الْكُرْبَلَةَ عَذَابٌ عَظِيمٌ) جس نے اس الزام میں بڑا حصہ لیا ہے اس کے لئے در دن اک عذاب ہے) بعض خلفاء بنی امیہ کا مشاہدہ کر اس سے حضرت علیؑ کو ثمل کریں۔ ایک مرتبہ خلیفہ ولید بن عبد الملک نے امام زہری سے سوال کیا کہ آپ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ واقعہ انک میں علیؑ بھی شریک تھے، انہوں نے کہا نہیں۔ لہتاری ہی قوم کے دو ادمیوں یعنی ابو سلمہ بن عبد الرحمن و ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث نے مجھے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اُن سے فرمایا کہ علیؑ اس الزام سے بُری تھے۔ (صحیح بخاری) خلیفہ ہشام بن عبد الملک نے سیدمان بن یار سے کہا (الذِّي تُولِيَ الْكُرْبَلَةَ) کوئی ہے انہوں نے کہا عبد اللہ بن اُبی۔ خلیفہ نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو علی ہیں پھر امام زہری کے اُن سے بھی یہی سوال کیا انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ خلیفہ نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو امام نے اس پر خلیفہ کو سخت جواب دیا، خلیفہ نے ہنسکر کہا ہم نے اس بُری تھے کو غصہ دلا دیا۔ (تہذیب التہذیب)

اگر روایت حدیث خلفاء کے تقریب خوشنودی کے طالب ہوتے تو اہل بیت سے روایت نکلتے حالانکہ سدا اسنا دیں امام نسائیؓ کے نزدیک جو چار سیمے سے اعلیٰ ہیں۔ ان میں ایک سلسلہ وہ ہے جس میں اہل بیت کے سوا کوئی نہیں (الزہری عز علیہ بن الحسین

## عَزَّازِيَّهُ مَعْنَى حَدَّادٍ (لِتَهْذِيبِ التَّهْذِيبِ)

امام زین المغابدین کی روایت جو امام حسین یا حضرت علی سے ہے صاحع الاسانید کہلاتی ہے امام عُمرشؑ کو خلیفہ شہام بن عبد الملک نے خط لکھا کہ آپ حضرت عثمان کے مناقب او حضرت علی کے معایب لکھ لیجیں امام نے وہ خط بکری کے آگے ڈال دیا۔ بکری چاگئی اور قاصدے کہا خلیفہ سے کہدیتا کہ یہی تھا راجواب ہے قاصد نے عاجزی سے کہا کہ خلیفہ نے قسم کھائی ہے کہ اگر تو اس کا جواب نہ لایا تو قتل کر دوں گا۔ جب اُس نے بہت کچھ کہا تو امام نے جواب میں لکھا کہ اگر عثمان میں تمام دنیا کی خوبیاں ہوں تو وہ تیرے کے مفید نہیں۔ علی میں تمام دنیا کی بُرا میاں ہوں تو تیرے کے مضر نہیں صرف اپنی ذات کا خیال رکھو (ابن خلکان) تھے مشہور ظالم و خونخوار حجاج بن یوسف نے کہا کہ امام حسین رسول کریم کی ذمیت میں شامل ہے عیسیٰ بن معاشر محدث موجود تھے۔ انہوں نے کہا لے امیر لوحجوت کہتا ہے حجاج نے کہا قرآن سے ثابت کرو ورنہ قتل کر دوں گا انہوں نے یہ آیت پڑھی (وَنَذِيرَةً دَأْوَدَ وَسِلِيمَانَ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِيَ الْمُحْسِنِينَ وَذَكْرِيَا وَيَحْيَى وَعِيسَى الْيَسَى اسی کی نسل سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون ہیں ان سب کو ہم نے راہ راست دکھائی ہے۔ ہم اہل اخلاق کو ایسا ہی صلح دیتے ہیں ذکر یا، عیسیٰ، عیسیٰ، علی (کے) کہا ارشادِ الہی کی بوجب حضرت عیسیٰ مان کی ذریعہ سے نسل آدم میں شامل ہیں۔ اسی طرح مان کے ذریعہ سے حسین نسل رسول میں ہیں۔ حجاج شرمندہ ہوا اور کہا کہ یہ سچ ہے مگر تھے مجھے سر دربار جھٹکایا یہ جرم قائم کر کے ان کو خراسان کی طرف جلاوطن کر دیا (سنن کبریٰ ہبھی) عبداللہ بن علی (عباسی خلیفہ سفلح کا چھا) جب بنی اُمیہ کو قتل کر کے تخت پر بیٹھا تو امام وزاعمی کو بلا کر دیافت کیا کہ بنی اُمیہ کو جو ہم نے قتل کیا ہے تھا را اس کے متعلق کیا خیال ہے امام نے کہا اُن کا خون نمی پڑھا مگر خلیفہ بہت برم ہوا اور انکو نکھوا دیا (تذکرۃ الحفاظ) خلیفہ منصور عباسی نے امام مالک کو حکم دیا کہ طلاق جبری کے عدم اعتبار کا فتویٰ نہیں کیا کہ

اس نظر سے خلیفہ کی جبری بیعت ناجائز ہوتی تھی امام مالک نے اس حکم پر عمل نکیا اُس نے ایسی خت مزرا دی کہ امام حبّت اسی حیات بدلائے مصیبت رہے۔ امام احمد بن حنبل اور اور محمد شین نے مسئلہ خلق قرآن میں خلافاً کی مخالفت کی امام حبّت قید کئے گئے بہت سے محدثین قتل کئے گئے۔ خلیفہ مامون رشید اور اُس کے جانشین با وجود شدید نظام کے مسئلہ خلق قرآن کو محدثین سے تدبیم نہ کر سکے۔

محدثین اور انہمہ اکثر سلاطین کی صحبت سے لفت کرتے تھے اور ان کے عہدوں اور انعامات کو رد کرتے تھے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ طرح طرح کی تخلیفیں دی گئیں مگر انہوں نے عہدہ قبول نکیا سعید بن مسیب کو خلیفہ تیس ہزار درہم بھیجے انہوں نے انکار کر دیا (ابن خلکان) خلیفہ سفاح نے محدث ربیعہ رافیٰ کو مال بھیجا انہوں نے والپس کر دیا (تذكرة الحفاظ) خلیفہ مامون رشید اور عفرون بھی برکی ذیر نے دس ہزار اور ایک لاکھ کی رقم عیسیٰ بن یوسف کو بھیجی انہوں نے والپس کر دی۔ (تذكرة الحفاظ)۔

خلیفہ مکفی باشر نے امام محمد بن جریر طبری کو ایک کتاب پر انعام دینا چاہا انہوں نے انکار کر دیا (تذكرة الحفاظ) امیر میں نے طاؤس بن کیسان محدث کو پاچ سو دینار بھیجے انہوں نے قبول نہ کر دی (تذكرة الحفاظ) حضرت سالم بن عبد الله تابعی کو خانہ کعبہ میں خلیفہ سیمان بن عبد الملک ملا اور کہا اپنی حاجت مجھے طلب کیجیے۔ انہوں نے کہا کہ میں خدا کے گھر میں خدا کے سوا کسی سے نہیں ہاتھتا (تذكرة الحفاظ) قاضی معاذ بن معاویہ محدث عفان بن سلم کو دس ہزار اشرفیاں اس لئے دینی چاہیں کہ وہ فلاں شخص پر جرح نکریں انہوں نے انکار کر دیا اور کہا میں حق کو باطل نکروں گا۔ (تذكرة الحفاظ)

غرض محدثین نہ کسی سے مرعوب ہوتے تھے نہ طامع تھے نہ جاہ طلب تھے۔ جب یہ باتیں نہ ٹھیکیں تو وہ کیوں حدیثیں وضع کرتے۔

ہاں بعض جاہ طلب ایسے ضرور تھے کہ انہوں نے امرا کی خوشنودی کے لئے حدیثیں

حدیثیں گھری ہیں مگر محدثین نے اسی وقت ان کی قلعی کھول دی اور ان کو مت روک الحدیث قرار دیا۔ خلیفہ ہارون رشید حب مدینہ آیا تو اس کا جی چاہ کہ قبا و کمر پندرہ ہن کر نمبر رسول پر کھڑا ہو کر خطبہ دے لیکن ہمت نہ ہوئی۔ اس پر ابوالبخاری نے ایک روایت سنائی کہ حضرت جیریل رسول کریم کی خدمت میں قبا و کربلا و خخر لگائے ہوئے آئے لیکن اسی وقت ایک شاعر نے جس کا نام معافی تھی می تھا چند اشعار میں اسکی تکذیب کی۔ جب ابوالبخاری نے ایک درس میں اس کو سیان کیا تو حجی بن معین محدث نے کہا اور تمدن خدا کیوں رسول کریم پر حجوب بولتا ہے۔ اس پر پولیس نے ان کو گرفتار کر لیا مگر پھر چھوڑ دیا (ابن خلکان) ابوالبخاری کو محدثین نے مت روک الحدیث قرار دیا ہے۔

## غیر مسلموں کے اعتراضات حدیث پر

سر ولیم میور نے حدیث کی بحث میں لکھا ہے۔ محمد کی ذات کے بعد ان کے پیروں کا بے بڑا مشنڈ جنگ تھا۔ بلبی تھکا دینے والی ہمہات جنگی کی ثقافت اور ایک جنگ سے دوسرا جنگ۔ ایک بیکاری کا وقفہ ایک سادہ اور نیم وحشی قوم کے لئے غفلت شعراً کا موجب تھا۔ اسی ثقافت کو دور کرنے کا علاج اور ان وقوف کا شغل بے تحفظ بات چیز یا باقاعدہ لفتگو میں گذشتہ واقعات کی یاد ہتھی ابتدائی زمانے میں مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ پر جوش گفتگو کا مضمون سوائے اُس شخص کے اقوال و افعال کے اور کیا ہو سکتا تھا جو اس فاخت قوم کے وجود میں آنے کا باعث ہوا اور جس نے ان کے ہاتھیں دنیا اور بہت دنوں کی کنجیاں دیدی تھیں اس طرح پر محمد کے پیروں کی لفتگو زیادہ تر انہی کے متعلق ہوتی تھی یہ وہ مواد تھا جس سے حدیث نے خوب ترتیب کی (لائٹ آف محمد)

مٹر میور نے مسلمان پر بہت سے اعتراضات کئے ہیں، ان کے جوابات مسلمانوں کی طرف سے لکھے جا چکے ہیں۔ مسلمان نیم وحشی تھے یا کیا؟ اس کے جواب کا یہ موقع نہیں اور

اس کا جواب ہو بھی چکا ہے۔ اس کا فیصلہ تاریخ پر ہے کہ اس خطاب کے متعلق وہ مسلمان ہیں کہ جنہوں نے عدل و انصاف سے زمین کو بھر دیا، علوم و فنون کی بنیاد قائم کی۔ یادِ عیسائی حکمران ہیں کہ جن کے مالک حصہ و ساتویں صدی عیسوی میں بدراحتیوں اور جرائم اور ظلم و ستم کے مرکز بنتے ہوئے تھے جن کا تذکرہ خود عیسائی مورخین نے کیا ہے۔

میرے نزدیک اس بیان میں کوئی امر قابل جواب نہیں۔ اصحاب رسول کا آپ کے واقعات کو بار بار یاد کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کے اقوال و افعال حدت کیا تھے محفوظ کر لئے گئے۔ اور آپ کے اقوال و افعال کو یاد رکھنے کی ضرورت بھی تھی۔ کیونکہ ہدایت و قوانین کا ہی تو سر حشیمہ تھے جنگجو اصحاب کا روایت حدیث میں مشغول ہونا بھی کوئی امر معیوب نہیں اس سے توان کی صداقت پر روشنی پڑتی ہے کہ وہ حق کی علمی و عملی دونوں طرح خدعت انجام دیتے تھے اگرچہ یہ غلط ہے اور تاریخ کے خلاف ہے کیونکہ جنگ کرنے والے اصحاب کی روایت بہت ہی کم ہیں۔ حدیث روایت کرنے والے اصحاب کے چار طبقے ہیں۔ مکثرين۔ متوضطين۔ مقلدين۔ اقلين۔

اقلین وہ ہیں جنکی روایتیں چالیس سے کم ہیں۔ مہتر مسلمانی جنگ خالد بن ولید اور زید بن حارثہ اقلین میں ہیں، ابو عبیدہ۔ ضرار بن الاز در۔ عکرمہ۔ ابوسفیان۔ یمنیڈ بن بابی سفیان یہ صاحبان کسی درجہ میں بھی نہیں۔ ابوسفیان کی صرف ایک حدیث بخاری میں ہے، حدیث بیان کرنے والے حدیث لکھنے والے وہ اصحاب تھے جو میدان جنگ کے مثالاً ہیں۔ ابوہریرہ۔ ابن عباس، عائشہ۔ ابن عمر، جابر۔ الن۔ ابوسعید خدری اول نبجو کے راوی ہیں۔

بخاری میں ابوہریرہ کی (۶۷۴) ابن عمر کی (۲۰۷) انس کی (۲۶۸) عائشہ کی (۲۲۶)، ابن غیاث کی (۲۱۷) عمر فاروق کی (۲۰۵) علی ترضی کی (۲۹۹) ابو بکر صدیق کی (۲۲۷) عثمان غنی کی (۲۹) دیگر صحابیات کی (۲۲۴) ابوسفیان کی (۱) روایتیں ہیں

علی مرتضی اور عز فاروق متوضیں میں ہیں یعنی او سط درجہ کے راویوں میں سے۔ رسول کریم کے بعد یہ کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ ابو مکر صدیق اور عثمان غنی مقیتین میں یعنی درجہ سوم کے راویوں میں سے ہیں یہ بھی حضور کے بعد کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے لہذا یہ خیال غلط ہے کہ جنگجو لوگ جنگ سے فانع ہو کر روایت حدیث کرتے تھے اور اگر اس کو مان بھی لیا جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کیا حرج ہے جب وہ رسول کریم کے صحابی تھے تو ان کے اقوال و افعال کو بیا درکھنا، ان کی اشاعت کرنا ان پر فرض نہا۔ رسول کے اقوال ہی توبیان کرتے تھے دل سے تونڈھڑتے تھے۔ یہ تو معرض کو بھی تسلیم ہے، دوسری جگہ اسی کتاب میں اسی معرض نے کہا ہے کہ رسول کریم کے زمانے میں اور اس کے بعد بھی لوگ اس کے حالات کو شوق سے یاد رکھتے تھے۔ یہ تو خوبی کی بات تھی۔ مسٹر میور اسکو عیب سمجھے۔ دوسری جگہ مسٹر میور نے ڈاکٹر اسپرنگر کی رائے نقل کی ہے۔

جن اصول و قواعد کی پیروی اس نے (امام بخاری) کی اُن پر تنقید کا نام چپا نہیں ہو سکتا وہ صرف یہ دیکھتا تھا کہ راویوں کا سدلہ پورا ہے یعنی منقطع نہیں ہو جاتا اور ان راویوں کے چال چلن کو دیکھ لیتا تھا اور چونکہ ایک قاعدہ اُس نے یہ بھی مقرر کیا ہوا تھا کہ جو حدیث اُس کے اپنے متعصبانہ خیالات کے مطابق نہ ہو اُس سے روکر دیتا تھا۔ اس لئے اس کے کسی حدیث کو رد کر دینے سے یہ نتیجہ کسی صورت میں نہیں بخل سکتا کہ وہ حدیث واقعی ناقابل اعتبار ہے مگر اس کی جامع دوسری مسندوں میں یہ امتیاز ضرور کہتی ہے کہ وہ کسی خاص نہیں کا پیرونة تھا بلکہ صرف حدیثوں کی فرضی صحت اور راویوں کی راستبازی وغیرہ پر ہی سارا داردار کرتا تھا۔

ڈاکٹر اسپرنگر نے صرف شرائط بخاری کو دیکھری رائے قائم کی ہے اور اصول حدیث سے ان کو واقفیت نہیں اس لئے یہ لکھ دیا کہ امام بخاری صرف روایت کے پابند تھے اضفول درایت سے کام نہ لیتے تھے۔

حدیث کی تنقید کے دو طریقے تھے، ایک درایت، دوسرے روایت، درایت کے اصول  
، قرآن و حدیث و تعامل صحابہ میں موجود ہیں اُن سے تو سہی محدث اور امام کام لیتے ہیں اُن کے  
گھرنے کی کسی کو ضرورت نہیں۔ اصول روایت ہر محدث کو اپنے مقرر کرنے پڑتے ہیں کہ وہ کن  
تواعد و ضوابط کے تحت میں اپنی ذات تک پہونچنے والے سلسلے کو قابلِ یقین تصور کرتا ہے  
ان اصولوں میں الگ میں اختلاف ہے امام خجراہی کے اصول اور ہیں امام سلم کے اور ہیں۔  
دوسرے الممکے اور ہیں، ان کا مدار تو محدث کے اطمینان پر ہے کہ وہ کس کس قسم کے شخص  
کی اور کس کس طرح روایت کو صحیح تینم کر سکتا ہے اس لئے ہر امام اور محدث کو اپنی ذات تک  
پہونچنے والے سلسلے کی درستی کی فکر ہوتی ہے اور ان کو وہ ظاہر کرتا ہے تاکہ دوسروں کو رائے  
قائم کرنے کا موقع ملے، اصول درایت تو قطعی اور بختی ہیں اُن کو دیکھنا ہری پڑتا ہے ان کا کیا ذکر  
اگر آج کوئی شخص حدیث کی کتاب تصنیف کرنے لگے تو وہ اپنی سدلہ روایت کی درستی کی فکر کر گیا  
نہ اصول درایت کی وہ تو پہلے ہی سے مقرر شدہ اور ضروری ہیں۔ امام خجراہی نے اپنی کتاب میں  
صحیح حدیثوں کے لینے کا التزام کیا تھا۔ تمام صحیح حدیثوں کے جمع کرنے کا قصد نہیں کیا تھا۔ اسکو  
انہوں نے خود ظاہر کر دیا ہے کہ میں نے بہت سی صحیح حدیثیں چھوڑ دی ہیں۔

امام خجراہی شافعی المذہب تھے۔ مژہ اسپر نگر کو رائے لکھنے سے پہلے اصول حدیث اور حالات  
محضیں سے واقفیت پیدا کرنی چاہئے تھی۔ اور اگر بالفرض وہ کسی کے مقلدانہ تھے تو اس سے  
ڈاکٹر صاحب کے اعتراض کو کیا تقویت ہوتی ہے بہت سے محدث خود مجہمد و صاحب نہیں  
ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے تینم کیا ہے کہ امام خجراہی نے راویوں کی راستیازی کی جلدی کی۔ راستیازی  
کے بیان کو فرضی قرار دینا یہ ڈاکٹر صاحب ہی کا کام ہے۔ روایات کی جانچ میں سختی لگنا اسکو  
تعصب پر محال کرنا داشتمندی کے خلاف ہے۔

ہر صفت اپنی کتاب کے ابواب و فصول تجویز کرتا ہے اسی کے موافق سی اولیتیا ہے اُسکی

ضرورت سے جو زاید ہوتا ہے اس کو وہ زیادہ سمجھ کر حضور دیتا ہے : ناکارہ نہیں سمجھتا۔

مدرسیور لکھتے ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ محدثین کی قسم کی تنقید کو کام میں لاتے تھے اور وہ بھی الیسی سختی سے کہ بحسب اوس طاہر ہوں نے فیصلی ننانے کو ناقابل اعتبار ٹھیک ایسا لیکن پُر و پین ناظرین سخت درہ کو کھائیں گے اگر وہ یہ کچھ لیں کہ یہ تنقید با وجود اس قدر سختی کے صحیح معنوں میں ایک کامل اور صحیح تحقیقات حدیث کے متعلق تھی محدثین کے نزدیک کسی حدیث کے قابل اعتبار ہونے کیلئے اس حدیث کے نفس مضمون کو نذکر کیا جانا تھا بلکہ صرف ان ناموں کو دیکھا جانا تھا جو اس حدیث کے بیان کرنے والے ہوتے تھے، ان کے نزدیک صحیح احادیث کی سند پہلے کسی صحابی سے ملنی چاہئے اور پھر راویوں کے ایک لیے سلے میں ہر ایک راوی کی صداقت پر اس کی بنا ہوتی تھی۔ اگر ان راویوں کی صداقت پر کوئی الزام عائد نہ ہو کے تو حدیث قبول کرنی چاہئے نفس مضمون میں کوئی بات خواہ کیسی ہی بعید از قیاس کیوں نہ پائی جاتی ہو وہ الیسی حدیث کے اعتبار کو نہیں کر سکتی۔ محدثین بختنقید میں کہلی کہلی شناوری نکتے تھے بلکہ اس ایک ہی قاعدے کے غلام ہو گئے تھے۔ اندر ورنی شہادت پر جرح کرنے کی ان کو قطعاً جرأت شتی (لالف آف محمد)

مدرسیور نے محدثین کی سخت جانج کو بھی قبول کیا ہے۔ راویوں کی راستبازی کا بھی اقرار کیا ہے باقی اعراض ان کا اصول درایت سے ناواقفیت کے باعث ہے (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو صرف علم الروایت کی جبر ہے، علم الدرایت کا انہوں نے نام بھی نہیں رکھا ورنہ ایسا نہ کہتے) درایت کے سو سے زیادہ قاعدے ہیں کیا کوئی قوم، کوئی علم ان سے بہتر قواعد پیش کر سکتا ہے درایت کے اصول تقطیعی تھے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور تعامل صحابہ سے ثابت ہے، ان کے ذکر کی کسی کو ضرورت ہی نہ تھی۔ پہلے تو انہیں سے حدیث کی جانچ ہوتی ہے چونکہ پتو سلسلہ روایت کی ہر حدیث کو فکر ہوتی ہے اور وہ اس کو درست کرتا ہے اور اس کا بار بار ذکر کرتا ہے اسکے مدرسیور سمجھ گئے کہ بس یہی ایک طریقہ حدیث کی جانچ کا ہے۔

یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ علم حدیث کی تاریخ اور اس کے علوم سے ناواقفیت کے باوجود مدرسہ مسیور نے اعتراض کرنے کی جرأت کی اور اگر وہ واقف تھے تو یہ دانستہ خلاف بیانی ایک محقق و مصنعت کی شان سے بہت ہی بحمد ہے۔

نانوے فی صدی حدیثوں کے چھوڑنے کا مطلب بھی مدرسہ مسیور نہیں سمجھ سکے اول تو ایسی کوئی نظریہ سے سلسلہ نہیں، اگر ہو بھی تو چھوڑی ہوئی تمام حدیثوں کو کسی محدث نہ لفظ نہیں کیا، امام بخاری نے صاف کہا ہے کہ میں نے بہت سی صحیح حدیثیں چھوڑ دی ہیں ہر صنف نے اپنی تصنیف کی ضرورت کے موافق حدیثیں لی ہیں۔ ایک صورت ننانوے فی صدی چھوڑنے کی یہ ہے کہ یہ قاعدہ ہے کہ ایک حدیث اگر دس راویوں کے ذریعہ سے ہے تو وہ دس حدیثیں شمار ہو گئی، سند کے بدلتے سے، سند میں ایک راوی کے بدلتے سے حدیث بدل جاتی ہے اب ان اسناد میں سے محدث جس سند کو قوی سمجھتا ہے قبول کرتا ہے باقی کو چھوڑ دیتا، مثلاً حدیث انہا الاعمال بالنیات اگر کسی کو دس راویوں سے ہو گئی ان میں قوی اور آٹھ ضعیف تھے اس نے یہ دو سندیں اختیار کر لیں باقی کو ترک کرو یا تو کہا جائیگا کہ دس حدیثوں میں سے دو قبول کیں۔ حدیثوں کا شمار باعتبار روایت ہے، متن پر نہیں (امام بخاری کی تین لاکھ حدیثوں میں نہیں کہا جاسکتا کہ اصل متن کی کیا تعداد ہوگی)۔ باقی حدیثیں سب قسم کی ہیں صحیح۔ ضعیف۔ موضوع وغیرہ ان میں سے کچھ کا اختیار کرنا اور کچھ کا چھوڑ دینا نہ تعصیت ہے نہ خلاف الصاف،

امام بخاری رم کی بے تعصیتی تو اس سے ثابت ہے کہ وہ شافعی المذہب تھے لیکن شافعی نہیں کے خلاف ان کی کتاب میں حدیثیں موجود ہیں۔

مدرسہ مسیور کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ محدثین کو ایک دوسرے کی تحقیق پر اعتماد نہ تھا گونکہ ہر حدیث نے اپنے طریق سے تخریج احادیث کی ہے۔

یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جو علم حدیث سے قطعاً ناواقف ہو اگر اللہ کو ایک دوسرے:

اعتماد نہ ہوتا تو احادیث کی سند کیونکہ حلقوی مطہریور اخلاف اجتہاد کو عدم اعتماد بمحض گئے۔ محدثین میں کبھی قسم کے مصنف ہوئے ہیں۔

ایک وہ کہ جنہوں نے کسی خاص مقام یا خاص طبقہ کی احادیث جمع کی ہیں۔ مثلاً امام مالکؓ کہ انہوں نے صرف اہل حجاز کی حدیثیں جمع کی ہیں اور یہ انہوں نے کہیں نہیں لکھا کہ اس کے سوانح ام حدیثیں جھوٹی ہیں۔

امام بخاری نے ہر مقام اور ہر قسم کی حدیثیں لی ہیں۔ بعض نے کسی خاص عنوان کے ماتحت حدیثوں کو جمع کیا ہے۔ اسی وجہ سے تصانیف حدیث کے علیحدہ علیحدہ اقسام مقرر ہوئے ہیں معاجم، مسانید، جواہر، رسائل، اجزاء وغیرہ۔ محدثین نے ایک دوسرے کو جھوٹا نہیں سمجھا بلکہ وہ ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے اور ان کو پیشوا اور مقتدا جانتے تھے۔ امام مالکؓ سے امام ابوحنیفہ کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا کہ یہیں نے ان کا مثل نہیں دیکھا۔ امام الیود اودنے امام ابوحنیفہ کی درح کی ہے۔ اسی کتاب سے معلوم ہوگا کہ محدثین ایک دوسرے کے درج ہے ہیں، مگر ان میں اختلاف لائے ضرور ہوا ہے جس کا ہونا بھی ضروری تھا۔

امام مالک کی تمام مرفوع حدیثیں امام بخاری اور امام سلم نے لی ہیں اگر ایک دوسرے کو جھوٹا سمجھتے تو کیوں لیتے۔

محدثین میں اختلاف مخصوص اصول اجتہاد و اختلاف رائے سے تھا نفسانیت کو داخل تھا کسی نے حدیث لینے کے شرائط مقرر کئے، دوسرے نے اس کو سخت سمجھا اُس نے ایسی زمی کی کسی نے نہ مشرائط رکھے دوسرے نے ان کو سخت کیا، امام بخاری نے راوی و مردی عنہ کے لقا کو ضروری قرار دیا ہے۔ امام سلم نے معاصرت کو کافی سمجھا ہے۔ بخاری نے حرف اُن روایات کو لیا ہے جنکی تقاہت پر اتفاق سمجھا ہے۔ نافی نے ان کو بھی لیا ہے جنکی عدم ثقاہت اتفاق نہیں۔ امام بخاری مسلم روایت لینے میں عمر کی قید نہیں لگاتے۔ امام مالک رم بوڑھوں نے حدیث نہیں لیتے۔

امام مالک کے دادا مالک بن عامر ثقات روات میں تھے، ان کی وفات کے وقت امام صاحب کی عمر ۱۲۰ سال کی تھی۔ سالم بن عبد اللہ و سلیمان بن یسار دونوں فقہاء بے سبق و بعده نہیں میں سے ہیں اور سلم التبتوث ثقة ہیں۔ ان دونوں کی وفات کے وقت امام مالک کی عمر ۱۶۰ و ۱۷۰ سال کی تھی مگر ان تینوں سے امام مالک نے روایت نہیں لی۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ وہ تسویہ اور اس سے زیادہ عمر کو سننگئے تھے ایسے بوڑھوں کی روایت لینی نہیں چاہئے۔ امام سلم کو امام بخاری کے اصول روایت سے اختلاف تھا۔ اس سے یہ مطلب نکالنا کہ ان پر اعتماد رکھا علم اصول الروایۃ اور مراتب اجتہاد کو نہ سمجھنے پر دلالت کرتا ہے۔ امام سلم نے امام بخاری رہ پر اعتراض کئے ہیں مگر نہیں سید المحدثین کہا کرتے تھے۔ مفسروں اخلاف رائے و اجتہاد کو عدم اعتماد سمجھتے۔ وادی ع سمجھے بھی تو کیا سمجھے جانا بھی تو کیا جانا۔

یہ تحقیق اور معلومات ہے اُن مصنفین کی جن کی تحقیق پر آج ہمارے بہت سے بھائیوں کے اعتقاد ہے۔

## حدیث غیروں کی نظر میں

مسلمان ماہرِ ادب، المَهْرُون عَلَمُ الْفَضْلَانِ تَوَاہَدِیَّتُ کی جامعیت، فصاحت، بلاغت، ہرگیری، معاسن لعلیم روتیلیم ہی کیا اور بہت کچھ تعریفیں لکھی ہیں لیکن احادیث ختم المرسلین کے غیر مسلم علماء و محققین بھی بدار ہیں۔

مشہور مؤرخ ایڈورڈ گین رقطراز ہے۔ ہر ایک بانی کی سیرت سے اس کے تحریری مکاشفات کی تکمیل ہوتی ہے چنانچہ حضرت محمد کی حدیثیں امر حق کی جامیع صحیحیں اور ان کے افعال ختم نیکی کے نمونے ہیں۔ (تاریخ زوال روم جلد پنجم باب ۵۰)

مشہور روسی فیلسوف ٹالسٹائی نے اپنے ملک و قوم کی اصلاح کیلئے احادیث کا انتساب کر کے ترجمہ شائع کیا۔

مسلمان جب قرآن و حدیث میں غور کریں گے تو اپنی ہر دینی و دینیوی حضورت کا علاج

اس میں پائیں گے۔ (ایک سیجی نامہ لگار اخبار وطن مصر۔ منقول از تاریخ الفقہ)  
ہائٹلر نے ایک لمبی چوڑی فہرست اُن اخلاقی احکام کی دی ہے جو مسلمانوں میں بطور  
حدیث کے زاری ہیں ان سے بہتر کوئی وسٹو الرعل انسان کے علاوی کی کی طرف راغب اور  
بدی سے محترم کرنے کیلئے نہیں ہو سکتا (المدن عرب ڈالر لیبان)

## لصدقیق حدیث

حدیث میں بہت سی پیشین گوئیاں ہیں جو عہدہ رساالت سے صدیوں کے بعد پوری ہوئیں  
لیکن میں یہاں صرف اُن پیشین گوئیوں کا ذکر کروں گا جو تمیثی صدی ہجری کے بعد پوری  
ہوئیں تاکہ کسی مخالف کو یہ کہنے کا موقع نہ ہے کہ مصنفین کتب نے سابقہ واقعات کی حدیثیں  
بناؤ کر شامل کر دی ہیں۔

لیکن پیشین گوئیوں کے بیان سے پہلے یہ ایک نہایت ضروری امر قابلِ اہتمام ہے کہ تمام کتب  
حدیث میں مذکور ہے کہ رسول کریم نے مہر طیار کرائی تھی اسیں محمد رسول اللہ اس طرح  
کندہ تھا کہ اللہ اوپر، وسط میں رسول، نیچے محمد، یہ مہر آپ نے اُن خطوط پر ثبت فرمائی  
جو امار اور مسلمانوں کے نام بھیجی، اُن خطوط کی عبارتیں بھی میشین نے نقل کی ہیں، ان خطوط  
میں ایک خط مقصوس شاہ مصر کے نام بھی تھا وہ خط بہبہ ایک بیدی ای خانقاہ (اصر) میختھا  
تھا۔ ۱۸۵۸ء میں یعنی تقریباً تیرہ صدی بعد یہ خط ایک فرانسیسی سیاح کے ہاتھ لوگا اس کے  
فروٹو چاہیا ممالک میں فروخت ہوئے، اب یہ اصل خط قسطنطینیہ میں محفوظ ہے۔ اس پر اسی  
طرح مہر ثبت ہے جو کتب حدیث میں مذکور ہے اس خط کی وہی عبارت ہے جو محدثین نے نقل  
کی ہے۔ اس امر کے منکشf ہونے کے بعد کوئی بڑا ہی سہت دہرم ہو گا جو حدیث کی صحت  
و صداقت اور محدثین کی دیانت پر مشتمل ہے کرے گا۔

حدیث کی پیشین گوئیاں ایسی صاف و صریح ہیں اور اس صفائی سے پوری ہوئی ہیں  
کہ ان کو دیکھ کر ہر منصف مراج کہہ اٹھیں گا کہ بیشک یہ باتیں کسی ماورن اشکی زبان سے نہیں

ہیں اور اُس وقت سے اب تک پہنچانے والوں نے ان کو راستی کے ساتھ پہنچایا ہے

(۱) کتب حدیث میں ہے کہ قسطنطینیہ مسلمانوں کے قبضہ میں آئے گا۔ یہ بھی ہے کہ وہ اک ننانے میں اُن کے قبضہ سے بخال جائیگا جو قوت حدیث کی موجودہ کتابیں تصنیف ہوئیں قسطنطینیہ میں زور دار فرانی سلطنت قائم تھی۔ ۸۵۷ھ میں ترکی سلطان محمد فاتح نے اس کو فتح کیا۔ تصنیف کتب سے پا نویرس کے بعد پہلا حصہ پیشین گوئی کا صحیح ثابت ہوا۔ دوسرा حصہ تصنیف کتب سے تقریباً گماہہ سو برس بعد جنک عظیم میں صحیح ثابت ہوا۔

(۲) حدیث میں ہے کہ ارض حجاز میں ایک آگ بخٹے کی جس کی روشنی بصرہ تک پہنچی کتب تواریخ میں سفصل مذکور ہے کہ ۲۴ جادی الثانی ۸۵۸ھ میں ہجری کو یہ آگ بخٹی شیخ صفی الدین صدر مدرس مدمرہ بصری نے اس آگ کو دیکھا۔ اس واقعہ کے متعلق معتقد تصانیعت ہیں۔  
تدوین کتب حدیث سے سوا چار سو برس بعد یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔

(۳) حدیث میں ہے کہ ترکوں کے ہاتھ سے مسلمانوں پر تباہی آئے گی۔ امیر حاودی کے زمانہ میں اُن کے ایک گورنر نے اطلاع دی کہ میری ترکوں سے جنگ ہوئی میں نے ان کو شکست دی تو امیر نے اس کو لکھا (رسول کریم نے فرمایا ہے کہ ترکوں کے ہاتھ سے مسلمانوں پر تباہی آئیگی) لہذا میں ترکوں سے لڑنا اپنے نہیں کرتا۔ یہ پیشین گوئی تدوین کتب حدیث کی پانچ صدی بعد چنگیز خان کے ہاتھ سے پوری ہوئی۔ اس فتنہ میں چوبیس ہزار عالم شہید ہوئے۔

(۴) فتح مکہ کے دن شہ ہجری میں رسول کریم نے شبیہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کنجیاں دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ کنجیاں ہدیثہ تھا اے یہاں رہیں گے مگر یہ گنجیاں تم سے ایک قالم جھینیے گا۔ آج ۱۳۶۷ھ برس سے یہ کنجیاں اسی گھر میں ہیں۔ یزید عنید نے تھینی تھیر آئت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ تدوین کتب حدیث کی وقت چار پانچ فرقے تھے۔ باقی سوکی سید اوارہیں یا تاریخ شاہد ہے۔

(۶) وانہ سیکون اُمّتی ثلاؤں کذابون کلمہ ریعم انہ بنی وانا  
خاتوں البنیین کا بنی بعدی۔ (پیری اُمت میں تیس جھوٹے ہوں گے جو کسی نے کہم  
بنی ہیں، میں خاتم النبیین ہوں میکے بعد کوئی بنی نہ ہوگا۔) بخاری وسلم وغیرہ کتب حدیث کی  
تدوین تک تین چار مدعا عیان نبوت ہوئے تھے اب ۲۵۶ ہجری کے بعد تاریخیں دیکھ کر شمار کرو۔  
کتنے ہو گئے۔ نبوت کا دعویٰ وہ شخص کر سکتا ہے جو قرآن و حدیث و سیرہ واقف ہوا سئے  
یہ صداقت بھی قابل غور ہے کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی مدعا عیوں کے منہ سفلی ہی گیا۔ کہ  
(انہ بنی۔ ہم بنی ہیں)

(۷) يو شک الرَّجُلُ مُتَكَبِّرٌ عَلَى أَرْيَكَتِهِ يَحْدُثُ بِحَدِيثٍ بِحَدِيثٍ فَقُولُ  
بِيَنَنَا وَبِيَنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ فَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَلَالٍ اسْتَحْلَلْنَا هُوَ وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ  
حَرَامٍ حَرَمْنَا هُوَ وَإِنْ مَاحِرَمَ رَسُولُ اللَّهِ مُثْلِ مَا حَرَمَ اللَّهُ (وَهُزْمَةٌ قَرِيبٌ) كہ جب  
ایک آدمی تکیہ لگائے بیٹھا ہو گا اس سے میری حدیث بیان کیجا گے کہ وہ کہیکا کتاب اس موجود ہے  
اس میں جو حلال ہے اسکو ہم حلال سمجھنے کے جو حرام ہے اس کو ہم حرام سمجھیں گے۔ ۱۔ گاہ رہوجن حیرت  
کو رسول نے حرام کیا ہے وہ بھی اسی طرح حرام ہیں جیکو اللہ نے حرام کیا ہے)  
اس حدیث کے معنوں سے معلوم ہوتا ہے کہ منکرین حدیث کیلئے ہے اس طرح یہ حدیث  
تیر ہویں صدی ہجری کے آخریں پوری ہوئی۔

(عبد اللہ چکڑا الوی باقی فرقہ اہل القرآن منکرین حدیث) چار پانی پر تکیہ لگائے بیٹھا رہتا تھا  
اور احادیث کو روکیا کرتا تھا (رسالہ حزن شوکت میر ٹھٹھ)

(۸) صحیح مسلم میں ابو مسیرون قرشی صحابی سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ  
آخر زمانہ میں عیسائیوں کا دنیا میں زور ہو گا۔ یہ پیشین گوئی تدوین کتب حدیث سے گیا رہے  
صدیوں کے بعد پوری ہوئی۔

# ایک ضروری اور ہم آرزو اور آمید

مولانا عنایت اللہ صاحب صدر مدرس دیرس نظاریہ فرنگی محل لکھنوا پنے رسالہ تدوین حدیث کے ملے پر تحریر فرماتے ہیں۔

رمضمنوں کے خاتمہ پر اس امر کا انہصار کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ خدمت حدیث کے سلسلے میں اب بھی بہت کچھ کام باقی ہے اگر کوئی باہم تشخص متوجہ ہو تو اب بھی اجر عظیم کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے اس سلسلے میں تین کام میں کر خیال میں بہت زیادہ اہم ہیں۔

(۱) صحیح سلم کی اسی طرح شرع کی ضرورت ہے جس طرح عینی و قسطلانی بخاری کی شریں ہیں  
 (۲) مسند احمد بن حنبل کی ابواب فہمیہ پر ترتیب اور اس کی احادیث کی صحت و حسن و ضعف  
 وغیرہ کو ظاہر کرنے کی شدید ضرورت ہے جس کے بغیر مسند سے فائدہ حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے  
 (۳) تیرسا کام ان سب کاموں سے اہم ہے اور وہ کوئی ایسا ہی شخص انجام دے سکتا ہے جو  
 وسعت نظر کے ساتھ مختلف شعبہ ہائے علم حدیث میں کافی ہمارت رکھتا ہو اور وہ اہم کام یہ ہے کہ  
 حدیث کی تمام موجودہ کتابوں سے احادیث صحیحہ کو علیودہ کر کے ایک جگہ جمع کر دے یہ واقعہ  
 کہ باوجود یہ علم حدیث میں ہزاروں کتابیں موجود ہیں جن میں احادیث کے مجموعے بھی داخل میں  
 مگر اب تک میرے علم میں کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی ہے لے جس میں تمام احادیث صحیح جمع کر دی  
 گئی ہوں، کنز العمال اور جمیع الفوائد کسی میں بھی احادیث صحیحہ کا التزام نہیں کیا گیا ہے اور خدا ہی  
 جانتا ہے کہ سلم اور بخاری کے بعد ی عظیم اثاث کام کس عظیم اثاث کے ذریعے پورا ہو گا  
 لیکن یقینی ہے کہ جس شخص کی قسم میں یہ خدمت انجام دینا مقدر ہے وہ حضرت عثمان غنی رضی  
 اللہ عنہ بے بعد علوم اسلامیہ کا سب سے بڑا خادم ہو گا۔ گو بخاری و سلم کے شرف اولیت کو حاصل  
 نہ رکھے مگر باعتبار فائدہ اس کا جمیع کیا ہو اجھو عہ صحیح بخاری اور صحیح سلم سے زیادہ فائدہ مند ہو گا)  
 اس میں ایک چھوٹی مسی آرزو کا اضافہ یہ خاکسار کرتا ہے حضرت مولانا انور شاہ حبیب کشیریؒ

فرمایا کرتے تھے کہ کاش کوی شخص تمام اللہ کی ثنا شیات ہی ایک جگہ جمع کر دے۔  
 موانا فرنگی محلی کی پہلی آزو تو مولانا شبیر احمد صبا، عثمانی دیوبندی کی محنت اور الحسن  
 خلد اللہ بلکہ کے دست بخا سے پوری ہو گئی۔

### چھوٹا منہ طڑی بات

باقی آخری آزو یعنی صحیح احادیث کے مجموع کا مرتب کر دینا اور نیز حضرت شاہ صبای کے  
 ارشاد کی تعیل اس کے لئے یہ چھپر زمرہ اپا قصیر حافظ ہے آگے (زرمی طلبی تھن دیں ست) کا  
 معاملہ ہے۔ یہ کام دس سال میں انجام پاسکتا ہے اور ایک لاکھ سالانہ سے کم اس پر خرچ نہیں  
 ہو سکتا۔ علم دین کا یہ سکھ مرحلہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد امیر المؤمنین  
 سلطان العلوم میر عثمان علی خان شہریار دکن کے سوا اور کسی کی مدد سے طے نہیں  
 ہو سکتا اور اتنا بڑا سوال دو لوت آصفیہ سالج کے سوا کہیں نہیں پیش کیا جاسکتا۔

امیدِ مرتو ہست زائد ازہ بیش  
 مکن نا امیدِ مردو رگاہ خوش

# عرضہ داشت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ

علم حدیث کا نایاب قلمی ذخیرہ بندگان عالیٰ کے دست کرم سے شائع ہو کر علماء کرام مشعل ہے۔ گروہ صاحین ہر وقت ترقی دولت آصفیہ کے لئے دست بُدعا ہے۔

معاجم ثلاثہ طبرانی صحیح ابن خریجہ صحیح ابن حبان شرح المصایع عیون الاشری  
یہ وہ کتابیں ہیں جن کی اسلام اور سماں نوں کو ختم حضرت ہے یہ نادر و نایاب ذخیرہ  
دو چکر تقيیم ہے۔ اول الذکر تین کتابیں جمن کے کتب خانے میں ہیں۔ آخر الذکر دو کتابیں  
کتب خانہ آصفیہ میں ہیں۔

چونکہ دائرۃ المعارف کے موازنہ میں اسقدر گنجائش نہیں ہے کہ پیش آمدہ کام کے سوا  
دوسرے کام انعام پا سکے اس لئے ان پانچوں کتابوں کی طباعت یکیلئے بد تصدق سر برار ک  
جہاں پناہ دائرۃ المعارف کو ایک لاکھ کی مزید رقم تکیث مرحمت فرمائکر عجلت سے آغاز  
کارکی بہامیت فرمادی جائے۔

اگر یہ کام سرانجام پا گیا تو خداوند دوالjalal اور حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص  
خوشنودی کا باعث ہو گا اور تاریخ نہ اسلام میں جہاں پناہ کے عهد ہمایوں کا یہ بے نظیر کارنازی  
اور امت مرحومہ تاقیا میں قیامت دست بُدعا ہے گی۔

اَللّٰهُ تَبَّاعَہُ بِالْجَهَنَّمَ بَاشَدَ تَوْبَاسَی  
آمِین

# البَابُ الرَّابِعُ

## فِي الرَّجْمَالِ مُحَدِّثِينَ قَرْنَ اُولَى

### صَاحِبَهُ

حافظ حديث کے تذکرہ میں بہت سی کتابیں ہیں۔ تذکرۃ الحفاظ میں علامہ فہیمی نے خاص خاص حفاظ کا ذکر کیا ہے جب پانچ جلدیں مرتب ہوئی ہیں۔ ان سب کا تذکرہ کیا فہرست بھی اس کتاب میں نقل نہیں کیجا سکتی۔ اس لئے ہر قرن میں کچھ خاص الخاص حضرات کا ذکر تقدیر تعارف کیا جائے گا۔

سلف صاحبین نے باعتبار تعداد روایت صحابہ کے چار طبقے قرار دئے ہیں۔

مکثین۔ جن کی روایات کی تعداد ہر لیا اس سے زیاد ہے۔ یہ سات اصحاب ہیں۔

متوسطین۔ جن کی روایات پانسو یا اس سے زیادہ ہیں یہ چار ہیں۔

مقلیین۔ جن کی روایات پانسو سے کم ہیں۔ یہ ۵۹ ہیں۔

اقلیین۔ جن کی روایات چالیس سے کم ہیں یہ ۰۷ ہیں۔

چاروں طبقوں میں (۱۱۰) اصحاب ہیں یہ وہ ہیں جن کی روایات شمار کی گئی ہیں باقی ایسے بہت سے اصحاب ہیں جن کی روایتیں شمار نہیں کی گئیں۔ اس کتاب میں طبقات مکثین و متسطین کے تمام اصحاب کا تذکرہ لکھا جائیگا۔ مقلیین و اقلیین میں سے چند چند کا ذکر ہو گا۔

ان چاروں طبقوں کے علاوہ بعض اور اصحاب کا بھی تذکرہ ہو گا۔ جن کی روایات کا شمار خاکہ مصنف نے کیا ہے۔ اور وہ جن کا ذکر اکثر اس کتاب میں آیا ہے۔

# مکثین

۱۰۶۹

نمبر شار	نام	تعداد روایات	نمبر شار	نام	تعداد روایات
(۱)	ابوہریرہ	۵	۳۵	جاہر بن عبد اللہ	۱۵۰
(۲)	عبد اللہ بن عباس	۶	۳۶۶۰	النس بن مالک	۱۲۸۶
(۳)	عائشہ صدیقہ	۷	۲۳۱۰	ابوسعید خدری	۱۱۷۰
(۴)	عبد اللہ بن عمر فاروق	۳۰	۱۶۳۰	-	-

## حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

عبد اللہ نام۔ ابو عمر کنیت۔ ابوہریرہ لقب۔ سکھبھری میں غزوہ خیبر کے بعد رسول کیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آخر تک رہے۔ یہ اصحاب صفحہ میں سے تھے۔ حضرت عمر کے عہدیں بھریں کے گورنر اور حضرت عثمان کے عہدیں مدینہ کے قاضی رہے۔ امیر معاویہ کے زمانہ میں بھی حاکم رہے۔ ان سے (۵۳۷) حدیث مروی ہیں۔ تین ہزار حدیثوں پر مدار حکام ہے۔ انیس سو پندرہ سو ان کی ہیں۔ ایک شہر کوفہ میں ان کے آٹھ سو سو ٹکڑے تھے۔ ان کے شاگردوں میں لکھ داؤ سعید بن المسیب اور اعرج زیادہ مشہور ہیں۔ انہوں نے رسول کیم کے علاوہ امام حسن، امام حسین حسان بن ثابت، سلمان فارسی، فضل بن عباس اصحاب اور بعض امہات المؤمنین سے بھی روایتیں کی ہیں۔ (۸۸) سال کی عمر میں سے ۵۹ ہجری میں وفات پائی۔

## حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

رسول کیم کے چپاڑا بھائی تھے، ہجرت سے تین سال قبل شب ابی طالب میں پیدا ہوئے حضور نے ان کے لئے دعا فرمائی اللهم فقهہ فی الدین و علمہ التاویل رلے اسرا کو دین میں فہم عطا فرنا اور تفسیر کیا۔ ترجمان القرآن۔ سلطان المفسرین جبرا الامۃ ان کے لقب تھے۔ خضرت عمر کے عہد میں اگرچہ یہ کم عمر تھے مگر وہ ان سے مشورہ لیتی تھے۔ یہ ایک دن حدیث ایک دن

فقہ، ایکدن تفسیر، ایکدن سیر و مغازی، ایکدن ادب، ایکدن تاریخ کا درس دیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان کے عہد میں فتوحات افریقیہں جو حرب العبادہ شہور ہے یہ اس کے رکن غلط تھے حضرت علیؓ کے عہد میں بصرہ کے گورنر ہے جنگ صفين میں سپاٹا لار تھے۔ آخر عمر میں بصارت جاتی ہی تھی (۱۸) سال کی عمر میں طائف میں وفات پائی ان کی مردویات کی تعداد ۴۰۰ ہے۔ بوقت وفات رسول کریم ان کی عمر ۲۵ سال تھی حضور سے براہ راست انہوں نے (۲۵) روایتیں کی ہیں۔ باقی صحابہؓ ابو یکبر محمد بن سوی نے ان کے متادوں کو بیس جلدوں میں جمع کیا ہے۔

### ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

عائشہ نام۔ ام عبد اللہ کنیت (یہ کنیت انہوں نے اپنے بھائیجے حضرت عبد اللہ بن زبیر کے نام کی نسبت سے اختیار کی تھی) ماہ شوال میں اجتہت سے چار سال بعد پیدا ہوئیں۔ حضرت ابو یکبر صدیق کی بیٹی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔ ان کی نسبت اول جبیر بن مطعم کے بیٹے سے ہوئی تھی اُس نے اس نسبت کو اس لئے فتح کر دیا کہ ابو یکبر اور ان کا سب گھرانہ مسلمان ہے اسلام کا قدم میے گھریں نہ آئے۔ اس کے بعد خواہ بنت حکیم کی بھڑکی پر شوال نامہ ہجری میں پانو درہم مہر پا خضرت اُسے ان کا نکاح ہوا۔ حضرت ابو یکبر نے خود نکاح پڑھایا۔ اس وقت حضرت عائشہ کی عمر ۶ سال تھی۔ چونکہ کسی زمانے میں عرب میں شوال کے مہینے میں طافعون ہوا تھا۔ اس لئے اہل عرب شوال میں خوشی کی تقریب کرنا منحوس سمجھتے تھے۔ حضرت عائشہ کا نکاح بھی شوال میں ہوا۔ رخصتی بھی تین سال بعد شوال میں ہوئی اس وقت سے یہ وہم دور ہوا۔ رخصتی کے وقت یہ وہس کی تھیں۔ رسول کریم کی وفات کی وقت ان کی عمر (۱۸) سال تھی۔ (۸۷) سال بیوی میں بسر کئے۔

جنگ اُحد میں یہ جمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ ان کو کل قرآن حفظ تھا۔ یہ عورتوں کو امام بنگر نماز بھی پڑھاتی تھیں (کتاب الام شافعی) علم فرالض میں ان کو ایسا کمال حاصل تھا کہ صحابہؓ ان سے دریافت کیا کرتے تھے (ابن سعد) مسروق تابعی نے بیان کیا کہ میں نے بڑے بڑے صحابہؓ کو فرالض کے مسئلے حضرت عائشہ سے دریافت کرتے دیکھا (زرقاوی) حضرت ابو سوی اشعری نے فرمایا ہے

کہ ہم اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مشکل ایسی پیش نہ آئی جس کا علم عایشہ کے پاس نہ ہو (یعنی ہر سلسلہ کے متعلق ان کو حدیثیں علوم تھیں) (ترنذی) امام زہری کا قول ہے کہ عایشہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں۔ اکابر صحابہ ان سے پوچھا کرتے تھے حضرت عروہ ابن زبیر کا قول ہے کہ قرآن حدیث فقه فرائض حلال و حرام شاعری طب، تاریخ عرب، علم الانساب اور علوم میں بنی عایشہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ سوی این طبقہ کا قول ہے مارائیت افصح مزاعاشہ۔ میں نے عایشہ سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا (ترنذی) آخف بن قیس کا قول ہے کہ میں نے ابو بکر عمر عثمان علی کے خطبے سے ہیں لیکن عایشہ سے زیادہ موثر و بلیغ خطبہ میں نے کسی مخلوق کا اپنی عمر میں نہیں سننا۔ حضرت عایشہ نے اپنی زندگی میں (۷۰) علام آزاد کے (شرح بدوع الملام) امیر معاویہ نے ایک لامہ ہم بھیجے غروب آفتاب سے پہلے پہلے رب خیرات کرنے نوٹڈی نے کہا روزہ افطار نے کوچھ نہیں فرمایا پہلے سے کیوں یاد نہ دلا یا۔ (مستدرک) رفقہ جمیعہ رمضان ۵۸ھ میں بعد حکومت امیر معاویہ بصر (۶۷) سال وفات پائی حضرت ابو ہریرہ اس زمانے میں حاکم مدینہ تھے انہوں نے نماز جازہ پڑھائی۔

ان سے (۲۲۱۰) حدیثیں مروی ہیں ان میں سے (۲۳۷) متفق علیہ (۲۴۵) افراد کا ذکر ہیں (۲۸۷) افرادِ سلم ہیں۔ اس لئے بخاری میں ان کی کل روایات (۲۲۸) اور سلم میں (۲۳۲) ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں یہ ان سے منقول ہے۔

ان کے شاگردوں کی تعداد دو سو بیان کی گئی ہے۔ عروہ بن ذبیر۔ قاسم بن محمد۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمن۔ مسرق۔ عمرہ صفیہ بنت شیبہ۔ عایشہ بنت طلحہ وغیرہ ان کے مشہور تلامذہ ہیں۔ اکابر صحابہ نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ تفسیر میں ان کو مکمال حاصل تھا۔ صحیح علم کے آخری انکلیق تفسیر کا کسی قدر حقہ منقول ہے۔ حضرت عایشہ جو حدیث بیان کرتی تھیں اکثر اس کے اسباب و علل بھی پیان کر دیتی تھیں مثلاً رسول کریم ہر سال خبر کو ایک آدمی بھیج دیتے تھے کہ وہاں کی پیداوار کا تحقیقہ کرے تاہم روایات نے اسی قدر روایت کی ہے حضرت عایشہ فرمایا کہ آپ تحقیقہ کا حکم اس لئے

دیتے تھے کہ پھل کھانے اور قسم ہونے سے پہنچے زکوٰۃ کا اندازہ کر لیا جائے (مسند احمد)۔ اپنی روایات کو تسامحات سے پاک رکھتی تھیں۔ اور دوسروں کی روایات کی صحیح کردیتی تھیں۔ اپنے معاصرین کے سامحات پر سختی سے دار و گیر کرتی تھیں اور ان کی اصلاح کردیتی تھیں۔ صہطلاح محدثین میں اس کو استدرآک کہتے ہیں۔ کئی ائمہ حدیث نے ان کے استدرآکات کو جمع کیا ہے۔ سب سے زیادہ شہور امام سیوطی کا رسالہ عین الاصابہ فیما استدر کہ عائشہ علی الصحابہ ہے حضرت ابن عمر و حضرت ابن عباس نے روایت کی (ان المیت یعدب بمنکاء اهله علیہ۔ مرد پر اس کے گھروں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے) حضرت عائشہ نے جب سُنَّا اسکا کیا اور کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ رسول کریم ایک یہودیہ کے جنازے پر گذرے اس کے عزیز و اقارب رورے تھے۔ اپنی فرمایا یہ روتے ہیں اس پر عذاب ہو رہا ہے یعنی یہ رورہے ہیں وہ اپنے اعمال کی سُنْرَةِ بُجُنَّت ہی ہے، اس کے بعد فرمایا کہ قرآن مجید میں صاف ارشاد ہے لا تزرعوا زرة وزرًا خری۔ کوئی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا (بخاری وسلم) حضرت عائشہ کے سامنے کسی نے بیان کیا کہ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ خوست تین چیزوں میں ہے عورت، گھوڑا۔ گھر، انہوں نے فرمایا کہ ابوہریرہ نے آدمی تا سُنی رسول کریم پر ملنا فقرہ فرمائے تھے جو ابوہریرہؓ کے وہی کہ یہود کہتے ہیں کہ خوست تین چیزوں میں ہے عورت گھوڑا، گھر (مسند ابو داؤد طیالی)۔

حضرت ابوسعید خدری کا انتقال ہونے لگا تو نے کپڑے منگا کر پہنے اور کہا کہ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ سلمان جس لباس میں مرے گا اسی میں اٹھایا جائیگا۔ حضرت عائشہ نے سنکر فرمایا کہ خدا ابوسعید پر رحم کرے۔ رسول کریم کی لباس سے مراد اعمال تھے (ابو داؤد)

حضرت عائشہ نہایت بے نفس اور صاف دل تھیں۔ معاویہ ابن خدیج نے ان کے بھائی محمد بن ابی بکر کو قتل کیا تھا مگر یہ معاویہ بن خدیج کے اس حسن سُلُوك کی تعریف کیا کرتی تھیں جو وہ لوگوں کے ساتھ کرتا تھا۔ قاسم بن ابی جو مدینہ کے شہرور فقہا تھے سبھے میں ہیں فرماتے ہیں کہ عائشہ بولپکر کے عہد خلافت ہی سے متقل طور پر افتار کا منصب حاصل کر چکی تھیں وہ آخر زندگی تک برابر

فتوے دیتی رہیں۔ حضرت عمر و عثمان ان سے حدیثیں دریافت کیا کرتے تھے (طبقات ابن عبد)

امیر معاویہ شام سے قاصد بھیگران سے سایل دریافت کیا کرتے تھے (مسند احمد بن حنبل)

حج کے موقع پر ان کا خیمه دامن کوہ ثبیر میں نصب ہوتا تھا۔ سالوں اور مستغاثوں کی بھیر لگھاتی تھی (مسند احمد بن حنبل)۔ کبھی سجد حرام میں زرم کی چھت کے نیچے بٹھ جاتیں تو شرکان علوم کے پرے جم جاتے (بخاری) حضرات ابن عمر، ابن عباس، ابن مسعود، ابو موسیٰ اشری ان سے سایل دریافت کرتے اور اختلاف کے موقع پر ان کو حکم بنا تھے (بخاری و نسائی۔ مؤطاً۔ من ذمہ)

حضرت عائشہ نے ام المؤمنین زینب بنت حمذہ، ام المؤمنین ام سلمہ۔ عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق حسان بن ثابت، ابو حذیفہ۔ امام حسن وغیرہ اصحاب سے بھی روایت کی ہے۔

### حضرت عبد اللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ

لپنے باپ کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ یہ غزوہ خندق میں شرکیک تھے۔ زید و اتفاقیں شہروں بوقت وفات رسول کریم ان کی عمر ۲۰ سال تھی اسی سال کی عمر میں سے ۳ کے ہجری میں وفات پائی ہوئی (۱۶) حدیثیں مردی ہیں۔ ان کے بیٹے سالم اور ان کے سویں نافع ان کے خاص راوی ہیں انہوں نے ام المؤمنین جویریہ عمر و بن العاص، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ وغیرہ اصحاب سے بھی روایت کی ہے۔

### حضرت چابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

چابر نام۔ ابو عبد اللہ کنیت۔ مدینہ کے قبیلہ خزرج سے تھے۔ بعمر ۱۸ سال بیعت عقبہ ثانیہ میں مسلمان ہوئے علاوہ بدرو احد کے الٹر غرفات میں شرکیک رہے۔ بیعت الرضوان میں شمل تھے ان کی مرویات کی تعداد (۱۵) ہے حجاج ابن یوسف ننان پر ظلم کیا۔ بعمر ۴۹ سال ۷۴۸ھ میں وفات پائی۔ امام باقر۔ محمد بن منکدر۔ عاصم بن عمر و بن قتاوہ الصباری ان کے خاص راوی ہیں ان کے دو بیٹوں عبد الرحمن و محمد کا شمار حدیث کے ضمیف راوی ہیں ہے انہوں نے ام المؤمنین جویریہ۔ ابو ہریرہ۔ ہلال ابن امیہ وغیرہ اصحاب سے بھی روایت کی ہے۔

## حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ

انس نام۔ ابو حمزہ کنیت، مدینہ کے مغرب قبیلہ بنو بخار سے تھے۔ رسول کیم کے رشتے کے خالہ اور خادم خاص تھے۔ ہجرت سے دس سال قبل مدینہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ ام سیم بیعت عقبہ ثانیہ سے پہلے مسلمان ہو چکی تھیں۔ یہ بھی ساتھی مسلمان ہوئے اسوقت یہ آٹھ سال کے تھے اس پر ان کا باپ ناراض ہو کر شام چلا گیا اور وہی مر گیا۔ یہ تقریباً تمام غزوات میں رسول کیم کے ساتھ رہے حضرت ابو بکر نے اپنے عہد خلافت میں ان کو وصوں صدقات کا افسر بنایا حضرت عمر نے اپنے زمانہ میں معلم حدیث و فقہ بنائے کہ ربعہ بصرہ بھیجا۔ حجاج بن یوسف نے ان پر ظلم کیا۔ انہوں نے خلیفہ عبد الملک کو اسکی شرکیت لکھی خلیفہ نے حجاج کو لہماکہ فوراً حاکم معافی چاہیو۔ حجاج نے آگر معافی چاہی انہوں نے معاف کر دیا۔ ۹۴ میں وفات پائی۔ ان سے (۱۲۸۶) حدیث مروی ہیں (۸۰) بخاری میں (۰۰) مسلم میں ہیں متفق علیہ روایات کی تعداد (۱۲۸۱) ہے۔ انہوں نے تمیم الداری سعید بن الزبیر مسلم فارسی، ابو سعید خدری، معاویہ بن ابی سفیان، ام حرامہ بنت لمحان اور بعض اصحاب سے روایت کی ہے۔ ان سے امام حسن بصری نزہری۔ الحبیب بن سعید انصاری شیخ ربیعہ رائی سعید بن جبیر، حماد بن ابی سلیمان۔ امام ابو حیین فہم نے روایت کی ہے۔

## حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

سعد بن مالک بن سنان نام۔ ابو سعید کنیت، خاندان خدری سے تھے۔ ہجرت سے دس سال قبل پیدا ہوئے۔ بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد مسلمان ہوئے۔ بدرا کے علاوہ الٹرغزوات میں شرکی رہے۔ ان کی مرویات کی تعداد (۱۱۰۷) ہے (۸۳۷) سال کی عمر میں جمعہ کے دن ۲۷ میں نبی میں وفات پائی۔ عطابن ابی رباح وغیرہ ان کے شاگرد تھے۔

## متوسطان

نمبر شمار نام عقد اد مر و بات نمبر شمار نام عقد اد مر و بات

(۱) عبد اللہ بن مسعود ۸۳۸ دسم علی ابن ابی طالب ۵۸۶

(۲) عبد اللہ بن عمر بن العاص ۵۳۹ عمر فاروق ۴۲۰

### حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

جب یہ سلامان ہوئے تو سلمانوں کی لعفاد پائجھ تھی۔ یہ خلوت و جلوت میں رسول کریم کے پاس رہتے تھے۔ صحابہ میں یہ بڑے زیر ک ذمی علم دینم کئے گئے ہیں۔ رسول کریم نے فرمایا ہے۔ (ماحد شکر ابن مسعود۔ ابن مسعود حديث یکھو) (ترنذی) اور فرمایا ہے کہ ابن مسعود میری امت کیلئے جوسائل تجویز کرے میں اُس پر رضا مند ہوں (کنز العمال) اور حسنونے فرمایا ہے کہ قرآن چار آدمیوں سے پڑھو۔ ابن مسعود۔ سالم مولی ابو خدیفہ۔ معاذ بن جبل۔ ابی ابن کعب (نجاری) حضرت عمران کو خزنیۃ العلم کہا کرتے تھے۔ حضرت خدیفہ کا قول ہے کہ رسول کریم سے طرز و روشن میں قریب تر عبد اللہ بن مسعود ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل نے وفات کی موقعت فرمایا کہ علم چار آدمیوں سے حاصل کرو ابی الدردار۔ سلمان فارسی۔ ابن مسعود۔ عبد اللہ بن سلام (ترنذی) حضرت ابو ہریرہ کے پاس کوفہ سے ایک شخص آیا اور کہا علم حاصل کرنے آیا ہوں ابو ہریرہ نے کہا کیا تھا رے یہاں سعد بن مالک، عبد اللہ بن مسعود، خدیفہ، عمار، سلمان نہیں (ترنذی) صحیح حاکم میں امام شعبی سے روایت ہے کہ صحابہ میں چھ قاضی تھے تین مدینے میں، تین کوفے میں، مدینہ میں عمر، اُن زید، کوفہ میں علی، ابن مسعود، ابو موسی۔ حضرت سروق تابعی کا قول ہے کہ میں نے رسول کریم کے اصحاب کو دیکھا تو تمام کے علوم کا سر حشیپہ ان چھ کو پایا۔ علی۔ ابن مسعود، عمر، زید، ابو الدردار اُبی۔ اس کے بعد پھر دیکھا تو ان چھ کے علم کا خزانہ ان دو کو پایا علی، ابن مسعود (اعلام المتنین) حضرت عمر نے ان کو کوفہ کا معلم و قاضی مقرر کیا تھا۔ حضرت عثمان کے عہد میں بھی اس عہد پر رہے اور بیت المال کے خازن بھی رہے۔ جس طرح ان کے شاگردوں نے ان کے فتاویٰ

اور نبی فقة کو لے لیا ہے اس طرح کسی اور صحابی کے فتاوے اور نبی نہیں لکھے گئے۔  
 (اعلام المؤمن علامہ بن قیم) ان سے (۸۳۹) حدیث مروی ہیں ۶۰ سال کی عمر میں  
 ۲۳۴ میں وفات پائی۔

### حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

قریش کے قبیلہ بنو سہیم سے تھے، ان کا سلسلہ نسب آٹھواسطوں کے بعد رسول کریم کے  
 نسب سے مل جاتا ہے عام الفیل سے ستائیں سال پیدا ہوئے یہ اپنے باپ سے بین س  
 چھوٹے تھے (ابن یونس) اپنے باپ سے پہلے مسلمان ہوئے، رسول کریم نے فرمایا ہے عبد اللہ  
 کا گھرنا اچھا ہے وہ اچھا اس کا باپ اچھا اس کی مان اچھی، حضرت ابو ہریرہ کہا کرتے تھے کہ مجھ  
 سے زیادہ حدیث کسی کو یاد نہیں مگر عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو کہ رہ لکھ لیا کرتے تھے (اصابہ)  
 انہوں نے حضور سے اجازت لیکر حدیث لکھنی تھیں اور ایک مجموعہ مرتب کر کے صادقہ نام رکھا  
 تھا۔ اس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں (طبقات ابن سعد) یہ اسلام میں سب سے پہلے مصنف  
 ہیں ..... آخر ہیں ان کے پر پوتے عمرو بن شعیب کے  
 قبضہ میں تھا۔ (بعض محققین نے لے لیا ہے کہ عمرو بن شعیب کے پاس جو مجموعہ تھا وہ صادقہ  
 نہ تھا بلکہ کوئی دوسرا مجموعہ تھا) یہ شام و مصر کی فتوحات میں شریک تھے، امیر حاویہ نے  
 ان کو اول کوفہ پھر مصر کا گورنر مقرر کیا۔ جنگ کر لیوں (علاقہ مصر) میں یہ سخت زخمی ہوئے  
 تو ان کے باپ نے دریافت حال کر کے بھیجا، انہوں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہم توجان دینے  
 آئے ہیں ان زخموں کا کیا ذکر ہے حضرت عمرو بن العاص نے یہ سنکر فرمایا میر اسکا بیٹا ہے۔

۲۵۴ میں بصرہ میں وفات پائی۔ ان کی سات سو حدیثیں شمار میں آئی ہیں اس لئے ان کا  
 شمار متواترین میں کیا گیا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ان کو مکثیں میں شمار کیا ہے اس کا  
 سبب غالباً یہ ہو گا کہ ان کی کتاب صادقہ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ اس میں ہزار حدیثیں  
 تھیں، انہوں نے زین بن الخطاب، رافع بن خدیج، ابو العاص بن ربيع وغیرہ اصحاب سے

بھی روایت کی ہے۔

## حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

علن نام، ابوتراب و ابوالحسن کنیت، حیدر لقب، رسول کریم کے چاپزاد بھائی اور داماد تھے یعنی حضرت سیدۃ النصار فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما کے شوہر تھے، عشرہ مشترہ، اصحاب بدر و بعیت الرضوان میں سے ہیں۔ ام المؤمنین حضرت حذیقہ الکبریٰ رضی اللہ عنہما و حضرت ابویکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد ایمان لائے، اس وقت ان کی عمر دس سال تھی، کیونکہ عبشت سے دس سال قبل ان کی ولادت ہوئی تھی۔ انہوں نے بھی حدیثیں لکھیں تھیں ۲۵ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ سنہ ۴ میں کوفہ میں شہید ہوئے۔

ان سے (۵۸۷) حدیثیں مروی ہیں۔ یہ رسول کریم کے کاتب بھی تھے، انہوں نے حضرت حمزہ بن عبد المطلب و حضرت عبد اللہ بن مسعود و حضرت حذیقہ، حضرت ام ہانی، حضرت بی فاطمہ زہرا، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے بھی روایتیں کی ہیں۔ ان کے حالات بہت مشہور ہیں اور بہت سی سوانح عمر پاں لکھی جا چکی ہیں۔

## حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عمر نام، ابوحفص کنیت، فاروق لقب، ان کا سلسلہ نسب اکھویں پشت میں رسول کریم کے نسب سے مل جاتا ہے۔ ہجرت سے چالیس سال قبل پیدا ہوئے۔ رکھے جرمی میں سلمان ہوئے یہ چالیسوں سلمان تھے۔ عشرہ مشترہ اصحاب احمد و بدر و بعیت الرضوان میں سے ہیں۔ رسول کریم کے خواجہ یعنی ام المؤمنین حضرت حفصہ کے باپ ہیں، حضور کے ہر لفظ بھی ہیں کیونکہ ام المؤمنین ام سلمہ کی بہن قریبہ سے انہوں نے لکھ کیا تھا۔ چونکہ وہ سلمان نہوں اس لئے صلحی حدیبیہ کے بعد سنہ ۴ میں ان کو طلاق دیدی۔ حضرت علی کے داماد ہیں یعنی حضرت ام کلثوم بنت علی (از بطن حضرت فاطمہ زہرا) سے ان کا نکاح ہوا تھا۔ سنہ ۱۳ میں حضرت ابویکر کے بعد خلیفہ ہوئے یکم محرم سنہ ۲۳ کو شہید ہوئے، ان سے (۵۸۹) حدیثیں مروی ہیں۔ انہیں

(۶۰) بخاری میں ہیں (تاریخ الخلفاء) بخاری کی سب سے پہلی حدیث انہیں کی روایت ہے ہے یہ حکم کیم کے کاتب بھی تھے انہوں نے عبد اللہ بن حمود، معاذ بن جبل، حسان بن ثابت، ہشام بن حکم غیرہ اصحاب سے بھی روایت کی ہے۔ ان کے حالات بہت مشہور ہیں۔ بہت سی سوانح عمر بیان لکھی گئیں۔ حضرت عمر حب بارش کیلئے دعا کرتے تو یوں فرماتے یا اللہ پر ہم رسول کریم کو وسیلہ بناتے تھے اب ان کے چھ عباد کو وسیلہ بناتے ہیں، ان کے طفیل سے پانی برسا (بخاری)

حضرت عمر نے شفا بنت عبد اللہ العدویہ کو بلایا۔ ان سے پہلے عائکہ ابن سیدا گئیں حضرت عمر نے دونوں کو ایک ایک چادر دی، عائکہ کی چادر قسمتی تھی۔ شفا نے کہا قسمتی چادر مجبو کو دیجئے، میں قدیم الاسلام ہوں اور مجھے آپ نے بلایا ہے اور آپ کی چاپزاد بہن ہوں حضرت عمر نے کہا مجبو رسول کریم کی قرابت کا حافظ زیارت (اصباب)

## مقلین

نمبر شمار	نام	تعداد روایات	نمبر شمار	نام	تعداد روایات
(۱)	ام المؤمنین ام سلمہ	۳۷۸	(۱۰)	ابی بن کعب	۱۶۲
(۲)	ابو موسیٰ اشعری	۳۹۰	(۱۱)	بریہ بن حییب	۱۶۷
(۳)	بڑوبن عازب	۳۰۵	(۱۲)	معاذ بن جبل	۱۵۷
(۴)	ابو ذر غفاری	۲۸۱	(۱۳)	ابو ایوب الصاری	۱۵۰
(۵)	سعد بن وقاص	۱۵	(۱۴)	عثمان غنی	۱۳۶
(۶)	سہل الصاری	۱۸۸	(۱۵)	جاہر بن سکرہ	۱۳۶
(۷)	عبدہ بن صامت	۱۸۱	(۱۶)	ابو کیر صدیق	۱۳۲
(۸)	ابوالدردار	۱۷۹	(۱۷)	مغیرہ بن شعبہ	۱۳۶
(۹)	ابوقتادہ الصاری	۱۷۰	(۱۸)	ابو کبرہ	۱۳۰

نمبر شمار	نام	تعداد روایات	نمبر شمار	نام	تعداد روایات
(١٩)	عمران بن حصین	١٣٠	(٣٩٥)	ام المؤمنین ام جبیه	٦٥
(٢٠)	امیر معاویہ	١٣٠	(٣٠)	سلمان فارسی	٦٣
(٢١)	اسامة بن زید	١٢٨	(٤١)	عمر بن یاسر	٦٢
(٢٢)	ثوبان مولی النبی	١٢٧	(٣٢)	ام المؤمنین حفصة	٦٠
(٢٣)	نعمان بن بشیر	١٢٧	(٣٣)	جیہن بن طعم قرشی	٦٠
(٢٤)	سمرہ بن جندب	١٢٣	(٣٤)	اسما بنت ابی بکر	٥٦
(٢٥)	ابوسعد عقبہ بن عامر	١٠٣	(٣٥)	واٹہہ ابن استقع	٥٦
(٢٦)	جریر بن عبد اللہ الجبلي	١٠٠	(٣٦)	عقبہ بن عامر حنفی	٥٥
(٢٧)	عبداللہ ابن ابی اوفری	٩٥	(٣٧)	فضلہ بن عبیدالنصاری	٥٠
(٢٨)	زید بن ثابت	٩٢	(٣٨)	عمر بن عتبہ	٨٨
(٢٩)	ابوظہب زید بن سهل	٩٠	(٣٩)	کعب بن عمراننصاری	٨٤
(٣٠)	زید بن ارتقم	٩٠	(٤٠)	فضلہ بن عبیدالله	٨٢
(٣١)	زید بن خالد الجبھی	٨١	(٤١)	ام المؤمنین مسیمونہ	٨٢
(٣٢)	کعب بن مالک الہی	٨٠	(٤٢)	ام کلنی	٨٢
(٣٣)	رافع بن خدیج	٧٨	(٤٣)	ابوحیفہ بن وہبی الجانی	٧٥
(٣٤)	سلمه ابن اکوع	٧٧	(٤٤)	بلال	٧٣
(٣٥)	ابورافع قبطی	٧٨	(٤٥)	عبداللہ بن مغفل	٧٣
(٣٦)	عوف بن مالک الشجاعی	٧٨	(٤٦)	مقداد بن سد کوفی	٧٣
(٣٧)	عدی بن حاتم طائی	٦٦	(٤٧)	ام عطیہ الزہاریہ	٦٣
(٣٨)	عبد الرحمن ابن ابی اوفری	٦٥	(٤٨)	حکیم بن حرام بدی	٦٠
	سلمه بن حنیف انصاری	٦٠			

## ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

سہنہ نام۔ ام سلمہ کنیت، ان کے باپ ابی اسیہ ہل بن المغیرہ قریش کے قبیلہ بنی مخزوم سے تھے۔ ابی اسیہ شہور تھے۔ یہ حبس قافلہ کے ساتھ ہوتے تھے تاہم قافلہ کی کفالت کرتے تھے اس لئے ان کا لقب زاد الراکب ہو گیا تھا۔

حضرت ام سلمہ کا نکاح ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الرحمن سے ہوا تھا یہ ام سلمہ کے چھار بھائی اور رسول کریم کے رضاعی بھائی تھے۔ عمار بن یاسر ام سلمہ کے رضاعی بھائی تھے۔ ام سلمہ ابتدائے اسلام میں شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں اور جب شہر کو ہجرت کی یہی عورت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مدینہ کو ہجرت کی۔ ان کے شوہر غزوہات بدرو واحد میں شریک ہوئے غزوہ احد کے بعد ان کو رسول کریم نے ڈیرہ سور اصحاب پر افسوس مقرر کر کے طلبی بن خویلہ اور سلمہ بن خویلہ کے مقابلہ نیلے لکھیا تھا، وہاں سے واپسی کے بعد ۷۰ھ حجاجی الآخر کو ابو سلمہ کا انتقال ہو گیا۔ ام سلمہ سے تکہ یہی میں رسول کریم نے دس دعویٰ میں مہر پر عقد کر لیا ۷۹ھ میں جب واقعہ ایلاجیش آیا یعنی رسول کریم ناخوش ہو کر ایک مہینہ تک ازواج مطہرات سے علیحدہ ہے تو حضرت عمر نے اپنی بیٹی حضرت حفصہ کو تنبیہ کی حضرت عمران کے بھی رشتیدار تھے ان سے بھی کہا انہوں نے کہا عمر تم ہر معاملہ میں دخیل ہو گئے یہاں تک کہ رسول کریم کی بیویوں کے معاملہ میں بھی دخل دینے لگے حضرت عمر خاموش چلے آئے ۸۳ھ میں ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت ابو ہریرہ نے نماز بنازہ پڑھائی ان کے پہلے شوہر کے دولڑ کے تھے سلمہ و عمر سلمہ کا نکاح رسول کریم نے حضرت حمزہ کی لڑکی سے کر دیا تھا۔ عمر حضرت علی کے عہد خلاف میں گورنر فارس و بحرین تھے۔ دولڑ کیا تھیں ایک کانام درہ، دوسری کا بڑہ عوف زینب تھا حضرت ام سلمہ کا مل العقل صائب الرائے عورت تھیں (اصابہ) خلفاء راشدین کے عہدیں یہ فتوے دیتی تھیں اگر ان کے فتاویٰ کو جمع کر دیا جائے تو ایک ضخم رسالہ تیار ہو جائے۔ (اعلام المؤقین) ان کے فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ عموماً متفق علیہ ہیں۔ یہ علم الاسرار کی ماہر تھیں قرآن شریف خوب پڑھتی تھیں اور آنحضرت کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں (مسند احمد)

ان کو سارا قران حفظ تھا۔ آیت تطہیر انہیں کے جھرے میں نازل ہوئی تھی۔

آن خفتر کے موئے مبارک انہوں نے تبرگار کھچوڑے تھے۔ لوگوں کو ان کی زیارت کرتی تھیں (مسند احمد) حضرت محمود بن لمبید کا قول ہے کہ رسول کریم کی بیویان حدیث کا مخزن تھیں مگر حضرت عایشہ و ام سلمہ کا ان میں کوئی حریف نہ تھا (طبقات ابن سعد)۔ ان سے (۳۸) روایتیں میں ان میں سے تیرہ متفرق علیہ ہیں تین افراد بخاری تین افراد سلم ہیں۔ ان سے صحابہ میں ابوسعید خدُری عبد اللہ بن عباس۔ حضرت عایشہ اور ان کے بیٹے عمر (شہر سابق کی اولاد) اور ان کی بیٹی زینب اور ان کے غلام بہان اور ان کے بھائی عاصم بن ابی امیت نے بھی روایت کی ہے۔ اور تابعین کی جانب کثیر مثل نافع شعبہ، سیدمان بن ایسار، سعید بن مسیب، شعبی، عروہ بن زبیر، قبیصہ بن ذویب وغیرہ نے روایت کی ہے۔

### حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

عبد اللہ بن قیس نام۔ ہجرت جب شہر سے پہلے مسلمان ہو کر اپنے وطن کو چلے گئے بعد فتح خوبی رسول کریم کے پاس آگئے۔ حضور نے ان کو میں وغیرہ میں حاکم بنی کرذبیجا اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے عہد میں کوفہ میں حاکم رہے۔ حضرت عمر نے وصیت کی تھی کہ کوئی لوز نہ ایک جگہ ایک سال سے نیا دہ نہ رہے مگر ابو موسیٰ چار سال رہیں یہ جنگ صفين میں حضرت علی کی طرف سے حکم (ہنچ) تھے۔ سالہ ۴۷ (۶۰) میں (۶۰) سال کی عمر میں وفات پائی، ان سے (۳۶۰) حدیث مروی ہیں سعید بن مسیب وغیرہ ران کے شاگرد ہیں۔

### حضرت برادر بن عازب رضی اللہ عنہ

ابو عمر یا ابو عکارہ لکنیت تھی۔ شکر غزوہ پدر میں سے ان کو رسول کریم نے بوجہ کم سنی علیحدہ کر دیا تھا اپنے پہلے غرفہ احادیث شرکیک ہوئے اور چودہ غزوات میں شامل رہے، ملک لے انہوں ہی نے فتح کیا تھا۔ جنگ جمل و صفين و نہروان میں یہ حضرت علی کے ساتھ تھے آخر کو کوفہ میں سکونت اختیار کی اور بزرانہ مصعب بن زبیر وفات پائی ان سے (۳۰۵) حدیث مروی ہیں۔

## حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

ابی نام۔ ابوالمنذر و ابوالطفیل کنیت، لقب اقرار القوم۔ حضرت عمران کو سید المسلمین کہا کرتے تھے۔ مدینہ کے قبیلہ بنو بخار کے خاندان معاویہ (جوبنی حدیث میں شہر تھا) سے تھے۔  
سیعہ عقبہ شانیہ میں شریک تھے، بدر سے لیکر طائف تک کے تمام غزوات میں شریک ہے رسول کیم کے کاتب تھے حضور نے ان کو عامل صدقہ بھی مقرر کیا تھا حضرت ابو بکر نے ان کو جمیع قرآن پر ماسور کیا تھا  
حضرت عمر کے عہد میں مجلس شوریٰ کے رکن تھے حضرت عثمان نے ان کو ترتیب قرآن پر ماسور کیا تھا  
ان سے (۱۶۳) حدیثیں مروی ہیں۔ جمد کے دن ۵۳ھ میں وفات پائی۔

## حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

عثمان نام۔ ابو عبد اللہ و ابو عمر کنیت، ذوالنورین وغنى لقب، ان کا سلسلہ نسب میں اخون  
پشت میں رسول کیم کے نسبے مل جاتا ہے۔ واقعہ فیل کے چھٹے سال پیدا ہوتے۔ ۴۳ سال کی  
عمر میں مسلمان ہوئے یہ سنتیوں مسلمان تھے۔ عشرہ مشیرہ اصحاب بدر واحد و بعیت الرضوان  
میں سے ہیں۔ رسول کیم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ان سے بیاری گئیں۔ یہ رسول کیم کے  
کاتب بھی تھے۔ ۷ محرم یوم دوشنبہ ۵۳ھ میں حضرت عمر کے بعد خلیفہ ہوئے ۵۴ھ میں شہید  
ہوئے جب باغیوں نے ان کا حاصہ کیا تو لوگوں نے ان کو جنگ کا مشورہ دیا۔ انہوں نے کہا:-  
مجھے یہ ہو گا کہ رسول کیم کا خلیفہ بنوں اور آپ کی امت کا خون بیاؤں (مسند احمد بن حنبل)۔  
ان کے عہد میں فتوحات فاروقی کی تکمیل ہوئی۔ اور بہت سنئے نئے مالک فتح ہوئے دشمنان  
اسلام پر زین تنگ ہو گئی مسلمانوں کے ساتھ وہ نرمی، غیروں کے ساتھ یہ سختی، حضرت عثمان کا یہ  
قول و فعل آیہ کریمہ (فَهُمْ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشَدُّ أَعْلَى الْكُفَّارَ رَحْمَاءُ بَيْنَهُمْ)  
محمد اللہ کے رسول ہیں ان کے ساتھی کافروں پر سخت ہیں اور اپس میں نرم ہیں کی صحیح تفسیر ہے۔  
ان سے حضرت عبداللہ بن سعود رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب نے روایت کی ہے۔ ان سے ۱۹۶  
حدیثیں مروی ہیں۔

## حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

عبداللہ نام۔ ابو بکر گنیت، صدیق و عتیق لقب۔ ان کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں رسول کریم کے سلسلہ نسبے مل جاتا ہے یہ سبے پہلے مسلمان ہیں (۲۷) سال کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے رسول کریم کے بار غار تھے عشرہ مبشرہ اصحاب بدر واحد و بعیت الرضوان میں سے تھے حضور کو خسر یعنی ام المومنین عایشہ صدیقہ کے باپ تھے، حضور کی وفات کے بعد ۴ اربیج الاول یوم شنبہ ۱۱ھ میں خلیفہ ہوئے اور ۲۲ ربادی الثاني شب شنبہ میں عمر ۶۳ سال تھا میں وفات پائی ابو بکر ابتدائے اسلام سے رسول کریم کے ساتھ رہتے، وعظاً لہتے، خطبہ دیتے، سایل بتاتے تھے شیخ منصور بن عبد الجبار مکرانی مروی شافعی نے اپنی کتاب تقدیم اللادہ میں ثابت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر حضرت علیؓ سے زیادہ عالم تھے۔ کیونکہ ابو بکر شروع ہی سے رسول کریم کے ساتھ خطبہ دیتے، فتوے دیتے تھے امر و نبی کرتے تھے جس جگہ رسول کریم کے ساتھ جاتے تھے وہی لوگوں کو دعوت اسلام دیتے تھے۔ ان سے (۱۳۲) حدیث مروی ہیں (۲۷) بخاری میں «صحاح کی باقی تباہوں میں اور سند احمد بن حبیل وغیرہ میں باقی روایات ہیں۔ ان سے جلیل القدر اصحاب عمر، عثمان، علی، عبد الرحمن بن عوف، حضرت عایشہ و اسماں بنت ابی بکر صحابیات نے اور تابعین میں سے اسم سولی عمر بن الخطاب اور واسط وغیرہ نے روایت کی ہے۔ انہوں نے خود حضرت عمر و عبد اللہ بن سعود وغیرہ اصحاب سے بھی روایت کی ہے۔ یہ رسول کریم کے کاتب بھی تھے۔

حضرت ابو بکر نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ رسول کریم کی قرابت کا خیال محبکوں پر حقوق قرابت زیادہ ہے (بخاری)۔

## حضرت سکرہ بن جندب رضی اللہ عنہ

کپٹا ابو سعید یا ابو عبد اللہ یا ابو عبد الرحمن۔ اصل پاشندے بصرہ کے تھے جب ان کے والد کا انتقال ہو گیا تو ان کی والدوان کو لیکر مدینہ آگئیں۔ اور مری بن شیبان بن ثعلبة الفزاری سے لکھ کر لیا۔ رسول کریم جہاد کیلئے شکار مرتب فرمائے تھے یہ بھی سیش ہوئے حضور نے بو جہ کسی

ان کو منع کر دیا۔ انہوں نے کہا فلاں لڑکے کو حضور نے شامل فرمایا ہے پیری اسکی کشی کرائی جائے اگر میں اس کو بچاڑا لوں تو مجھ کو شامل کر لیا جائے حضور نے اجازت دیدی کشی ہوئی انہوں نے بچاڑا دیا حضور نے ان کو شامل فوج کر لیا۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں رسول کیم کے عہد میں اڑکا تھا میں حضور سے حدیثیں یاد کیا کرتا تھا۔ اور مجھ کو بیان کرنے سے کوئی چیز منع نہ کرتی تھی۔

یہ بہت سے غرفات میں شریک ہوئے۔ آخر صبرہ میں سکونت اختیار کی۔ امام ابن سیرین نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کو جو خطوط لکھے ہیں۔ ان میں بہت کچھ علم ہے۔ انہوں نے حدیثیں جمع کی تھیں اور لکھی تھیں ان سے (۱۲۳) حدیثیں مروی ہیں۔ رسمیہ میں بصیرہ میں ففات پا

### ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہما

رملہ نام۔ ام حبیبیت۔ ابوسفیان کی بیٹی۔ امیر معاویہ کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ صفیہ بنت ابوالحاصل حضرت عثمان کی بھوپی تھیں۔ بخت بنوی سے ترہ سال قبل پیدا ہوئیں۔ اول عبداللہ بن حبش اسدی سے نکاح ہوا۔ شوہر کے ساتھ مسلمان پوکر جبستہ کو ہبہت کی۔ وہاں جا کر عبداللہ عیاضی ہو گیا۔ اسلام پر قیم رہیں۔ عبداللہ نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی۔ عبداللہ الیکن شراب پیکر عالم مستی میں گر کر مر گیا (زرقانی) بعد حتمی عدت رسول کیم نے عمر و بن امیر ضمیری کو بجا شی باڈشاہ جلسہ کے پاس ان کے نکاح کا پیغام دیکر بھیجا۔ بجا شی نے اپنی کنیز ابرہہ نام کی سرفت ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے خالد بن سعید اسری کو وکیل تقرر کیا۔ بجا شی نے شام کیوقت جھر بن ابی طالب اور اور مسلمانوں کو جو راں موجود تھے جمع کر کے چار سو دینار نہر بر پنکھ پڑھ دیا اور مہر حضور کی طرف سے خود ادا کر دیا۔ بعد نکاح یہ جہاز میں سوار ہو کر آئیں۔ مدینہ کی بندگی کاہ میں آتیں۔ آنحضرت اسوقت خیبر میں تھے، یہ کہہ جھری کا واقعہ ہے اسوقت ان کی عمر ۲۶ سال تھی۔ ۳۷ سال کی عمر میں سللہ ہیں اپنے بھائی امیر معاویہ کے عہد حکومت میں وفات پائی۔ مدینہ میں حضرت علی کے مکان میں دفن ہو گئی۔ (استیعاب) ان سے ۶۵ حدیثیں مروی ہیں ان میں دو متفق علیہ ہیں ایک افراد مسلم ہے، ان کے راوی ان کی دختر حبیبہ (شوہر سابق کی اولاد) اور ان کے بھائی معاویہ، عتبہ ابنان ابوسفیان

دعا وہ ابن بسیر ہیں۔ ان کے فتاویٰ کی تعداد بقدر ایک رسالہ کے ہے  
**ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہما**

عمر فاروق کی بیٹی تھیں بعثت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ ان کی والدہ زینب بنت علیون  
 تھیں ان کا پہلا ناخواخ خنیس بن حذافہ کے ساتھ ہوا تھا۔ ماں باپ اور شوہر کے ساتھ سمان ہوئیں  
 شوہر کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی۔ جگ بدر سے ان کے شوہر زخمی ہو کر آئے پھر جانپر نہو کے۔  
 بعد عددت ستمہ ۶ میں رسول ایم سے نخل ہوا۔ شعبان میں بعد حکومت امیر معاویہ<sup>(۶۳)</sup>  
 سال کی عمر میں وفات پائی۔ بوقت وفات اپنے بھائی حضرت عبد اللہ بن عمر کو بلا کر وصیت کی  
 کہ غدیر (مقام کام قریب مدینہ) کی جائیداد (جبکو حضرت عمران کی نگرانی میں دے گئے تھے) وقف ہے  
 (زر قانی) لجض نے لکھا ہے کہ ان کی وفات ۲۷ میں بعد خلافت حضرت عثمان ہوئی لیکن  
 یہ صحیح نہیں۔ یہ روایت اس طرح پیدا ہوئی کہ وہب بن مالک سے روایت ہے کہ جس سال افریقیہ  
 فتح ہوا اسی سال حضرت حفصہ کی وفات ہوئی۔ افریقیہ حضرت عثمان کے بعد خلافت ۲۸ میں<sup>(۶۴)</sup>  
 ہیں فتح ہوا اس لئے بھی ان کا سال وفات سمجھا گیا لیکن افریقیہ دو مرتبہ فتح ہوا ہے، دوبارہ اسکو  
 معاویہ بن خدیج نے بعد امیر معاویہ فتح کیا ہے یہ صاحم الہر و قائم اللیل تھیں ان سے<sup>(۶۵)</sup>  
 روایتیں ہیں۔ ان بیس سے چارستھی علیہ ہیں اس کے راوی عبد اللہ بن عمر اور بعض اصحاب  
 اور تابعین ہیں۔ ان کو سارا قرآن حفظ تھا لکھنا پڑھنا چاہتی تھیں۔ ان کے فتاویٰ کی تعداد  
 ایک رسالہ کے قریب ہے۔

### **حضرت اسماء بنیت ای بکر رضی اللہ عنہما**

اسماء نام۔ ذات النطاقین لقب، ابو بکر صدیق کی بیٹی تھیں ہجرت سے (۶۶) سال قبل  
 کہ میں پیدا ہوئیں حضرت زبیر سے ان کا ناخواخ ہوا اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں۔ ان کے سلسلہ  
 ہونے سے سلامیوں کی تعداد اٹھاڑہ ہو گئی۔ جب رسول کریم اور حضرت ابو بکر ہجرت کو روانہ ہوئے  
 تو انہوں نے ناشتہ طیار کیا اور اپنا نطاق پھاڑ کر ناشیتہ ان کو نیازہا اس لئے ان کا لقب

ذات النطاقین ہوا۔ جب یہ مدینیہ ہجرت کر کے آئیں تو قبایل عبد اللہ پیدا ہوئے اور رسول کیم کے حضور میں پیش کئے گئے۔ حضور نے عبد اللہ کو گودیں لیا اور اپنا العاب وہن چوسایا اور دعا فرمائی۔ جب عبد اللہ بن زبیر مکہ پر قابض تھے اور عبد الملک بن مروان خلیفہ تھا تو خلیفہ کی فوج نے مکہ کا محاصرہ کیا۔ عبد اللہ مال کے پاس گئے یہ سیار تھیں۔ مل بیٹوں میں اس طرح گلعتلو ہوئی عبد اللہ کیا حال ہے۔

اسماں دیوار ہوں۔

عبد اللہ۔ آدمی کو موت کے بعد آرام ملتا ہے۔

اسماں۔ شاید تمہیں میرے مرنے کی تمنا ہے۔ میں ابھی مزنا پسند نہیں کرتی۔ میری آرزو یہ ہے کہ یا تو قمر لڑکہ میرے سامنے شہید ہو جاؤ ہیں صبر کر جوں یا تم کامیاب ہو تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں عبد اللہ یہ سنکر ہنس کر چلے گئے۔ جب شہادت کا وقت قریب آیا تو عبد اللہ پھر مار کے پاس آئے یہ مسجد میں بیٹھی تھیں۔ عبد اللہ نے صلح کے متعلق لائے دریافت کی۔ انہوں نے کہا بیٹا قتل کے خوف سے ذلت آمیز صلح بہتر نہیں۔ عبد اللہ یہ سنکر چلے گئے اور مردانہ وار لڑکہ شہید ہو گئے۔ جملج بن یوسف نے ان کی لاش کو سولی پر لٹکایا۔ تین دن بعد اسما اس طرف گئیں جیسے کی لاش کو الٹا لٹکا دیکھ کر بولیں۔ اس سوار کے گھوڑے سے اُترنے کا ابھی وقت نہیں آیا۔ (اس اللہ خاصہ استیغفار) جملج نے ان کے بلانے کو آدمی بھیجا انہوں نے انکار کر دیا۔ اس نے کہلا بھیجا سید ہری طرح چلے آؤ ورنہ آدمی بھیجن گا جو بال گھیٹ کر لائے گا۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا۔ جملج غصہ میں بھرا ہوا خود جلا آیا اور کہا بینے دشمن خدا (عبد اللہ بن زبیر) کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔

اسما نے کہا تو نے ان کی دنیا بھاڑی آہنوں نے تیری عقبی خراب کی۔ تو ان کو ظفر ذات النطاقین کا بیٹا کہا کرتا تھا و اللہ میں ذات النطاقین ہوں میئے نطاق بھاڑ کر آخہزت اور ابو بکر کا کھانا ہاں دعا تھا اور دوسرے سے اپنی کمر پیٹھی تھی۔ میں نے آخہزت سے سنا ہے لقیفہ میں ایک کذاب اور ایک ظالمہ پہنچا ہو گا۔ چنانچہ کذاب کو دیکھی جکی اور ظالم تو ہے۔ جملج یہ سنکر خاموش چلا گیا (مسلم)

چھومن کے بعد خلیفہ کا حکم پہنچا تو حجاج نے حضرت ابن زبیر کی لاش یہود کے قبرستان میں گھوپا دی اسماں نے ان کی لاش من گوا کر غسل دیکر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کی۔ ایک ہفتہ بعد خود بھی وفات پائی یہ واقعہ جمادی الاول سنه م کا ہے اسوقت ان کی عمر تسلیم کی تھی۔ ان کی چار بیٹیے تین بیٹیاں تھیں (طبری والریاض النصرہ)

ان سے ۵۶ حدیثیں مروی ہیں جو صحابہ تھے میں ہیں۔ ان کے راوی عبد اللہ بن عباس ان کے بیٹے عبد اللہ و عروہ اور پوتے عباد بن عبد اللہ و عبد اللہ بن عروہ، فاطمہ بنت المنذر بن زبیر عباد بن حمزہ بن عبد اللہ بن زبیر وغیرہ ہیں۔ محمد بن منکر اور وہب بن کیسان نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ آنحضرت کا جہتہ حضرت عایشہ نے ان کی پرسہ کیا تھا یہ اس کو دہوکر بیماروں کو بیلاتیں وہ شفا پاتے۔ (مسند احمد بن حنبل)

ایک دن حجاج مسیر پڑھا تھا۔ حضرت اسماں اپنی کنیز کے ساتھ پہنچیں۔ دریافت کیا امیر کمال، لوگوں نے بتایا یہ اسکے پاس گئیں۔ حجاج نے کہا تمہارے بیٹے نے خدا کے گھر سی اکاڑ پھیلایا تھا۔ اس لئے خدا نے اس کو بڑا دردناک عذاب دیا انہوں نے کہا تو جھوٹا ہے وہ ملحد نہ تھا۔ صائم اور قائم اللیل تھا۔ (مسند احمد) اسماں نہایت سخنی، بہادر، صافگو، حق پسند، خوددار، عابدہ زادہ فیاضہ شاکرہ تھیں۔

## حضرت واٹلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ

اصحاب صفة میں سے تھے۔ بعض غزوات میں شرکیہ رہے۔ حضور کے بعد شام چلے گئے۔

(۹۸) سال کی عمر میں ستمہ میں بیت المقدس ہی، وفات پائی۔ ان سے ۵۶ حدیثیں مروی ہیں  
ام المؤمنین حضرت مہبوبہ رضی اللہ عنہا

بڑہ نام تھا۔ رسول کریم نے میمونہ رکھا، ان کے باپ حارث بن حزن قبیلہ فرشت سے تھے، اور ان کی ماں ہند بنت عوف قبیلہ حمیر سے تھیں۔ ان کا پہلا نکاح سعید بن عمر و بن عمیر لقفو سے ہوا۔ اس نے طلاق دیتی تو ابو یہم بن عبد الغریب سے لکھ ہوا۔ ابو یہم کا کوئی میں استقالہ نہ کیا

ذی قعدہ میں رسول کریم سے نکاح ہوا حضرت عباس متولی نکاح تھے۔ مقام سرف میں (مکہ سے دس میل پر ایک موضع ہے) رسم عروی ادا ہوئی۔ یاً خضرت کا آخری نکاح تھا۔ سادھے میں۔ مقام سرف ہی میں ان کی وفات ہوئی جس مقام پران کا انتقال ہوا وہ مقام مسیونہ کر کے مشہور ہے حضرت عبدالرشد بن عباس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عائشہ نے ان کے آلقا اور اخلاق کی تعریف کی ہے ان سے (۳۶) حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے سات مستحق علیہ ہیں ایک افراد بخاری ایک افراد سلم۔ ان کے راوی عبدالرشد بن عباس وغیرہ صحابہ میں سے، عطا اور سیمان بن یسار تابعین ہی سے ہیں۔

## حضرت ام حانی رضی اللہ عنہا

فاختہ نام۔ ام حانی کنیت رسول کریم کی چاپزاد بہن حضرت علی کی حقیقی بہن تھیں۔ ان کا نکاح ہبیرہ بن عمرو مخرمی سے ہوا تھا۔ ۸۷ میں بعد فتح مکہ مسلمان ہوئیں۔ امیر عاویہ کے عہد خلافت میں وفات پائی (سناد احمد) ان سے (۳۶) حدیثیں مروی ہیں۔ صحابہ میں عبدالرشد بن عباس و عبدالرشد بن حارث بن نوفل نے بھی ان سے روایت کی ہے، تابعین میں سے شعبی عطا مجاهد عروہ غیرہ۔

## حضرت بلال رضی اللہ عنہ

بلال نام۔ کنیت ابو عبد اللہ سیا ابو عمر۔ بعض نے عبد الکریم بھی لکھا ہے جو شہ کے باشندے تھے، امیہ بن خلف کے غلام تھے، ان کے باپ کا نام رباح اور والدہ کا نام حمامہ تھا، ان کے ایک بھائی تھے فالدنام ابو رووع کنیت وہ بھی مسلمان ہو گئے تھے آخر عمر میں دولوں بھائی شام میں رہے وہی وفات پائی۔ بلال سنه ہجری میں چالیس سال کی عمر میں مسلمان ہوئے یہ پانچویں مسلمان تھے چونکا ان کا آقا اشد کافر تھا اس لئے خنیہ ایمان لائے جب اس کو خضر ہوئی تو اس نے سخت اذیت دینی شروع کی۔ دوپہر میں گرم ریت پر ننگا لٹکا کر گرم پھر جھاتی پر کہہ دیتا اور کہتا لات وغیری کی عظمت بیان کریا احمد احمد کہتے۔ رسول کریم ان کا حال چکی کو بیج دیا اور سفیر ہوتے، ایک دن آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس کچھ ہوتا تو بلال کو خرید لیتے حضرت

ابو بکر یہ سنگران کے آف کے پاس پہنچے اور اس کو سمجھایا کہ اس قدر ظلم نہ کرنا چاہئے اُس نے کہا تم لوگوں نے اس کو بیکار کر بکار دیا، اب یہ میرے کام کا ہنس رہا۔ تھیں رحم آتا ہے تو خردیو حضرت ابو بکر نے ایک غلام اور کچھ روپیہ دیکر بلاں کو خرید لیا اور آزاد کر دیا یہ جنگ بدیں شریک تھے اُمیین خلف اور اس کے بیٹے کو دیکھ کر انہوں نے علی مجاہیا مسلمانویہ دشمن اسلام اُمیین خلف جانے پا گئے چنانچہ مسلمانوں نے اس کو اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ بلاں رسول کرم کے مُذن تھے غزوہ ذی امر میں حضور نے ان کو دشمن کی قرارگاہ دیکھنے کے لئے بھیجا تھا۔ خیر وغیرہ غزوات میں بھی شریک رہے حضرت عمر کے عہد خلافت میں ان سے اجازت لیکر شام چلے گئے وہیں اپنا اور اپنے بھائی کا لکھ کیا۔ جب حضرت عمر بیت المقدس تشریف لیکر تو یہ بھی ملنے آئے حضرت عمر اور دیگر صحابہ نے ان سے اذان کی فرمائیں کی انہوں نے اذان کی صفائحہ کو رسول کرم کا زمانہ بادالیا۔ بتایا ہو کر رونے لگے۔ جنگ قیصریہ میں قسطنطین نے پیہ سالار اسلام حضرت عمر بن العاص کے پاس پیغام بھیجا کہ صلح کی گفتگو کیلئے ایک سردار کو بھجو حضرت بلاں نے کہا میں جاؤں گا۔ حضرت عمر بن العاص نے اجازت دیدی۔ بلاں قمیص پہنے ہوئے تھے سر پر صوف کا عمامہ تھا۔ تلوار اور توشه دان کندھے پر لٹکایا عصا ہاتھ میں لیکر چلے قسطنطین کے سفر نے جب یہ دیکھا تو اپنے دل میں کہا کہ مسلمان ہمارے بادشاہ کو کچھ نہیں سمجھتے ایک جشتی غلام کو بھیجا ہے۔ ان سے کہا تم والپس جاؤ۔ بادشاہ کسی دوسرو سردار سے بات کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا میں تمہارے بادشاہ کی ہر بات کا معمول جواب دوں گا۔ سفر نے ان کو ٹھیڑا یا اور بادشاہ سے جاکر سب واقعات بیان کئے۔ بادشاہ نے ان کو والپس کر دیا ساٹھ سال کی عمر میں نئی وفات پائی۔ ان سے (۳۴) حدیثیہ روی ہیں حضرت ابو بکر و عمر و ابن سعود و ابن عمر و اسامہ بن زید و جابر و ابو سعید خدرا و پیر ابریں عاذب و کعب بن عجرہ وغیرہ جیل القدر صحابہ اور شام کے بڑے بڑے تابعین ان کے راوی ہیں

## ام عطیہ انصاریہ حنفی اللہ عنہما

لئیہ نام، ام عطیہ کنیت، ان کے باپ کا نام حارث تھا۔ بھرت سے پہلے مسلمان ہوئیں سات غرفات میں شرکیں رہیں۔ مرضیوں کی خدمت اور کھانے پکانے کا کام کرتی تھیں زینب بنت رسول کیم کو حضور کے حب ہدایت انہوں ہی نے غسل تیت دیا تھا (صحیح بخاری) رسول کیم اور حضرت علی کی ان کے حال پر خاص عنایت تھی صحابیات میں ان کا ٹڑا درجہ تھا۔ (استیعاب) انہوں نے رسول یلم اور حضرت عمر سے حدیثیں روایت کی ہیں ان سے امام ابن سینہ و حفصہ بنت سیرین و عبد الملک بن عمرو، علی ابن الاقمر وغیرہ نے روایت کی ہے، ان کی روایات کی تعداد (۱۷) ہے۔

## اقلین

نمبر شمار	نام	تعداد روایت	نمبر شمار	نام	تعداد روایت
۱۸	زبیر	۳۸	(۱۲)	خالد بن ولید	۳۸
۱۸	فاطمہ بنت قیس	۳۸	(۱۳)	عمرو بن حریث	۳۸
۱۵	خباب بن الارت	۳۲	(۱۴)	خولہ بنت حکیم	۳۲
۱۳	عیاض بن حادی	۳۰	(۱۵)	ثابت بن فحّاک	۳۰
۱۳	مالک بن ربیع ساعدی	۲۸	(۱۶)	معاویہ بن حکیم سلمی	۲۸
۱۳	عبد اللہ بن سلام	۲۵	(۱۷)	عروہ بن جده الاسدی	۲۵
۱۱	فضل بن عباس	۲۵	(۱۸)	بسہ بنت هفرون	۱۱
۱۰	ام قیس بنت محضن	۲۳	(۱۹)	عروہ بن مفرس	۲۳
۱۰	عامر بن ربیعہ	۲۳	(۲۰)	مجیع بن زینہ	۲۳
۷	بسیع بنت موعود	۲۱	(۲۱)	سلمه بنت قیس	۲۱
۷	اسید بن حضر ثمہلی	۱۸	(۲۲)	قادة بن لعنان	۱۸

نمبر شار نام	لعداد روایات	نمبر شار نام	لعداد روایات
(۲۳) قبیصہ بن مخاچ عماری	۶	(۳۲) زید بن حارثہ	۳
(۲۴) عاصمہ بن عدی قضاوی	۶	(۳۳) ثابت بن ذریعہ	۳
(۲۵) سلمہ بن یعیش شعبی	۵	(۳۴) کعب بن عیاض شعبی	۲
(۲۶) مالک بن صعصعہ	۵	(۳۵) کلثوم بن حسین غفاری	۲
(۲۷) سائب بن خلاد	۵	(۳۶) دحیۃ الکلبی	۲
(۲۸) مجین بن ادرعہ	۵	(۳۷) جلانہ بنت وہب	۲
(۲۹) خفاف غفاری	۵	(۳۸) مالک بن یسار	۱
(۳۰) ذوفجر عبشتی	۵	(۳۹) عبد اللہ بن زمعہ	۱
(۳۱) مالک بن ہبیرہ کندی	۳	(۴۰) کلثوم بن علقہ	۱

### حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

زبیر نام۔ ابو عبد اللہ والبوطا ہر کنیت۔ ان کا سلسلہ نسب چار و سطون کے بعد رسول کریم کے نسب سے مل جاتا ہے۔ رسول کریم کے پھوپ زاد بھائی اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ حضرت ابو بکر کے داماد تھے یعنی رسول کریم کے ہنزلف بھی تھے۔ عشرہ بشرہ اصحاب بدرو واحد و بیعت الرضوان میں سے تھے۔ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ ہر بھی کے حواری ہوتے ہیں زبیر میرا حواری ہے۔ سنه ۳ میں جنگ جمل میں میدان جنگ سے دور شہید ہوئے۔ یہ جنگ سے دست بردار ہو کر حضرت علیؑ سے صلح کر کے واپس جا رہے تھے کہ ایک شخص نے انکو شہید کر دیا اور خون آسود تلوار لیکر حضرت علیؑ کے پاس آیا۔ حضرت علیؑ نے تلوار و لیکر افسوس سے کہا یہ وہ تلوار ہے جو مدت توں رسول کریم کی خدمت کر چکی ہے۔ یہ سن کر قاتل نے خود کشی کر لی۔ ران سے (۳۸) حدیثی مرفی ہی۔

## حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہ

یہ قدمیم الاسلام ہیں۔ ان کے باپ کا نام قیس بن خالد اور ماں کا نام امیمہ بنت ربیعہ تھا ابو عمر بن حفص بن مخیرہ سے لکھا ہوا تھا۔ اس نے طلاق دیدی تو حضرت اُسامہ سے لکھا ہوا اول اول جن عورتوں نے کہ سعد بنیہ کو ہجرت کی ان میں یہ بھی تھیں۔ حضرت عمر کی شہادت کے بعد انتخاب خلافت کا جلسہ انہیں کے مکان میں ہوا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد وفات پائی ان سے (۴) حدیثیں مروی ہیں۔ ان کے راوی قاسم بن محمد و سعید بن سبیل و سیمان بن یسار و شبی و خبی ہیں۔

## ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہ

مدینہ کے قبیلے بنی بخار سے تھیں۔ ان کی دادی کا نام عفرا تھا۔ عفرا کی تمام اولاد اسی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ غروات میں شرکیہ ہوتی تھیں۔ زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ اوسمیدان جنگ میں پانی پلاتی تھیں۔ ایاس بن یکیر قریشی سے ان کا لکھا ہوا تھا۔ بیعت الرضوان میں بھی شرکیہ تھیں۔ غزوہ احد میں انہوں نے شہداء کو میدان سے اٹھا کر مدینہ پہنچا پایا۔ (بخاری و ابو داؤد) حضرت عبد اللہ بن عباس و امام زین العابدین ان سے مسائل دریافت کرتے تھے ان سے (۲۱) حدیثیں مروی ہیں۔ سیمان بن یسار، نافع وغیرہ ان کے راوی ہیں۔ ان کے باپ معوذ نے جنگ بدربیں ابو جہل کو قتل کیا تھا۔

## حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

ابوسیمان و ابوالولید کبینت۔ قریش کے خاندان بنی مخرزوم سے تھے۔ ام المؤمنین حضرت میمونہ کے بھائی تھے۔ ان کی والدہ کا نام لیا پ صغری تھا۔ سنه ۶ھ میں مسلمان ہوئے، عرب کے مشہور بیادریوں اور اسلام کے شہروز فاتحوں میں سے ہیں۔ ان کے حالات سے تاریخیں بھری پڑی ہیں کئی سوانح عمر میں لکھی گئی ہیں۔ سنه ۸ھ میں سری یہ موت کی فتح پر رسول کریم نے ان کو سیف اللہ کا خطاب عطا فرمایا۔ سالہ ۱۰ھ میں وفات پائی۔ ان سے (۱۸) حدیثیں مروی ہیں۔

## حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

زبانہ جاہلیت میں جب یہ بچے تھے ان کو ڈاکو بیکر ڈالئے اور بازار عکاظ میں فروخت کر دیا، حکیم بن خرام نے خرید کر اپنی پھوپی ام المؤمنین خدیجہ کی نذر کر دیا جب حضرت خدیجہ سے رسول کیم کا عقد ہو گیا تو انہوں نے حضور کی نذر کر دیا یہ تیرے سلمان تھے۔ حضور ان سے بیوی محبت کتے تھے یہاں تک کہ یہ حضور کے متینی مشہور تھے ان کے والد کو جب معلوم ہوا کہ زید کہ میں ہے تو ان کو لینے کی لئے آئے بہت کہاگر انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت سے عیسوہ ہونا پسند نہ کیا، رسول کیہ نے ان کا لکھاں اپنی لوٹی ام المیں سے کرا دیا تھا۔ ان سے حضرت اسامہ بن زید پیدا ہوئے دوسرا لکھاں حضور نے اپنی پھوپی زاد بہن حضرت زینب سے کرا دیا تھا، ان کی اُن سے نہ بنتی انہوں نے طلاق دیدی یہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے ان سے چار حدیثیں مروی ہیں۔

## فہرست جدید

کتب سیر و تاریخ و حدیث میں جو نہ رست اُن اصحاب اور ان کے مرویات کی منقول ہے جنکی روایات شمار کی گئی ہیں اور ان کو محدثین نے چار طبقوں میں تقسیم کیا ہے یعنی محدثین - متوسطین - مقلین - اقلین۔ وہ فہرست نقل کردی گئی۔ لیکن بعض متفرق کتب سے بعض اور اصحاب کی بوائیا کی تعداد بھی معلوم ہوتی ہے میں نے اپنی معلومات کی موافق اُن کی یہ فہرست مرتب کی ہے۔

### نیز شمار نام تعداد روایا کیفیت

- ۱ شداد بن اوس ۵۰ ان کے حالات علیجی ملکے جائیں گے۔
- ۲ عبداللہ بن زبیر ۳۳ دو متفق علیہ (۶) افراد بخاری (۲) افراد سلم۔ انہوں نے رسول کیم کے علاوہ حضرت عائشہ حضرت عمر حضرت زبیر حضرت علی وغیرہ کو اصحاب سے بھی روایت کی ہے۔ تابعین میں عباد و عروہ وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

نمبر شمار نام تعلیماتی کیفیت

(۳) ام الفضل بن حارث ۳۔ عمر مول حضرت عباس کی بیوی اور حضرت عبد اللہ بن عباس کی والدیتیں ام المؤمنین حضرت یہموہ کی بہن تھیں۔ حضرت خدیجہؓ کے بوعسلمان ہوئیں (طبقات ابن سعد) حضرت عثمان کے عہد صلا میں اپنے شوہر حضرت عباس سے پہلے وفات پائی ان سے ان کے بیٹوں اور حضرت الن نے روایت کی ہے۔

(۴) عبد اللہ بن یزید خطیب ۲۰۔ ان کے حالات علیحدہ لکھے جائیں گے۔

(۵) حضرت فاطمہ زہرا ۱۸۔ ایضاً

(۶) عبد الرحمن بن بشیر ۱۲۔ قبیلہ اوس سے تھے۔ النصار کے نقیبوں میں یہ بھی تھے (اصحاب) رسول کریم کے بعد حمض میں سکونت اختیار کی۔ عبد امیر معاویہ میں وفات پائی۔ امیر معاویہ نے ان کو لکھا کہ جو حدیثیں آپ نے سنی ہوں ان سے لوگوں کو سکاہ کر دیجئے (مسند احمد بن حنبل) ابو عاوی ذرا وابن ماجہ میں ان کی حدیثیں ہیں۔ ان کے راوی یحییٰ بن محمود اور اسودہ ہیں۔

(۷) امام حسن رضا ۱۳۔ ان کی کل روایات کاشانہیں ہوا۔ براہ راست رسول کریم سے انہوں نے تیرہ روایتیں کی ہیں۔ ان کے حالات علیحدہ لکھے جاویں گے۔

(۸) ام المؤمنین زینب ۱۱۔ ان کے حالات علیحدہ لکھے جاویں گے۔

(۹) ام المؤمنین صفیہ ۱۰۔ ایضاً

(۱۰) امام حسین رضا ۱۲۔ حب کیفیت مکے رسول کریم سے براہ راست آنٹھ روایتیں کی ہیں۔

(۱۱) عبد اللہ بن زین العابدی ۸۔ ابو محمد کنیت، صاحب الاذان لقب۔ قبیلہ خزرج سے تھے۔ یہ میں خوبی کے بیٹے تھے انہوں نے خوبی میں اذان کا اطرز والفالاظ

دیکھئے تھے ایسا ہی خواب حضرت عمر نے دیکھا تھا لیکن انہوں نے سبے پہلے بیان کیا اس لئے صاحب الاذان لقب ہوا۔ بدتریں شرکیک تھے۔ فتح مکہ کے دن بنو حارث بن خرزج کا عالم رسول کیم نے ان کو عطا فرمایا تھا (۶۷) سال کی عمر میں مسماۃ المیتین میں وفات پائی حضرت عثمان نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حافظ ابن حجر نے ان کی سائیں حدیثیں لکھی ہیں۔ امام تخاری و ترمذی نے صرف ایک حدیث اذان لکھی ہے۔ ان کے راوی سعید بن مسیب اور عبد الرحمن بن ابی لیلی ہیں۔

(۱۲) امام المؤمنین جویریہ ۷۔ ان کے حالات علیحدہ لکھے جائیں گے۔

(۱۳) امام المؤمنین سودہ ۵۔ الیفڑ

### حضرت شداد بن اوس الصفاری رضی اللہ عنہ

ابو سلیلی و ابو عبد الرحمن کنیت۔ قبیلہ خزرج کے خاندان بنو نبار سے تھے حضرت حسان بن ثابت ہشور شاعر کے بھیتھے۔ ان کے باپ کا نام اوس بن ثابت تھا۔ ان کی والدہ صریحہ نلم بنو نبار کے خاندان عدی سے تھیں۔ ان کے والد عقبیہ شانیہ اور بدریں شرکیک تھے۔ احمد بن شہید یہ یہ خود جنگ بدر میں باوجود کم سنی شرکیک تھے۔ حصہ نور کی وفات کے بعد فلسطین۔ بیت المقدس حمص وغیرہ میں مقیم رہے ۵۸ھ میں بصرہ، سال وفات پائی بیت المقدس میں دفن ہوئے ان سے (۱۴) حدیثی مردی ہیں۔ ان کے راوی محمود بن الربيع و بشیر بن کعبی غیرہ ہیں۔

### حضرت عبد اللہ بن زید خطمی الصفاری رضی اللہ عنہ

ابو موسی کنیت قبیلہ اوس سے تھے۔ ان کے باپ زید بن زید بھی صحابی تھے۔ باپ پیٹیہ

ساقہ مشرف بالسلام ہوئے بیت الرضوان میں شرکیک تھے۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً سال تھی

اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے حضرت علی کے عہد کی روایوں میں حضوف علی کے تھے شریک تھے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے اپنے عہد غلافت میں ان کو کہ میں نایب بنایا اور ۶۵ھ میں ان کو کوفہ کا گورنمنٹر کیا امام شعبی ان کے میراثی تھے۔ اسی زمانے میں وفات پائی۔ ان سے (۲) روایتیں مروی ہیں لیجن براہ است رسول کریم سے ہیں۔ بعض حضرت ابن سعید وزید بن ثابت وغیرہ اصحاب سے ملن کے راوی ان کے بیٹے موسیٰ اور امام ابن سیرین وغیرہ ہیں۔

### حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

فاطمہ نام۔ زہر القلب۔ رسول کریم کی چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ نبوت سے پانچ سال قبل ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ (۱۸) سال کی عمر میں ذی الحجه ۷ھ ہجری میں حضرت علی سے لکاح ہوا۔ رسول کریم کو ان سے بید محبت تھی آپ نے فرمایا ہے کہ فاطمہ بیٹر جسم کا حصہ ہے جس نے اس کو اذیت دی اُس نے مجکو اذیت دی (خبری) اور ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا کی عورتوں کو تقلید کیلئے مریم (والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام) خدیجہ (ام المؤمنین) فاطمہ (بنت رسول کریم) آئیہ (زوجہ فرعون) کافی ہیں (ترمذی) اور ارشاد ہے سیلک نساء اهل ابختہ فاطمۃ (فاطمہ ختنی عورتوں کی سردار ہیں) حضرت عائشہ نے بھی ان کی صدائیں ولقوی و طہارت کی تعریف کی ہے (ستیعاب) حضور سے چھ ماہ بعد تیسری رمضان ۸۴ھ میں ہر ۹ روز شنبہ (۲۹) سال کی عمر میں وفات پائی (زرقانی) پہلے عورت و مرد کا جنازہ ایک ہی طرح کا ہوتا تھا۔ عورت کے جنازے کا پرده بنانا انہیں کے جنازے سے شروع ہوا ہے انہوں نے قبل نما اسماں بنت عیسیٰ سے کہا کھلا جنازہ لیج� نے میں بے پر ڈگی ہے اسماں نے کہا میں بخش میں یہ طریقہ دکھلایا ہے اور چند لکڑیاں منگا کر ان پر کپڑا تان کر دکھایا۔ انہوں نے پسند کیا۔ ان کی قبر کے مقعد اختلا ہے۔ لیکن صحیح روایت یہ معلوم ہوتی ہے کہ دارعینہ میں دفن ہوئیں۔ (طبقات ابن سعد و حلۃ الحجا زیہ) تین لڑکے حسن۔ حسین اور دولٹکیاں ام کلشوم اور زینب ان کے اولاد تھے۔ محسن نے کچھ پیس وفات پائی۔ باقی تاریخ اسلام میں مشہور ہیں۔ ان کی چند سوانح عمریاں لکھی گئی ہیں۔

ان سے (ب). حدیثیں مروی ہیں۔ حضرت عایشہ، حضرت ام سلمہ، حضرت علی، حضرت انس، حضرت حسین ان کے راوی ہیں۔

### حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

حسن نام۔ ابو محمد کنیت۔ سید و نقی القب۔ رمضان مہینہ میں پیدا ہوئے رسول کیم کے نواسے، حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت علی کے بڑے صاحزادے تھے۔ رسول کیم سے بہت شاہی تھے (طبرانی) حضرت علی کے بعد نئی ہمیں خلیفہ ہوئے۔ چھ مہینے بعد خلافت سے دست بردار ہو گئے اور امیر معاویہ سے بیعت کر لی۔ ۶۴ھ میں ۶م سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی انہوں نے حدیثیں بھی جمع کیں تھیں (تہذیب التہذیب) ایک دن حضرت ابو بکر راستے سے گذر رہے تھے حضرت حسن کھیل رہے تھے حضرت ابو بکر نے ان کو کاندھ پر سوار کر لیا۔ اور کہا میرا بابا پ تم پر قربان رسول کیم کے عہدکل ہو (مسند احمد بن حنبل) ان کی مرویات کی تعداد تیرہ ہے کچھ براہ ملا رسول کیم سے کچھ حضرت علی وغیرہ سے، ان سے حضرت عایشہ و حسن بن حسن و امام ابن سیرین نے روایت کی ہے۔

### ام المؤمنین زینب بنت حاشی رضی اللہ عنہا

برتر نام تھا۔ رسول کیم نے زینب نام رکھا۔ ام الحکم کنیت تھی۔ ان کے باپ حاشی بن رباب قریش کے قبیلہ اسرد بن خرمیہ سے تھے۔ ان کی والدہ امیرہ بنت عبد المطلب تھیں۔ امیرہ رسول کیم کی حقیقی بھوپی تھیں یہ ابتدائی سلام میں سلام ہوئیں۔ پہلا نکاح زینب حارثہ سے ہوا۔ انہوں نے ایک سال کے بعد طلاق دیا۔ اس کے بعد ذی قعدہ ۵۷ھ میں رسول کیم سے نکاح ہوا ان کے مہر میں حضور نے دس دینار ساٹھ دریم ایک اور ہنی ایک کرتہ ایک چادر چاپس مددگار ہوں تیس صاع خر میں خشک بھیجے۔ اس وقت ان کی عمر ۲۳ سال تھی۔ نئی ۵۸ سال کی عمر میں وفات پائی حضرت عمر نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بقیع میں فتنہ ہوئیں۔ حضرت عایشہ و حضرت ام سلمہ نے ان کے آنکھ کی تعریف کی ہے۔ یہ نہایت سخی تھیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو مدینہ کے فقار و مساکین بیس

پریشانی پھیل گئی۔ ان سے (۱۱) حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے (۹) متفق علیہ ہیں ان سے ام المؤمنین یام حبیبہ نے بھی روایت کی اور ان کے ہتھیارِ محمد بن عبد اللہ بن جحش ان کے راوی ہیں

**ام المؤمنین حبیبہ رضی اللہ عنہا**

زینب نام۔ ان کا باپ حبیبی بن اخطب حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھا اور قبیلہ بنی نصر کا سردار تھا۔ ان کی مان صرزہ نام بی قرنیظہ کے رسمیں سموال کی بیٹی تھیں ان کا نکاح سلام لبیں مشکم القرطی سے ہوا تھا۔ اس نے طلاق دیدی تو کنانہ بن ابی الحقیق سے ہوا (کنانہ خیر کے رسمیں اور تاجر ابو رافع کا بھتیجا تھا) کنانہ جنگ خیبر میں مارا گیا۔ زینب کے باپ اور بھائی بھی مارے گئے گرفتار ہو کر آئیں۔ حضرت وحیہ کلبی صحابی نے رسول کریم سے ایک لونڈی مطلب کی آپ نے زینب فدا کو دیدی اس پر ایک صحابی نے کہا کہ یہ ریسہ بنو نصر و بنو قرنیظہ ہے اس کے ساتھ عام قید یوں کا سابتاؤ ش کیجئے یہ آپ کے سزاوار ہے۔ حضور نے وحیہ کو دوسرا لونڈی دیدی اور زینب کو آزاد کر کے نکاح کر لیا اس وقت ان کی عمر ۲۰ سال تھی۔ مال غنیمت کے اس حصہ کو جو سردار کیلئے منصوب ہوتا تھا صفیہ کہتے تھے چونکہ یہ آنحضرت کے حصہ میں آئیں اس لئے صفیہ شہور ہوئیں (زرقانی) ۵۴ھ میں جب باغیوں نے حضرت عثمان کا محاصرہ کیا تو انہوں نے حضرت عثمان کی مدد کی (اصابہ) رمضان شہر میں وفات پائی۔ جتنے البقیع میں دفن ہوئیں بوقت وفات ان کی عمر ۶۰ سال تھی۔ یہ نہایت عاقله اور فاضلہ تھیں۔ (اسد الغافر زرقانی) ان سے دس حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں ایک متفق علیہ ہے۔ امام زین العابدین انکے راوی ہیں

### **حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ**

حسین نام ابو عبد اللہ کنیت۔ سید شہید لقب۔ ۷ شعبان سنه مجری بروز شنبہ پیدا ہوئے حضرت فاطمہ ہر اور حضرت علی کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ محرم ۱۰ھ میں کربلا میں شہید کئے گئے۔ ان کے جلالات بالتفصیل کتب تو ایخ میں مذکور ہیں اور متعدد سوانح عمر میلہ لکھی گئی ہیں۔ ان کی دمول کریم سے براہ راست آٹھ روایتیں ہیں۔ اور روایات بھی ہیں جو حضرت علی

وحضرت عمر و حضرت فاطمہ وغیرہ سے ہی مان کے راوی علی بن امام حسن وزید بن امام حسن اور ان کی بیٹیاں سیکنہ و فاطمہ اور ان کے پوتے امام باقر ہیں اور امام شعبی وغیرہ بھی ان کے راوی ہیں۔ ایکرتبہ امام حسین مسجدیں آئے بہت سے اصحاب بیٹھے تھے انہوں نے سلام کیا رہنے جواب دیا۔ عبد اللہ بن عمر و بن العاص خاموش بیٹھے رہے جب سب خاموش ہو گئے تو عبد اللہ نے پکار کر کہا السلام علیک ورحمة اللہ و برکاتہ اور لوگوں سے کہا ہیں تھیں بتاؤں کہ زین و آسان کے رہنے والوں میں محبوب ترین کون شخص ہے یہی ہیں جو جا رہے ہیں۔ (اسد الغابہ)

ایک عراقی نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے دریافت کیا کہ مجھ کا خون کپڑے پر لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے حضرت ابن عمر نے لوگوں سے کہا ان کو دیکھو رسول کے نواسے کو تو شہید کر دیا مجھ کے خون کا سوال کرتے ہیں (ترندی)۔

### أَمْ الْمُؤْمِنِينَ حَضْرَتْ جَوَيْرِيَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

برہ نام۔ حارث بن بصر اقبیلہ بنی مصطفیٰ کے سردار کی بیٹی تھیں ان کا شوہر نافع بن معوان (ذی شقر) بجالت کفر غزوہ بنی مصطفیٰ میں قتل ہوا۔ ان کے باپ نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ رسول کریم کو خبر پوچھی۔ آپ اٹکر لیکر پہنچے۔ حارث فارہ ہو گیا۔ لیکن مریض میں جو لوگ آباد تھے انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا آخر مغلوب ہوئے۔ چھ سو آدمی دونہرا راونٹ پاپنہ اریکریان گرفتار ہو کر آئیں ان قیدیوں میں برہ بھی تھیں ان کے باپ نے رسول کریم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں سردار قبیلہ ہوں میری لڑکی کو لونڈی نہ بنایا جائے حضور نے فرمایا کہ برہ کی مرضی پر خصر ہے ان سے دریافت کیا گیا انہوں نے کہا میں رسول کریم کے پاس رہنا چاہتی ہوں حضور نے ان سے نکاح کر لیا۔ اور جویریہ نام رکھا یہ واقعہ سنه ھجری کا ہے۔ حضور سے ان کا نکاح ہونا تھا کہ مسلمانوں نے تمام قیدی چھوڑ دئے کہ جس خاندان میں رسول کریم کا نکاح ہوا ہے وہ غلام نہیں ہو سکتا۔ بیچ الاول نٹ ھجری میں (جمر ۶۵) سال وفات پائی۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔

ان سے ۷ حدیثیں روی ہیں ان میں سے دو افراد بخاری دو افراد مسلم ہیں ان کے راوی حضرت

ابن عباس و ابن عمر و جابر ہیں۔

### ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہ

مسودہ نام۔ کنیت ام الاسود۔ ان کے باپ زمعہ بن قیس بن عبد شمس قریش کے مشہور قبیلہ عامرین لوی سے تھے۔ ان کی والدہ شموس بنت قیس بن زید مدینہ کے قبیلہ بنی بخارے تھیں۔

ان کا لکھ ان کے باپ کے چھاڑا دبھائی سکران بن عروے ہوا تھا۔ حضرت سودہ عبد المطلب جد رسول کیم کی والدہ سلمی کی بھی تھیں۔ ابتدائے ہسلام میں یہ اپنے شوہر کے ساتھ مسلمان سویں اور ہجرت ثانیہ جب شرکیہ ہوئیں۔ کئی سال جب شہیں بسر کر کے لکھ واپس آئیں۔ یہاں اگر ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد سبے پہلے رسول کیم نے رضا کے سملہ نبوت میں چار سو درہم مہر ربان سے نکاح کیا۔ ان کے باپ نے خود لکھ پڑھا۔ ان کے بھائی عبد اللہ بن زمعہ اسوقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ وہ سن کر بہت براہم ہوئے۔

حضرت سودہ دباغت کے فن میں ماہر تھیں۔ طائف کی کھالوں کو دباغت کرنے کی اجرت کرنی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمر نے ایک تھیلی میں درہم بھر کر بھیجے دریافت کیا، کیا دہم ہیں فرمایا کھجور کی طرح درہم بھی تھیلی میں بھر کر بھیجے جاتے ہیں۔ سب درہم مساکین کو تقیم کر دئے ان کے شہر سابق سے ایک لڑکا تھا عبد الرحمن نام جو جنگ جلو لا (فارس) میں شہید ہوا۔ بزمانہ خلافت حضرت عمر <sup>ؓ</sup> میں وفات پائی بعض نے لکھا ہے کہ امیر معاویہ کے عہدیں ۵۵ میں انتقال ہوا، ان سے پانچ حدیثیں مروی ہیں۔ ایک بخاری میں ہے چار دوسری کتابوں میں۔ ان کے راوی حضرت ابن عباس و حضرت زبیر ہیں۔

### اہل بیت پاک ضوان اعلمہ یہم جمعین

علاوه ازدواج مطہرات رسول کیم کے حضرت فاطمہ زہرا حضرت علی۔ حضرات حسین بھی اہل بیت کھلائے ہیں اور حضرات حسین کی اولاد میں جو الہ گزرے ہیں ان کو الہ اہلبیت کہا جائے، بعض نا اتفاقوں کا یہ خیال ہے کہ کتب حدیث میں حضرت فاطمہ حضرت علی حضرات حسین

والملہ اہل بیتؑ سے روایتیں نہیں ہیں۔ گذشتہ بیانات سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ و حضرت حسینؑ کی تعداد روایت سوا چھو سو سے زیادہ ہے۔ اسقدر تعداد روایت انہ خلفائے ملاشہ ہیں سے کسی کی ہے، سو اے حضرت عایشہؓ کے نہ ازواج مرطہرات یہیں سے کسی کی ہے حضرت فاطمہؓ زہرا حضورؐ کے بعد تھے مہینے زندہ رہیں اس لئے ان کی تعداد روایت کم ہے یعنی (۱۸) اس پر بھی ان کی مرویات ازواج مرطہرات میں زینب، صفیہ، جویریہ، سودہ سے زیادہ ہیں جو کہ حضورؐ کے بعد ہر سوں زندہ رہیں۔ حضرت علیؓ کی تعداد روایت تینوں خلفاء اور تمام اصحاب عشرہ بشہرؐ سے زیادہ ہے۔ امام زین العابدین۔ امام باقر۔ امام جعفر صادق۔ امام موسیٰ کاظم، ان سب کی روایات کتب حدیث ہیں ہیں۔ امام موسیٰ کاظم کے فتوے مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کتب میں ہیں۔ ان کی ایک سند بھی ہے۔ محدثین والکھ مجتہدین میں سب سے بڑے امام یعنی امام عظیم، المم مالک امام سقیان لخواری یہ تینوں امام باقر و امام جعفر صادق کے شاگرد ہیں۔ اصطلاح محدثین میں جو روایت امام زین العابدین کی امام حسین اور ان کی حضرت علیؓ سے ہوا صع السانید کہلانی ہے صحیح نبخاری میں حضرت علیؓ کی ۶۳ روایت ایک ۲۲ حضرت عثمانؓ کی ۹ روایات ہیں۔

### اختتمام بیان صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ میں جو بزرگ حفاظ حدیث تھے ان کا ذکر تذکرۃ الحفاظ وغیرہ کتب میں موجود ہے اس کتب میں اس کا ساختاً نہیں کیا گیا ہے کہ حفاظہ ہی کا ذکر ہے ہو بلکہ جماعت صحابہ میں سے جن جن حضرات کے ذکر کی اس کتاب کو ضرورت تھی ان کا بیان بقدر تعارف کر دیا گیا۔ طبقات روایات جو باعتبار تعداد روایت سلف صاحبین نے قائم کئے ہیں جن حضرات کی روایات کا شمار ہو گیا ہے ان کی فہرست نقل کر دی گئی اور ان فہرستوں میں سے اس کتاب کی ضرورت کے لحاظ سے بعض بعض حضرات کا ذکر کر دیا گیا۔ آخر میں ایک جدید فہرست کا اضافہ کر کے اس میں سے اکثر کا ذکر کر دیا گیا۔ اب چند ایسے صحابہ اور صحابیات کا ذکر کرنا ہے جنکی روایات کا شمار نہیں ہوا ہے اور اس کتاب کو ان کے ذکر کی ضرورت ہے۔ ہر صحابی کے بہت شاگرد ہوئے ہیں ہم نے بخیال اختصار ایک ایک دو دو نام لکھ دیئے ہیں

## حضرت عتبان بن مالک الصاری رضی اللہ عنہ

قبیلہ عالم سے تھے ان کے باپ کا نام مالک بن عمر تھا۔ قبایکے قریب مکان تھا اپنے قبیلے کے سردار تھے غزوہ پدر میں شریک تھے جب نابینا ہو گئے تو غزوات میں شریک نہ ہو سکے حضور نے ان کو مسجد بنی سالم کا امام بنایا تھا حضرت النبی ان کے مکان کو کوکوز حدیث کہا کرتے تھے۔ حضرت النبی ان سے روایت کی ہے ان کی حدیث میں صحیحین لور مسند احمد بن حنبل اور مسند ابو داؤ طیالسی میں ہیں۔

## حضرت سعد بن بیج الصاری رضی اللہ عنہ

قبیلہ الخزرج سے تھے عقبہ اولی میں مسلمان ہوئے۔ عقبہ ثانیہ میں بھی شریک تھے (اس العابہ) عہد مساخات میں یہ عبد الرحمن بن عوف کے بھائی بناء کے تھے۔ غزوہ احمد میں شریک مسیع نیزہ کے مارہ زخم جسم پر تھے۔ سیدان جنگ میں رسول کیم نے فرمایا کوئی سعد بن بیج کی خبر لائے ابی بن کعب چلے لاشوں میں دیکھا تو یہ سک رہے تھے۔ زبان سنبھال کر کہا کہ حضور سے میرا سلام عرض کرنا اور انصار سے کہنا کہ اگر رسول کریم قتل ہو گئے تو تم خدا کو منہ دکھائیں یہ قابل نہ ہو گے۔ دفن کے وقت ایک ایک قبریں دو دو شہید دفن کئے گئے۔ یہ حضرت سعد کے چچا حضرت خارجہ بن زید میں ابی زبیر کے ساتھ دفن کئے گئے۔ یہ دولتمند تھے لکھنا بھی جانتے تھے جو حدیث سننے لکھ لیتے تھے (اس مُ العابہ)

## حضرت سہیل بن حنظله الصاری رضی اللہ عنہ

قبیلہ اوس سے تھے۔ ان کے باپ کا نام بیج بن عمرو تھا۔ حنظله ان کی دادی کا نام تھا یہ نسل اسی کے نام سے مشہور تھی۔ یہ بیت کے بعد مسلمان ہوئے غزوہ احمد و بیت الرضوان میں شریک تھے حضور کی وفات کے بعد دمشق میں سکونت اختیار کی۔ ہامیشہ دمشق میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے حضرت ابو الدار و امیر معاویہ بھی ان سے حدیثیں دریافت کرتے تھے۔ ایک معاویہ کے عہد میں دمشق میں وفات پائی۔ قاسم بن عبد الرحمن۔ زید بن ابی میرم شاہی ان کے راوی تھے۔

## حضرت شفاقت عباد اللہ رضی اللہ عنہ

قبیلہ قریش کے خاندان عدی سے تھیں۔ ان کے باپ کا نام عبد اللہ بن عبد شمس تھا، مان کا نام فاطمہ بنت وہب تھا۔ لکھا ابوجمہ بن حذیفہ عدوی سے ہوا۔ ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے۔ رسول کریم ان کے گھر جاتے تو آرام فرماتے اس لئے انہوں نے ایک پھونا ایک تین چھٹیاں میں علیہو رکھ چھوڑا تھا۔ اس میں حضور کا پیسے جذب ہو جاتا تھا، ان کی اولاد نے اس تبرک کو نہاتے اختیاط سے رکھا مگر مروان نے ان سے یہ سب چیزیں چھیں لیں (اسد الغابہ)

یہ عاقله فاضلہ تھیں لکھنا بھی جانتی تھیں۔ حضرت عمر بن سعید سے مشورہ لیا کرتے تھے اور ان کی لئے کی تعریف کیا کرتے تھے (اسد الغابہ) حضرت عمر نے بارہ کا انتظام ان کے پسر دکیا تھا (اصابہ) انہوں نے آنحضرت و حضرت عمر سے چند حدیثیں روایت کی ہیں۔ ام المؤمنین حفصہ بھی انی راوی ہیں۔ ان کے بیٹے سلیمان اور دو پوتے ابو بکر و عثمان بھی ان کے راوی ہیں۔

## حضرت عمر و بن حزم رضی اللہ عنہ

خدق اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک رہے حضور علیہ السلام نے کتاب الصدقہ ان کو لکھا کر دی تھی۔ یہ بھریں کے حاکم تھے۔ ان کا خلافت فاروقی میں وفات پانا بغض نہ لکھا، لیکن امیر معاویہ کے عہدیں ان کا موجود ہونا ثابت ہے کیونکہ امیر معاویہ سے ان کی ایک عاملہ میں سخت لفتگو ہوئی تھی۔

## حضرت ابو شاہ رضی اللہ عنہ

فارسی الاصل تھے۔ میں کے بادشاہ سین بن یزن کے مددگیری میں آئے میں ہی میں کوئی اختیار کر لی۔ فتح مکہ کے بعد جو حضور نے خطبہ دیا تھا وہ انکی درخواست پر حضور نے ان کے لئے لکھا دیا تھا۔

## حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

۔۔ ابوثابت وابو قیس کنیت۔ سیدا خرزج لقب، قبیلہ خرزج کے خاندان سائیہ سے تھے۔ ان کے باپ کا نام عبادہ بن دلیم بن حارثہ اور ان کی والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود تھا۔

حضرت سعد لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ (تہذیب التہذیب)

عقیلہ ثانیہ میں سلمان ہوئے۔ قریش مکہ کو حب ان کے سلمان ہونے کی خبر ہوئی پکار کر لے گئے اور خوب مارا مطعم بن عدی نے چھڑایا (طبقات ابن سعد)

غزوہ ابوا کو جب رسول کریم شریف لے گئے تو مدینہ میں ان کو خلیفہ بنا گئے تھے غزوہ مدینہ میں شریک تھے۔ مشرکین جنگ اصل کے لئے جب مدینہ پر حملہ آئے تو انہوں نے تمام مہتیار باندھ کر معہ چند آدمیوں کے رسول کریم کے مکان کی حفاظت کی (طبقات ابن سعد)

جنگ اصل میں خزرج کا عالم حضور نے ان کو عطا کیا تھا۔ اس غزوہ میں جو حدوہ اصحاب ثابت قدم رہے ان میں یہ بھی تھے۔ غزوہ مریمہ میں اوس و خزرج دونوں کا عدم ان کو دیا گیا تھا جنگ بدر کے لئے جب رسول کریم نے مشورہ کیا تو انصار بھی موجود تھے۔ حضرت ابو بکر نے پھر حضرت عمر نے رائے دی۔ رسول کریم نے التفات نکیا یہ سمجھ لے کہ حضور کا مقصد انصار سے رائے لینا ہے۔ انہوں نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ حکم دیں گے تو ہم سخندر کو بھی پامال کریں گے (مسلم)

غزوہ کنڈق میں عینہ بن حصین نے رسول کریم سے مطالبہ کیا کہ ہم اس شرط پر صلح کرتے ہیں کہ ہم کو مدینہ کی پیداوار کا نصف دیا جائے۔ رسول کریم نے صحابہ سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ ثلث دینے کا وعدہ کر لیا جائے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ اگر یہ وحی ہے تو ہم کو عذر نہیں اور اگر وحی نہیں ہے تو ہم اس کو پیداوار نہ دیں گے بلکہ تواریخ سے جواب دیں گے ہم نے جاہلیت میں تو کہی الیسی ذلت گوارا کی نہیں، اب تو اس نے اسلام سے ہم کو مکرم کیا ہے (استیعاب)۔

غزوہ غاہ کیلئے جب حضور شریف یہی تھے تو مدینہ میں ان کو خلیفہ کر کے غزوہ حدیبیہ اور سمعیت الرضوان میں بھی شریک تھے۔ غزوہ خیبر میں تین جنڈے بنائے گئے تھے۔ ایک ان کو دیا گیا تھا سفر مکہ میں رسول کریم کا جہنڈا انہیں کے لئے تھے میں تھا۔ پھر یا جم جم حضرت زیبر کو دیدیا گیا۔ غزوہ حنین میں بھی علم ان کو دیا گیا تھا۔ حضور کی وفات کے بعد

سفیفہ بنی الساعده میں انقلاب خلافت کا جو جلسہ ہوا تھا اس کے صدر یہی تھے۔ انہوں نے تقریر کی تھی کہ خلافت کے متحق الصاریحیں۔ سب نے ان سے کہا آپ لاائق خلافت میں اسی وقت ابو بکر و عمر پہنچ گئے۔ ہم اجریں والصاریح تقریریں ہموجیں آخر حضرت ابو بکر کی بیعت ہوئی یہ اٹھکر چلے گئے انہوں نے حضرت ابو بکر سے ہیئت ہمیں کی۔ ان کے آخر زمانہ خلافت مگر مدینہ میں رہے۔ پھر دشمن کے قریب حوران میں سکونت اختیار کی۔ رہامہ میں کسی نے قتل کر کے غسلخانہ میں لاش ڈال دی قاتل کا پتہ نہ چلا۔ انہوں نے حدیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔

عن اسحیل بن عمر و بن قیس بن سعید بن عبادہ عن ابیه انہم  
و جدوا فی او فی کتاب سعید بن عبادہ الْخَ (مسند احمد بن حنبل)  
یہ حدیث کا درس بھی دیتے تھے۔ ان سے صحابہ میں ابن عباس اور تابعین میں سعید بن سیب نے روایت کی ہے۔

## محدثین و مصنفین قرن اول

رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَىٰ مَقَابِرِهِمْ ۚ ۖ مِنْ أَكَا بِرَأْيِ الْأَصَاغِرِ

تمام مصنفین و محدثین کا تذکرہ لکھنا نہایت دشوار ہے اور اسکے لئے علیحدہ خیم جلدیں کیفردت ہیں اس باب میں ہر قرن کے متعلق تصور ہوئے مصنفین کا بقدر تعارف ذکر کیا جائے گا۔ ہر امام ہر محدث کے سیکڑوں اسٹاد اور سیکڑوں شاگرد ہیں۔ ہم نے بخوبی طوالت ایک ایک دو دو نام لکھے ہیں۔

ابوسلم خولاںیؑ عبد اللہ بن ثواب نام حکیم الامت اقب حضور علیہ السلام کے عہدہ تین مسلمانوں کے ملک حضور کی زیارت سے مشرف ہیں ہوئے۔ مدینہ اسوقت پہنچے جب لوگ حضور کے دفن سے فارغ ہو چکے تھے حضرت عمر و حضرت معاذ و حضرت ابو عبیدہ وغیرہ سے حدیث حامل کی ان سے ابو ادریس خولاںی نے روایت کی ہے سنتہ میں وفات پائی۔

علقہ بن قیس تخریجی، رسول کریم کے عہدہ میں پیدا ہوئے حضرت ابن عمر و حضرت ابن معود و حضرت عثمان حضرت علیؑ غیرہ سے حدیث حامل کی ابن معود فرمایا کرتے تھے کہ میری معلومات علقہ سے زیادہ ہیں، امام شعبی کا قول ہے کہ بصرہ، کوفہ، شام، حجاز میں ان سے بڑا کوئی عالم نہ تھا۔ صحابہؓ بھی ان سے مسائل پیش کرتے تھے؛ علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ علقہ ابن معود کے شاگردوں میں ممتاز تھے (تذکرہ) علقہ ابن معود کے فضل و کمال کا نمونہ تھے (تہذیب) ابراہیم تخریجی اسکے خاص شاگرد تھے سنتہ میں وفات پائی ابوبدری عامر حضرت ابو موسیٰ اشعری کے فرزند تھے حضرت علیؑ اور حضرت زبیر سے بھی حدیث حاصل کی انہوں نے اپنے باپ کی مردمیات کو جمع کیا ثابت بنائی انکے شاگرد تھے قاضی شریح کے بعد سنتہ میں کوئی کے قاضی مقرر ہوئے۔

سیلیمان بن قیس لیشکری یہ حضرت جابر صحابی کے شاگرد تھے اپنے اسٹاد کی مردمیات کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا سنتہ میں وفات پائی۔

قطبیہ بن ذؤشب ہبہ یہ پیدا ہوئے تو رسول کریم کے حضور میں پیش کئے گئے حضرت ابو بکر و حضرت عمر

حدیث حاصل کی امام زہری و مکمل انکے شاگرد تھے امام شعبی کا قول ہے قبیصہ زید بن ثابت کے تفصیل  
کے سب سے بہتر جانے والے ہیں مکمل کا قول ہے کہ میں نے قبیصہ سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا امام زہری کا قول ہے  
قبیصہ اس امت کے علماء میں سے ہے میں ۱۸۶ھ میں وفات پائی۔

امام زین العابدین، علی الا صغر نام ابو بکر وال محمد کنیت سجاد وزین العابدین لقب سُنَّۃ میں پیدا  
ہوئے۔ امام حسین شہید کربلا کے صاحبزادے تھے انکی والدہ شہر بانو بنت یزد جرد شہنشاہ ایران تھیں تھیں  
جنگ کر بلایں موجود تھے مگر علات کی وجہ سے شرکی خبک نہو سکے طبقہ عبد الملک بن مردان نے بھی انکو خند  
روز تظیر بند رکھا تھا لیپی والحضرت امام حسین و حضرت ابو ہریرہ و حضرت عبد اللہ بن عمر و حضرت عائشہ  
و حضرت ام سلمہ و عبد اللہ بن حضرت عثمان وغیرہ سے حدیث حاصل کی امام زہری و الحمد للہ بن سعید  
انکے شاگرد تھے انکی جور و ایت امام حسین سے اور انکی حضرت علیؑ سے ہو گی وہ اصح الاصحان میں کہا گی  
محرم ۹۵ھ میں وفات پائی۔

عروہ بن زبیر حضرت عثمان کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ  
اور اپنے والد اور حضرت زید بن ثابت و حضرت ابو ہریرہ سے حدیث حاصل کی بعض نے انکو فہمی سے بعثت  
میں شمار کیا ہے۔ انکے بیٹے ہاشم و امام زہری و حماد بن ابی سلیمان انکے شاگرد تھے انہوں نے رسول کریم کے  
حالات و غزوات میں و دوستی میں تصنیف کی تھیں (کشف الطنوں) ۹۳ھ میں وفات پائی۔

سعید بن جبیر حضرت ابن عمر و حضرت عبد اللہ بن عباس و حضرت عدی بن حاتم طائی سے حدیث  
حاصل کی عطا لکے شاگرد تھے انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی تھی جو عطابن دینار کے نام سے مشہور ہوئی  
(میزان الاعتدال) اپنے اس کی عمر تھی کہ ۹۵ھ میں حجاج بن یوسف نے انکو شہید کیا۔

ابرار ایم نجفی صیرینی الحدیث و فقیہہ العراق لقب بھپن میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر  
ہوئے اس پر انکے معاصرین ان سے رشک کیا کرتے تھے (تذکرہ ذہبی) حضرت زید بن ارقم وغیرہ ہججا  
کو بھی انہوں نے دیکھا تھا۔ علقوہ داود بن سلم حاصل کیا تھا۔ صحابہؓ کے راوی ہیں۔ حافظ بن حبیر  
نے انکے متعلق لکھا ہے کہ حدیث تھے فقیہہ تھے، صلح تھے، ثقہ تھے حضرت سعید بن جبیر تابعی کہا کرتے تھے

وگوں تم مجھے فتوی لیتے ہو حالاً کہ تم میں ابراہیم غنی موجود ہیں۔ تمہدیب التہذیب میں ہر کتاب ابراہیم تام  
باتوں میں علقمہ کا نونہ تھے امام شعبی نے انکی خبر و فات شکر فرمایا ابراہیم نے اپنا نظر نہیں چھوڑا جو ان سے نیا  
علم و فقیہ ہے، اس پر ایک شخص نے دیافت کیا، امام حسن بصری و امام بن سیرین بھی امام شعبی نے کہا جس بصری  
و ابن سیرین ہی نہیں بصرہ کو ذہ شام حجاز میں کوئی شخص ان سے نیادہ عالم نہیں ہا (۸۵) سال کی عمر تھی  
وفات پائی۔

**امام حسن مشتی۔** امام حسن بھی حضرت علیؑ کے صاحبزادہ تھے لئے میں پیدا ہئے اپنے جواہر امام سین شہید کر بلاؤ<sup>۱</sup>  
بعض صحابہ سے علم حاصل کیا۔ مشتی میں وفات پائی۔

خطیفہ عمر بن عبد الغزیر<sup>۲</sup>، عمر بن احمد<sup>۳</sup>، عاصم<sup>۴</sup>، زنام<sup>۵</sup>، الجھص<sup>۶</sup> کنیت مردان بن حکم کے پوتے تھے انکی والدہ ام عاصم بنت عاصم  
بن عمر فاروق تھیں۔ رائے میں مدینہ میں پیدا ہوئے حضرت انس صحابی و صالح بن کیسان تابعی سے حدیث  
کی علامہ ہی سچے انکے متعلق لکھا ہے اکان اماماً فقيهاً مجتهدًا اعارفًا بالسننَ كبيير الشان شبتا  
حجۃ حافظاً) بُنْ فقيهٖ بُنْ مجتهدٍ حدیث کے ماہر و حافظ تھے ۹۹ میں خلیفہ ہئے انہوں نے قام صوریں  
کے حکام اور ائمہ کو حکم دیا کہ صدیں جمع کریں چنانچہ عہد میں بہت سی کتابیں تصنیف ہوئیں علامہ فقیہ و محدثین  
کی ہر طرح اعانت ادا کرتے تھے۔ خلافاء راشدین کے طرز علیؑ کے پابند تھے انکے حالات میں بُنْ بُنْ مجتہد فی علما نے شل  
محمد بن جوزی و محمد بن عبد الرحمن حکم مصری وغیرہ نے کتابیں لکھیں ہیں (۲۱) سال کی عمر میں رائے میں وفات  
پائی۔ سعد بن ابراہیم محدث نے انکی عہد میں جو کتابیں تصنیف کی تھیں انہوں نے انکی تعلیمیں مملک مدرسہ میں  
بجوائیں راجمع بیان عالم<sup>۷</sup>

**عمرة بنت عبد الرحمن۔** اسعد بن زرہ الصاری کی بُنیٰ مختیار ام امنیں حضرت عائشہؓ نے شفقت  
ماوراء کے ساتھ انکی تعلیم و تربیت کی یام المؤمنین کو خارج کر کر تی تھیں محدث شیخ ابن مدینی کا قول ہے۔ کہ عمر حضرت  
عائشہؓ کی مستند حدیثوں کی جانشی والی تھیں اور ٹلق تھیں (تفہذ یہ) محدث ابن حبان کا قول ہے عمرۃ  
عائشہؓ کی حدیثوں کی بہتر جانشی والی تھیں (تمہذیب) امام سفیان ثوری کا قول ہے کہ مستند حدیث حضرت عائشہؓ  
کی وہ ہے جو عمرۃ اور فاتحہ میں اور عروہ بیان کریں (ادب المفرد) ابو بکر بن محمد بن حزمن قاضی مدینہ جنگل خلیفہ عمر بن

عبدالعزیز نے حثیں جمع کرنے کا حکم دیا تھا انکے بجانب تھے خلیفہ کے فرمان میں ایک فقرہ یعنی تھا کہ عمرہ اور قاسم کی حدیثیں جمع کی جائیں (تهدیب ابن حجر) عمرہ اکثر قاضی ابو بکر کی غلطینوں کی اصلاح کیا کرتی تھیں۔ (موطأ امام مالک) امام زہری کا قول ہے کہ میں طلب علم میں عمرہ کے پاس پہنچا تو انکو اتنا ہد نہ منزد رہا پا یا اندکہ قریبی) سنۃ میں دفات پائی۔

مجاہد بن حرضت، حضرت ابن عباس کے شاگرد تھے سنۃ میں پیدا ہوئے سنۃ میں دفات پائی۔ حبیب  
تصنیف تھے علی ابن ابی طلحہ اشیٰ انکے شاگرد تھے۔

امام شعبی ابو عمر کنیت عامر بن سراجیل نام علمات التابعین لقب سنۃ میں پیدا ہوئے انہوں نے پانچو  
صحابہ کو دیکھا تھا، حضرت عائشہ حضرت علی حضرت ابن عمر حضرت ابو ہریرہ وغیرہ سے حدیث حصل کی خضرت  
ابن عمر نے انکو معاذی کا درس دیتے دیکھا تو کہا والدہ شخص مجھے اچھا اس فن کو جانتا ہے صحابہ کے  
درس میں شرکیہ ہوتے تھے صحابہ کی موجودگی میں لوگ ان سے فتویٰ لیتے تھے۔ عام احوال کا قول ہے کہ کوفہ،  
بصرہ، حجاز میں شعبی سے بڑا کوئی عالم نہ تھا، خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے انکو قاضی مقرر کیا تھا۔ امام زہری  
کا قول ہے۔ عالم چار ہیں سعید بن سعید، حسن بصری، کھول شعبی، انہوں نے حدیث میں ایک کتاب ترتیب  
ابو ابیکے ساتھ تاییف کی تھی، امام ابو حنیفہ انکے شاگرد ہیں سنۃ میں دفات پائی۔

قاسم بن محمد، حضرت ابو بکر صدیق کے پوتے تھے، حضرت عائشہ حضرت ابن عمر وغیرہ سے حدیث حاصل  
کی فہرائے سبعہ مدینہ میں سے میں خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے حاکم مدینہ کو خصوصیت سے لکھا تھا کہ عمرہ اور قاسم  
کی حدیثیں جمع کی جائیں سنۃ میں دفات پائی۔ امام زہری انکے شاگرد تھے۔

امام حسن بصری سنۃ میں پیدا ہوئے حضرت انس دام حسن سے حدیث حصل کی۔ حنف بن قیس  
وقیس ابن عباد شاگرد ان حضرت علی سے بھی علم حاصل کیا انکی والدہ حنیفہ نام ام المؤمنین ام سلمہ کی خادمہ تھیں،  
ایک دن انکی والدہ کام میں مشغول تھیں پیشیر خوار تھے، رو رہے تھے ام المؤمنین نے انکو چپانے کے لئے پستان  
مپاکہ کرنے میں دیکھی، خدا کی شان دودھ نکل آیا پی گئے سنۃ میں دفات پائی جیسا طویل انکے شاگرد تھے  
پیشیر بن پنیک، حضرت ابو ہریرہ کے شاگرد تھے انہوں نے بھی ایک صحیفہ مرتب کیا تھا۔

یحییٰ بن سعید انصاری اُنکے شاگرد تھے۔ نَسْلَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں افات پائی۔ امام ابن سیرین، محمد بن سیرین نام حضرت عمر کے عہد میں پیدا ہوئے حضرت انس بن مالک صحابی کے مولاتھے حضرت ابو ہریرہ و حضرت ابن عباس و حضرت ابن عمر سے حدیث حاصل کی نَسْلَمَةَ میں ففات پائی، ایوب اور ابن عون اُنکے شاگرد تھے۔

وہب ابن منبهٗ حضرت جابر کے شاگرد تھے انکی مرویات جمع کی تھیں یہ مجموعہ اسماعیل بن عبد الکریم کے پاس تھا (تہذیب التہذیب) ہمام بن نافع اُنکے شاگرد تھے۔ نَسْلَمَةَ میں وفات پائی۔

امام باقر، محمد نام ابو جعفر کنزت باقلقب بر و ز جد صفر نَسْلَمَةَ میں پیدا ہوئے حضرت جابر صحابی اُنکے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا حضرت ابو ہریرہ و حضرت ابن عباس و حضرت ابو سعید خدرا میں اور اپنے والد امام زہری میں بیان سے علم حاصل کیا۔ نَسْلَمَةَ میں وفات پائی امام زہری عطاء بن ابیح امام اوزاعی امام ابو عینیخ اُنکے شاگرد تھے امام زہری، محمد بن شہاب ثاب مسٹھ میں پیدا ہوئے حضرت ابن عمر و حضرت انس وغیرہ سے حدیث حاصل کی نَسْلَمَةَ میں وفات پائی۔ امام ریث نام مالک امام اوزاعی اُنکے شاگرد تھے خلیفہ عمر بن عبد الغزیز کے حکم اور قاضی ابو بکر بن خرم کی فرمائش سے انہوں نے حدیث پر تصنیف کیں اُنکی تصنیف کی اہمیت کثیر تر تھی اُنکی طبقے سے دوسری جگہ کوکہ ہوں اور گھوڑوں پر لا کرنے سے قبل کی گئی تھیں تھیں۔

ابان بن صالح، حضرت انس کے شاگرد تھے انہوں نے خدیش جمع کی تھیں نَسْلَمَةَ میں وفات پائی اب ابن جرجان کے شاگرد تھے۔

نافع ابن حرس، حضرت عبد اللہ بن عمر کے مولاتھے نسباوی تھے حضرت عائشہ حضرت لیم سہر حضرت ابو ہریرہ سے بھی حدیث حاصل کی اُنکو خلیفہ عمر بن عبد الغزیز نے معلم مدینہ و فقہ بن اکرم سے پہچانتا۔ امام مالک امام اوزاعی امام زہری اُن کے شاگرد تھے نَسْلَمَةَ میں وفات پائی۔

ابو بکر بن خرم و بن حرم صحابی (جنکو رسول کریم نے احکام صد کہائے تھے) کے بوئے تھے حضرت عائشہ کی مشہور شاگرد عمرہ اُنکی غال تھیں اپنے باپ اور اپنی خالہ کے شاگرد تھے خلیفہ عمر بن عبد الغزیز کے عہد میں قضاۓ کے قاضی تھے خلیفہ نے اُنکو میشیں جمع کرنے اور جمع کرانے کا حکم دیا تھا۔ انہوں سائب بن نیز یاد ہجاتیں

اور چند اصحاب کوہ نیکھاتا ابن عبد البر نے تهیید میں لکھا ہو کہ انہوں نے حدیث کے مجموعے تیار کئے تھے انہوں کے  
بیٹے عبد اللہ و محمد و عکبر بن دینار و امام زہری و یحییٰ بن سعید الانصاری نے روایت کی ہوئی تھی میں وفات پائی  
حہا و بن ابی سلیمان، «حضرت انس صحابی اور امام ابراہیم شخصی کے شاگرد تھے، صاحبستہ رئاری ہیں  
امام ابراہیم نے انکو فقیرہ العراق خطاب یا ابراہیم کے بعد یا نئے جانشین بنائے گئے، امام شعبہ امام ثوری، امام  
ابوحنفہ، حاد بن سلمہ میں کلام انکے شاگرد تھے نہ لہ میں وفات پائی، گفتہ انکہ حاد بن ابی سلیمان اعلم ناس بود  
بندہب ابراہیم (تصیفی شرح موطا)

عبد الرحمن بن امام قاسم، «حضرت ابو بکر صدیق کے پرپولے تھے، حضرت عائشہ کو انہوں نے دیکھا  
اپنے باپ اور اسلم مولیٰ عمر و محمد بن جعفر بن زیر سے علم حاصل کیا تھا میں وفات پائی، امام مالک، امام اوزی  
امام شعبہ ابی عینیہ انکے شاگرد تھے۔

سعد بن ابراہیم، شہر میں پیدا ہوئے حضرت ابن عمر و حضرت انس کو دیکھا تھا اپنے باپ ابوبلہے  
روایت کرتے تھے ان سے انکے بیٹے ابراہیم اور موسیٰ بن عقبہ و الحسن زہری نے روایت کی ہے، مدینہ کے قاضی تھے  
خلیفہ عمر بن عبد الغفاری کے گلہ سے حدیث پر تصانیف کیں ظیفہ نے انکی تصانیف کی نقول مالک محدث شیخی میں  
(۶۲) سال کی عمر میں شہر میں وفات پائی۔

ہمام بن عینیہ، «حضرت ابو ہریرہ کے شاگرد تھے انہوں نے اپنے استاد کی عیشی جمع کی تحریک سے میختہ کا  
نام صحیفہ ہمام بن عینیہ تھا، اس کے حوالے اور قلصیح مسلم وغیرہ کتب میں ہر دہب بن عمر انکے شاگرد تھے نہ لہ میں فات  
پائی۔

امام جعفر صادق، امام باقر کے صاحبزادے تھے، فروعہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق انکی والویں  
سالہ بیانیہ الاول روزہ دشنبہ نشتر میں پیدا ہوئے اپنے ناما در والد اور عروہ بن زیر سے علم حاصل کیا، حضرت انس کو  
دیکھا تھا امام مالک امام سفیان ثوری امام ابوحنفہ انکے شاگرد تھے، ۵ ارجیب یوم جمعہ نکلہ میں وفات پائی  
دیویسی بن عقبہ یہ آں زیر کے مولیٰ تھے ام خالد بنت فالد صحابیہ اور اسلم واعزج سے حدیث حاصل کی  
کتاب المغازی انکی تصانیف ہی ان سے ابین جرج و مالک ابین عینیہ نے روایت کی ہوئی تھا میں وفات پائی۔

بیہقی بن سعید الارضی، "حضرت انس علیہا الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کیا مذہب کے قاضی تھے انکی روایت سے تین تو  
حدیثیں ہیں۔ امام مالک اور امام سفیان ثوری ائمۃ شاگرد تھے سنہ میں وفات پائی۔  
علی بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ، مجاهد بن حرش کے شاگرد صاحب تصنیف تھے سنہ میں وفات پائی۔ ثور  
بن یزید ائمۃ شاگرد تھے۔

ہشام بن عروہ، حضرت زبیر کے پوتے تھے سنہ میں پیدا ہوئے حضرت ابن زبیر اور حضرت ابن حمزة  
علم حاصل کیا سنہ میں وفات پائی امام مالک اور امام سفیان ثوری ائمۃ شاگرد تھے۔  
ابن جریح عبد الملک بن عبد العزیز نام تھے میں پیدا ہوئے صفار صحابہ کو دیکھا بعطا اور زہری کے  
شاگرد تھے سنہ میں وفات پائی حدیث پر کتاب تصنیف کی۔ کبیع اور سفیان ثوری ائمۃ شاگرد ہیں۔  
امام ابو حنیفہ

نعمان بن ثابت نام ابو حنیفہ کنیت امام عظیم لقب فارسی الاصل تھے۔ اپنے اجداد روسا میں سے تھے  
ان کے والد ثابت بڑے تاجر تھے، حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، حضرت نے انکے فاندان کے لئے  
دعافرمائی تھی (تاریخ بغداد ایوب بن جزل) سنہ میں پیدا ہوئے سنہ میں اپنے والد کے ساتھ حج کو گئے، وہ حضرت  
عبداللہ بن الحارث صحابی سے ملے اور حدیث سُنْنی، دوسری دفعہ سنہ میں حج کو گئے اور جو صحابہ زندہ تھے  
ان سے ملے درخت مباری میں ہو، کہ امام ابو حنیفہ نے میں صحابہ کو دیکھا ہی، خلاصہ و المآل فی اسماء الرجال میں  
چھ سیسیں لکھا ہے۔ بعض کتابوں میں اس سے زیادہ لکھا ہو، حضرت انس بن مالک حضرت عبداللہ بن ابی  
اوی حضرت ہل بن سعد ساعدی حضرت ابو الطفیل عامر بن واٹل بن اسقع حضرت جابر بن عبد اللہ،  
حضرت عبداللہ بن الحارث و حضرت عائشہ بنت عجرد صحابیہ سے ملاقات مصحح طور پر ثابت ہو اور حضرت  
عبداللہ بن ابی دافی و حضرت انس بن مالک و حضرت عبداللہ بن حارث بن جز الزبیدی و حضرت جابر  
بن عبداللہ و حضرت واٹل بن اسقع و حضرت عائشہ بنت عجرد سے حدیث سننا ثابت ہو، امام صاحب  
جو حدیثیں ان اصحاب کے روایت کی ہیں اونکو والد ماجد نے تاریخ الفقیر میں نظر کیا ہے اور اسی کتاب میں  
اماک صاحب کے متعلق بہت کچھ معلومات فراہم کی ہے اور تمام اعتراضات کے جوابات ورنہ میں حقیقت ہے

کہ امام صاحب اپنے زمان کے لیگانہ روزگار تھے اور مصلح تھے اس وقت تک جو خرا بیان پیدا ہو گئیں  
اتھی اصلاح فرماتے تھے امام صاحب کے طرزِ عمل نے بہتلوں کی قلمی کھول دی تھی اس لئے انکے جہاد بہت پیدا  
ہو گئے تھے جو انکو زندگی میں بھی اور انکے مرفت کے بعد بھی بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہے۔ (کان ابوحنیفہ)  
یحییٰ دینیہ البیهقی میں فیہ وختیلین الیہ مالملیق، ابوحنیفہ کے حاسد بہت تھے اور وہ ایسے امور انکی طرف  
مشوب کرتے تھے جو ان میں نہ تھے (کتابِ العلیم لابن عبید البر، ان الامام ابی حنیفہ کان رحاء  
کثیرون فی الدیوارہ و بعد مماتہ) امام ابوحنیفہ کے بہت حсад تھے انکی زندگی میں بھی انکے بعد بھی۔

**خیرات الحسان** ॥ ایسلہ تینیں نظام میں ہر دو قال آلازدی کان لغیم یصنعت الحمد  
فی تقویۃ السنۃ و حکایات من ورقہ فی ثلب النعمان کلہا کذبے) ازوی نے کہا ہے  
کہ غیم (امام بخاری کے استاد تھے) تقویت سنت کے لئے حدیثی وضع کیا کرتے تھے اور امام ابوحنیفہ کے مبایا  
میں حکایات گھڑا کرتے تھے سب جھونٹ تھیں، (میزان جلد ثالث) کچھہ تو حсад کی کارگزاری تھی اور  
کچھہ اتفاقی امور تھے مثلاً نعمان نام اور ابوحنیفہ کی نیت کے بہت سے لوگ تھے انہیں چندالیے تھے جو فرور  
خلاف عقائد و اعمال امور کے قابل و عامل تھے انکی کوئی بات مغلکی وہ نعمان یا ابوحنیفہ کے نام سے مشہور  
ہوئی جو نکہ امام صاحب ہی سب سے زیاد مشہور معروف تھے اسلئے دُور دراز کے لوگوں کو انہی کی طرف گمان  
ہوا تار، ڈاک، ریل، تو تھی نہیں کہ دوپیے میں کسی امر کی تصدیق و تکذیب ہو جائے دور کے رہنے والوں  
کو یہی گمان رہا، شیخ محمد الدین فیرڈزا مادی کے نام سے ایک شخص نے ایک کتاب لکھی شیخ ابو بحر خیاط یعنی  
نے اس کتاب کو دیکھا تو شیخ محمد الدین کو خط لکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ میں نے کوئی اسی کتاب نہیں لکھا  
تھا امام ابوحنیفہ کا معتقد ہوں اب آپ کو وہ کتاب ملے تو جلاویں (البواقيت والجواهر) ایک شخص  
قطع نام نے امام صاحب کے نام سے ایک نا زایجا دکم کے مشہور کردی تھی (متذہن حديث) فرقہ مرجیہ  
میں ایک ابوحنیفہ گذرا ی بعض وہو کو دینے کے لئے اسکو امام ابوحنیفہ کہہ دیتے ہیں بعض لوگوں نے امام  
صاحب پر اعتراض کئے ہیں لیکن اللہ تبریزی یا مستند حضرات خیر القراء نے امام صاحب کے غلاف ایک  
حروف بھی نہیں لکھا بلکہ تعریف ہی کی ہی۔ شیخ بھی بن معین محدث کے سامنے حسب کوئی امام صاحب تھے

اعتراف کرتا تو وہ ایک شعر پڑھتے جبکا مطلب یہ تھا کہ جب لوگ اسکی سی سی نہ کرتے تو اس پر حسد کرنے لگے (مناقب موفق) شیخ حماد بن زید محدث کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ایوب سختیانی محدث تابعی کو کہتے سننا، جس وقت کسی نے ابوحنیفہ کا ذکر برائی سے کیا کہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونکے بھیا دین، مگر اللہ انکار کرتا ہے۔ ہم نے ان لوگوں کے مذاہب کو دیکھا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ میں کلام کیا ہے کہ ناپید ہو گئے، ابوحنیفہ کا مذہب ترقی پر ہے اور قیامت تک باقی رہیگا۔ (عقود الجواہر الحنفیۃ) امام سفیان ثوری و مقاتل بن جبان و حماد بن سلمہ محدثین واللہ نے امام صاحب سے کہا ہم نے سنایہ کہ آپ قیاس بہت کرتے ہیں امام صاحب نے کہا اول قرآن میں تلاش کرتا ہوں پھر حدیث میں پھر اثار صحابہ میں پھر قیاس کرتا ہوں یعنکر سب نے امام صاحب کے ہاتھ کو بوسہ میا اور معافی چاہی خلیفہ منصور عبادی نے امام صاحب سے یہی سوال کیا تو یہی جواب دیا (میزان شعرانی)

امام صاحب کا مطلب کوفہ حدیث کا سب سے بڑا مرکز تھا کیونکہ کوفہ میں ہزاروں اصحابِ مقام ہے ابن سعد نے طبقات میں ایک ہزار چھوٹے فہرستے کوفہ کا تذکرہ کیا ہے ان میں ڈیرہ سوا صحابہ ہیں کوفہ میں تین نزد اصحاب ایسے تھے جو بیعت الرضوان میں شریک تھے اور ستر بدری تھے۔ (طبقات ابن سعد) امام احمد نے سفیان ثوری کا قول نقل کیا ہے۔ کہ احکام حج کے لئے مکہ اور قرأت کے لئے مدینہ اور علال و حرام کے مسائل کے لئے کوفہ مرکز ہیں (صحیح البیلان) رسول کریمؐ کے بعد علم کے تین مرکز تھے مدینہ، مکہ، کوفہ کو کے صدر مکار حضرت ابن عباس تھے، مدینہ کے حضرت ابن عمر اور زید بن ثابت تھے کوفہ کے حضرت عبد اللہ بن مسعود تھے (اعلام الموقنین) عبد الجبار بن عباس کہتے ہیں کہ میرے باپ نے عطابن بلال محدث مکہ سے دریافت کیا تو فراہم تھا رامکان کہاں ہے؟ میرے باپ نے کہا کوفہ عطانے کہا تھا جب ہے تم مجھے مسئلہ دریافت کرتے ہو کہ والوں نے تو علم کوفہ والوں سے حاصل کیا ہے (طبقات ابن سعد) کوفہ میں چار ہزار سے زیادہ حضرت ابن مسعود کے آٹھ سو سے زیادہ حضرت ابو ہریرہ کے شاگرد تھے۔ غرض امام صاحب کا مولڈ مکن علم کا سب سے بڑا مرکز تھا اسکے علاوہ امام صاحب کے والوں علیاً و حرمین الشریفین کی خدمت میں رہے۔ بھل چار ہزار شیخ سے استفادہ کیا۔ (شرح سفر السعادت شیخ عبد الحق محدث دہلوی و سند خوارزمی) اعاظاً ابن حجر وغیرہ محدثین نے بھی

ایسا ہی لکھا ہوا امام صاحب کے ستر شیوخ کے نام تو شیخ جمال الدین مزدی نے لکھے ہیں (تہذیب الکمال) امام صاحب کے اساتذہ میں قریب تین سو کے ان کے سانید میں مذکور ہیں، «امام صاحب کے اساتذہ میں صحابہ کے بعد اعلیٰ درجہ کے تابعین علقم عطاء عام شعبہ قنادہ، امام باقر، امام جعفر، ابراسیم، حماد وغیرہ ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے عطاء بن باح، ابو اسحاق اسیعی، محارب بن دثار البیشمش بن جبیر الصواف قیس بن مسلم، محمد بن المنکدر ثانیع مولاے حضرت ابن عمر، شام بن عرفی زید الفقیر، سماک بن حرب، علقمہ بن صفر۔ علیہ الحوفی، عبد العزیز بن رفیع، عبد الکریم بن ابو امیرہ وغیرہ سے حدیث حاصل کی (خطیب بغدادی) امام ابوحنیفہ نے عطاء ناجع اعرج اور ایکن جماعت محدثین سے حدیث پڑھی اور ان سے روایت کی (تہذیب التہذیب) امام صاحب سب سے بڑے محدث اور علم حدیث کے ماہر تھے اگر محدثین اور سلف صالحین کے اقوال پر نظر کیجاۓ تو بالآخر تردید کیا جاسکتا ہے کہ امام صاحب کو تمام امت کا عالم ہی بنا کیا تھا۔ اول یہ کہ امام صاحب کا مولد و سکن کوفہ علم کا سب سے بڑا مرکز تھا اور امام صاحب نے کوفہ کے تابعین میں سے کسی کو نہیں چھوڑا سب سے استفادہ کیا صحابہ میں سب سے بڑے محدث حضرت ابو ہریرہ تھے اسکا تمام علم کوفہ میں تھا اٹھ سو شاگرد کو فی تھے کوفہ کے صدر مدرس حضرت عبد اللہ بن مسعود تھے جنکو رسول کریم نے اپنے سامنے فتویٰ واجہہاد کا مجاز کر دیا تھا جس کے متعلق حضرت خدیفہ نے فرمایا کہ رسول کریم کا نونہ ہیں (حضرت علیہ السلام نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ (ماحد نکم ابن سوہ ابن مسعود سے حدیث سیکھو۔ ترمذی) اور فرمایا ہے کہ ابن مسعود میری امت کیلئے جو مسائل تجویز کرے میں اس کے رضامند ہوں (کثر العمال) رسول کریم نے فرمایا ہے کہ قرآن چار آدیبوں سے پڑھو وہ ابن مسعود، سالم مولیٰ ابی ذئفہ ابی بن کعب، ععاوہ بن جبل (نجاری)

امام شعبی کا قول ہے کہ صحابہ میں چھ قاضی تھے مدینہ میں عمر ابی زید کوفہ میں، علی ابن مسعود، ابو موسیٰ حضرت سرفراز تابعی کا قول ہے کہ میں نے رسول کریم کے اصحاب کو دیکھا تھا تو تمام علوم کا سر حشر پر ان چھ کو پایا۔ علی، ابن مسعود، عمر، زید، ابو الدار، ابی بن کعب، اسکے بعد پھر دیکھا تو ان چھ کے علم کا خزانہ ان دو کو پایا۔ علی و ابن مسعود (العلم موقفین) حضرت علقمہ تابعی نے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابو الدار، حضرت بن مسعود سے علم حاصل کیا، علقمہ ابن مسعود کے فضل و کمال کا لامونہ تھے (تہذیب التہذیب) ابراہیم نجفی صحابہ کے علاوہ علقمہ

کے شاگرد اور جانشین تھے، صیری، الحدیث و فقیہ العراق خطاب تھا؛ ابراهیم علقمہ کا نوہ تھے (ابن الیزبی)

ابراہیم کی سند کو صحیح الاسانید کہا گیا ہے، جبکہ وہ روایت کریں علقمہ سے اور وہ ابن مسعود سے (خوبی) حاد بن ابی سلیمانی

ابر ابرہیم کے شاگرد تھے ابر ابرہیم نوہ کو اپنے سامنے مجاز فتویٰ کر دیا تھا اور فقیہ العراق خطاب دیا تھا، یہی ابر ابرہیم کے

جانشین ہوئے الگفتہ اذکر حاد بن ابی سلیمان اعلم ناس بود بندہ بابر ابرہیم (مصطفیٰ شرح موطا)، امیر المؤمنین

فی الحدیث شعبہ لسجح شاگرد تھے، امام صاحب کے پارہ زراشیوخ میں ابر ابرہیم بھی ہیں، حماد بھی ہیں، امام صاحب

حداد کے جانشین بنائے گئے، اس تمام بیان پر نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام اصحاب رسول کا علم امام ابوحنیفہ

کو پہنچ گیا تھا، علامہ ذہبی نے تذكرة الحفاظ میں لکھا ہو کہ میں اس تذکرہ میں اُن فاضل محدثین کا ذکر کر دوں گا

جو عادل ثقہ ہیں ان حدیث کے مجتہد ہیں جنکے رو و قبول پر حدیث کے رو و قبول کا مدار ہے اس ہی تذکرہ میں

امام جہاذا ذکر کیا ہے۔ امام صاحب کی مردیات کی تعداد پانچ سو سے سترہ ہو جیسی بیان کی گئی ہے

(مقدمہ ابن خلدون) ایسا ہی زرقانی، مالکی نے لکھا ہو (شرح موطا) امام صاحب کی مردیات کے متعلق عازم شعرانی نے لکھا ہو، میں نے کسی حدیث کو انہیں یعنی جو سے عہدہ تابعین عادل ثقہ کے ہو جیسے اسود علقمہ، عطا علکہ،

عجا بد مکحول جسون بصری وغیرہ، پس تمام روات حدیث کے ابوحنیفہ اور رسول اللہ کے درمیان عادل و لائق اور کوئی انہیں کاذب اور مستسم بالکذب نہیں (میزان الحکای) امام صاحب کا خاص سلسلہ روایت یہ ہے «ابوحنیفہ

از حاد بن ابی سلیمان، از ابر ابرہیم از علقمہ از ابن مسعود (مناقب النافعی امام رازی) یہ تمام روات جو جس سے سالم ہیں اور صحیح کے راوی ہیں، امام ابو یوسف کی کتاب الخراج دامالی امام محمد کی سوٹا و کتاب الآثار و کتاب الجرج

و سیر کبیر وغیرہ میں امام ابوحنیفہ سے بسند مقصیل روایات موجود ہیں، صحف ابن ابی شیبہ تمہیم صغیر طبرانی،

معنف عبد الرزاق، شرح معانی الآثار، مشکل الآثار، مستدرک حاکم تصانیف بیہقی و دارقطنی میں امام صاحب کی روایات ہیں۔ تیرہ روایتیں بسند مقصیل موطا میں ہیں، سند ابو داؤد طیلبی میں ایک معمجم صغیر طبرانی میں دو

مستدرک حاکم جلد دوم و سوم میں ایک ایک دارقطنی میں ۱۲۵ سے زیادہ ہیں، شیخ بخاری بن عین محدث نے (جنکے سامنے امام بخاری نے صحیح بخاری کو بغرض استقصاء بیش کیا تھا) شیخ کوچ بن الجراح (امام بخاری

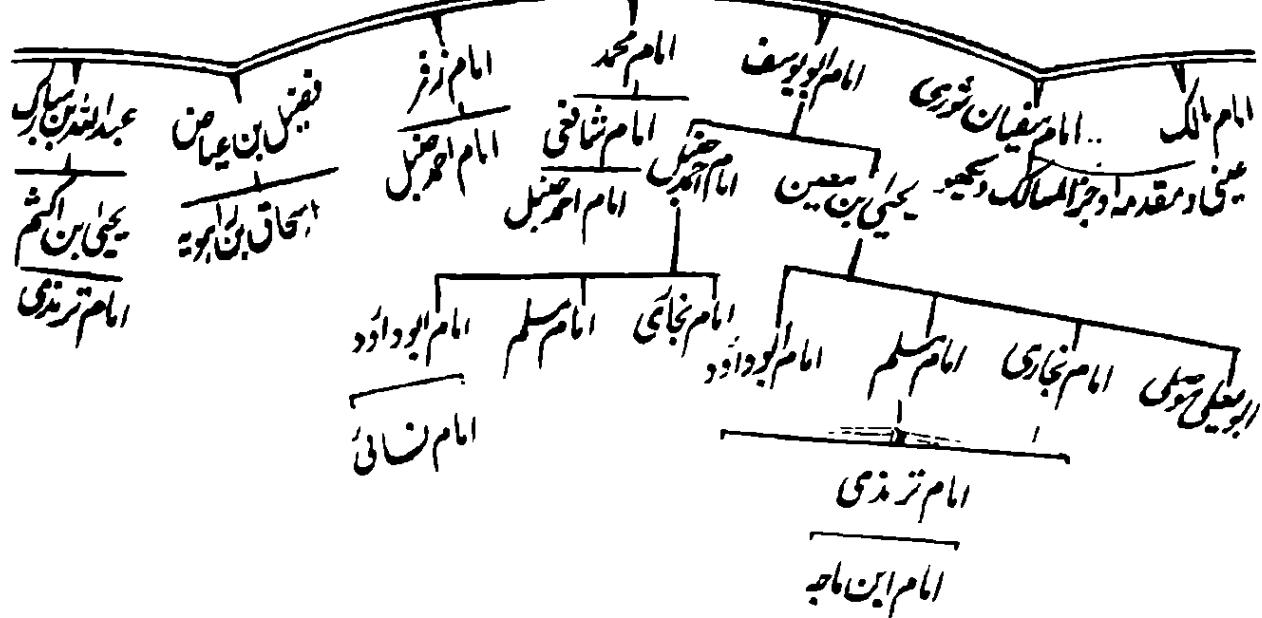
کے شیخ ارشیوخ ہیں) شیخ بخاری بن عین کا قول ہے۔ میں نے دیکھ سے بڑہ کر کیکو نہیں دیکھا۔ جواہر منیفہ

امکن متعلق شیخ زین بھی بن معین کا قول ہے (وکان قد سمع من ابی حنفیہ حدیثاً کثیراً) اس نے ابوحنفیہ سے بہت سی حدیثیں دو جواہر حنفیہ، ایسا ہی کتاب مساغفہ محمد بن حسین ہو صلی میں ہے۔ درودی الحنفیہ عن اسرائیل بن یوسف ان قال فعم اربل لغمان ماکان رجل احفظ لكل حدیث، یعنی لغمان تمام حدیثوں کے خالق تھے (دیخیرات الحسان) شیخ حسن بن صالح کا قول ہے کہ امام ابوحنفیہ نا سخ و منور حدیث کی زیادہ تحقیقت کرتے تھے اور جب حدیث یا صحابہ کا قول انکے نزدیک ثابت ہو جاتا تھا، اس پر عمل کرتے تھے اور وہ حافظ رسول کریم کے آخری اقوال کے (حیثیت الحسان) بھی بن آدم نے کہا ہے کہ امام صاحبے اپنے شہر کے تمام محدثین کی حدیث جمع کیں اور ان میں سے ان حدیثوں کو تلاش کیا جو دفات کیوقت آپکا سعول تھیں (اعلام المؤمنین) شیخ ابو عبد الرحمن مقری (استاد امام مالک درادی صحاح ست) جب امام ابوحنفیہ سے کوئی حدیث روایت کرتے تو پہلے کہتے کہ مجھے یہ حدیث سلطان المحدثین نے سیان کی ہے۔ (مناقب موفق) امام ابوحنفیہ کے پاس کئی صندوق تھے جنہیں انہوں نے اپنی احادیث مسموع کو لکھ کر رکھا تھا (شرح سفر السعادات) امام جبار کے دو استادوں مدقاری اور شعبہ نے امام جبار کو مجاز فتویٰ کر دیا۔ «الله میں حماد بن ابی سلیمان بصری کے تو امام صاحب کو اپنا جانشین بنالگئے۔ نئے اہمیں حماد نے وفات پائی، امام جبار کے جانشین بھوئے آپ کی درگاہ کی ایسی شہرت ہوئی کہ کوفہ کی اکثر درگاہا ہیں ٹوٹ گئیں بڑے بڑے متبر علما ر و محدثین انگر شرکی درس ہوتے تھیں "حضر" "حبان" "ابو یوسف" "زفر جبیہ متبر علما ر و امام اوزاعی و امام بھی بن سعید الاضاری کی شاگردی کر کے آخر میں امام ابوحنفیہ کے سامنے زانوے ادب تکرنے آئے اس شمع کے ایسے پردازے بنے تھے کہ اور جگہ سے تو پڑھا اور پڑھے، یہاں ایسے جیسے کہ اخیر تک نہ ٹلے۔" امام صاحبے یہاں فقة اور حدیث دونوں کا درس ہوتا تھا، علامہ ذہبی نے امام صاحبے کے طلباء کو دو گروہ میں تقسیم کیا ہے ایک وجہ حنفیہ سیکھتے تھے، ان میں امام زفر، امام ابو یوسف، امام محمد، شیخ داؤد طانی کو شمار کیا ہے، دوسرا گروہ وجہ حنفیہ سیکھتا تھا ان میں کجع بن جراح، یزید بن ماردن، سعد بن الحصلت ابو عاصم، عبد الرزاق، ابن موسی، ابو نعیم ابو عبد الرحمن وغیرہ، کو شمار کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے بعض ائمہ سے روایت کی ہے کہ اسلام کے مشہور ائمہ سے کسی کرتے اصحاب اور شاگرد ظاہر ہیں ہے جتنے کہ امام ابوحنفیہ کے تھے اور جب قدر علماء وغیرہ نے آپ پر اولیٰ

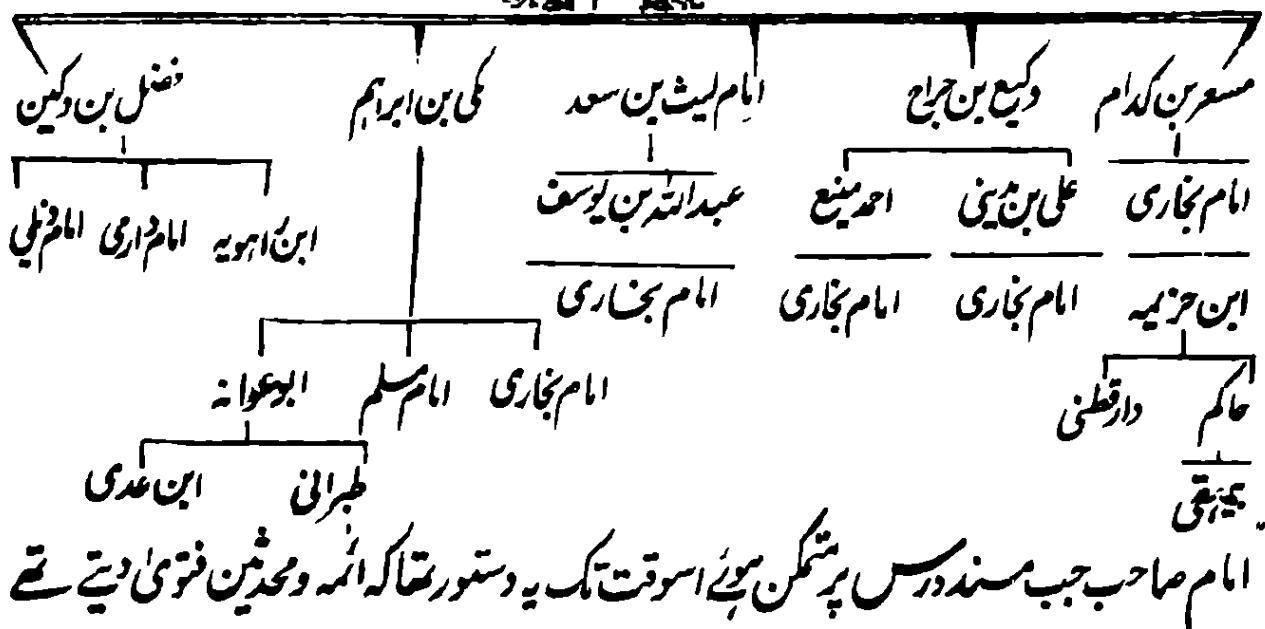
اصحاب سے تفسیر اور احادیث اور سائل متنبطة اور نوازش و قضايا اور احكام وغیره میں فالفرہ اٹھایا ہے اتنا او کسی سے نہیں اٹھایا اور بعض محدثین نے آپکے ترجیح میں آپکے آٹھ سو شاگردد مع اسم نسب بیان کئے ہیں (شامل) امام صاحب اس درجہ کے ماہر حدیث تھے کہ محدثین امام صاحب کی شاگردی پر فخر کرتے تھے، سرآمد محدثین شیخ سفیان بن عینہ نے اس پر فخر کیا ہے کہ امام صاحب نے انکو محدث کہا (اَتَلِّ مِنْ مَسِيرِنِي مُحَدِّثًا بْنَ عَيْنَةَ) یہ سفیان وہی ہیں جنکے متعلق امام شافعی نے فرمایا ہے کہ سفیان اور مالک کی بدولت علم حجاز میں سما (تَهْذِيبُ التَّهْذِيبَ) امام جبار سے سات سو مشائخ نے روایت کی ہے (مناقب امام از صدر الاراء البالموحیدون) مفتون بن احمد کی (امام ابوحنیفة کے جن اصحاب نے اُن سے انکی مسانید کو روایت کیا ہے) پانٹو یا اس سے کچھ زیادہ ہیں، ان میں وہ مشائخ بھی شامل ہیں جن سے امام شافعی نے اپنی سنن میں جبکو ابوالعباس محمد بن یعقوب اصم نے جمع کیا ہے روایت کی ہے اس میں امام ابوحنیفة کے اصحاب میں سے میں شیخ ہیں اور وہ مشائخ بھی اصحاب ابوحنیفة میں سے شامل ہیں جن سے امام احمد بن حنبل اور بخاری مسلم نے روایت کی ہے (سنند خوارزمی) امام صاحب سے عبد اللہ بن مبارک، عبد اللہ بن یزید المقری، کی ابراہیم، فضل بن دکین، ابراہیم بن طہان، سعید بن اسحاق دمشقی، ابو عاصم ضحاک بن محلہ، عبد الحمید بن عبد الرحمن الحمانی، عبد الرزاق بن ہمام، عبد العزیز بن ابی رواذ نے روایت کی ہے ان میں کئی امام بخاری کے استاد ہیں اور اکثر مردی عنده اصحاب ستہ کے ہیں "ذنافع الکبیر" و یحیی بن الجراح، ابو معاویہ ہنزیری، عبد اللہ بن مبارک یزید بن ہارون، فضیل بن عیا، داود طاهی، ابن جریر، عبد اللہ بن مقری نے امام صاحب سے نو سو حدیثیں روایت کی ہیں (سنند خوارزمی) امام سفیان ثوری، ابن ابی لیلی نے ایک ایک، سعر بن کدام، اسماعیل بن خالد نے بہت سی حدیث روایت کی ہیں (سنند خوارزمی) امام ابوحنیفة سے کیجع، یزید بن ہارون، سعد بن العصل وغیرہ نے روایت کی ہے (تاریخ المسجد بجوالہ تذكرة الحفاظ) ابو عمر یوسف بن عبد البر المالکی کا قول ہے کہ جن لوگوں نے امام ابوحنیفة سے حدیثیں روایت کی ہیں اور انکی توثیق کی ہے وہ بہت ہیں اُن لوگوں سے جنہوں نے ان پر طعن کیا ہے علی بن مدینی (انکے سامنے امام بخاری نے اپنی کتاب کو بغرض استقصاء پیش کیا) اُن پر کہا ہے کہ ابوحنیفة سے ثوری و ابن مبارک و حماد بن وغیرہ نے روایت کی ہے وہ ثقہ ہیں اور شعبہ انکے

حق میں خوش ہے قید ہے۔ (خیرات الحسان) سید حنفی امام سیفیان ثوری نے فرمایا ہے کہ جیسے باز کے سامنے چڑیوں کی حالت ہوتی ہے ایسے ہی ہماری ابوحنیفہ کے سامنے حقی (قلاید العقبان) محدثین عالم کا سلسلہ امام صاحب ہی سے ہے تمام سلاسل کا اس مختصر میں سما شکل ہے اسلئے دو سلسلے لکھے گئے ہیں، انہیں دو میں تمام محدثین شامل ہیں۔“

امام الوضئه



أَمْرُ الْحَسَنِ



علم فقہ کے اصول اور فرقہ کی تدوین کا خیال کسی کو پیدا نہوا تھا یہ خیال سب سے پہلے امام ابوحنیفہ کو پیدا ہوا۔ ایں سعادت بزورہ بازو نیست  
تائنا بخشد خدا ہے بخشنده

امام شافعی کا قول ہے (انناس فی الفقہ غیال علی ابی حنیفہ) سب لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے عیال ہیں، «الکمال فی اسماء الرجال المشکوٰة» امام مالک نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کو فقہ کی توفیق دی گئی۔ (تمیض الصحیفہ و خیرات الحسان) ابو معاویہ ضریب محدث کا قول ہے کہ ابوحنیفہ نے علم طریقہ کی بنیاد ڈالی ایسا کون شخص ہے جو ان کے مبلغ علم تک پہنچا ہو اور اس کو وہ راہ میں جوانہ کو ملی بھی، خدا کے تعالیٰ کی ان چیز میں ہے۔ (مناقب الامام للکھری) اور فقہ میں وہ مرتبہ المفوون نے پایا کہ باید و شاید۔ یہاں تک کہ امام مالک و شافعی بھی کہہ گئے ہیں کہ فقہ میں کوئی ابوحنیفہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، (مقدمہ ابن خلدون) امام صاحب کا طرز تدوین فقہ پر تھا کہ اول مسئلہ کو قرآن میں تلاش کرتے پھر حدیث میں اسکے بعد صحابہ اور تابعین کے تعامل میں، اس میں نہ پاتے تو علماء سے شوری کرتے اور قیاس و اجتہاد سے کام لیتے۔

اس طرح تیرہ لاکھ مسائل مدون کئے (قلاید العقوو و العقیان) جس مسئلہ میں کتاب سنت کی نظر نہ پاتے تو علماء کو جمع کرتے جس پر سب متفق ہوتے اس پر عمل کرتے اور حجب کوئی استنباط کرتے وہ بھی بغیر جامع علماء زماں نہ لکھتے (میزان شعرانی) ہر مسئلہ کو اپنے اصحاب پر پیش کرتے اس پر مناظرہ کرتے (سراجیہ) امام سفیان ثوری متعال بن جبان، حماد بن سلمہ نے امام صاحب سے کہا، ہم نے سنا ہے اب قیاس بہت کرتے ہیں امام صاحب نے فرمایا، اول قرآن میں تلاش کرتا ہوں، پھر حدیث میں پھر آثار صحابہ میں اسکے قیاس کرتا ہوں۔ یہ سنگر سب سے امام صاحب کے ہاتھ کو بوسہ دیا (میزان شعرانی) امام صاحب حدیثوں کو بہت تلاش کرتے تھے، مسعود بن کدام نے بیان کیا کہ میں جابر جعفری کے پاس بیٹھا تھا کہ امام صاحب کا قادر آیا اور دریافت کیا کہ فلاں مسئلہ کے متعلق تمکو کوئی حدیث معلوم ہے۔ تہذیب التہذیب، امام صاحب اس جابر جعفری کو کہا کرتے تھے کہ یہ جھوٹا ہے۔ اور حدیثیں کڑھا کرتا ہے لیکن احتیاطاً اس سے بھی دویافتہ کرتے تھے کہ ممکن ہے فذ ریزوں میں سے کوئی نکڑا جو اہر کا نکل آئے۔ جب وضاع کذب سے

پوچھتے تھے تو شہزادت سے کیوں نہ دریافت کرتے ہوئے، امام صاحب کا قول ہے کہ حدیث ضعیف بی  
سلائے و قیاس پر مقدم ہے۔ اور صحابہ کا فتویٰ بھی رائے و قیاس پر مقدم ہے (اعلام الموقنین) امام ابو یوسف  
کا قول ہے کہ جب کسی مسئلہ میں بحث ہوتی اور امام ابو حنیف اس پر رائے قائم کر لیتے تو میں کو ذکر محدثون سے  
جا کر دریافت کر تاجب وہ اسکے خلاف کوئی حدیث بتاتے تو میں امام صاحب کے لکھتا ہم امام صاحب بعض کو قبل  
کر لیتے تھے بعض کو کہتے تھے صحیح نہیں ہمیں کہتا یہ کیون تھا، آپکو معلوم ہوا تو فرماتے کہ ذکر میں جو علم ہمیں اسکا  
عالم ہوں (عقود الامان) امام صاحب کا قول ہے کہ حدیث ضعیف محکوم محوب ہے، رائے و قیاس سے (عقود  
الجواب الرشیف) امام صاحب سنت پر قیاس کرتے تھے، شیخ عبدالعزیز بن رداد اور شیخ نیشن زیات نے  
کہا ہے (اصحاب الرائے اعداءِ السنۃ و ہم الحدرویہ واللہ ہو ادا امام ابو حنیف و اصحاب پیغمبر فاسو علی السنۃ  
و اصحاب الرائے سنت کے دشمن ہیں جیسے خواجہ و بعد عنی امام ابو حنیف اور انکے اصحاب پر قیاس کرتے تھے۔

(مناقب الامام للکردی) امام صاحب کی رائے کی نام محدثین نے تعریف کی ہے۔ شیخ ابن بارک محدث کا  
قول ہے، ابو حنیفہ کی رائے مت کہو بلکہ تفسیر حدیث کہو (حقیقت الفقہ) امام صاحب نے جو مذہب و دن کیا وہ نہایت ہی  
ستحکم اور قرین سنت تھا اور کیوں نہ تماکن کیونکہ امام صاحب جس گدی پر بیٹھے تھے وہ گدی وہ حقیقی جو مہربت ہے  
مستند ہو چکی حقیقی حضرت عبد اللہ بن مسعود کو حضور ﷺ نے اسلام نے اپنی حیات ہی میں مجاز فتویٰ کر دیا تھا علقوہ کو  
حضرت علی و حضرت ابن مسعود دونوں کا علم ہو چاہتا اور وہ مخوذ تھے ابن مسعود کا ابراہیم شخصی علقوہ کے کمالات کا نمونہ  
تھے۔ امام صاحب کے زمان تک جو اصول اس درس میں مقرر ہو چکے تھے امام صاحب ان پر استحکام کیا تھا  
قام کے اور یہی اصول انکے اجتہاد کے مدار تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں، امام ابو حنیفہ ابراہیم  
اور اسکے اقران کے مذہب کے سخت میمع تھے اور اس سے بہت کم ٹھٹھے تھے (حجۃ اللہ بالغ) اس استقامت کا  
باعث یہی تھا کہ تمام اصحاب کا علم علقوہ دا براہم کو پہنچ لیا تھا اور اس سلسلہ کا علم جب طرح درسینہ تھا اسی طرح  
درسیتہ تھا ابن مسعود کے سوا کسی صحابی کے تلمذہ نے انکے فتاویٰ اور مذہب فقہ کو نہیں لکھا (اعلام الموقنین)  
پامولہ ابن مسعود اور علی کے تھے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں ابراہیم اور اسکے شاگرد و نکاح ای اعتقاد  
تماکن ابن مسعود اور اسکے شاگردوں کے مسائل تمام سے قوی ہیں، ابراہیم نے اپنے مذہب کی بنیاد ابن مسعود

”علی“ قاضی شیخ دغیرہ کے فیصلوں پر قائم کی ابن سبب اور ابراہم کی فقہ کے انکشنسائل اہل صحابہ سے ہیں (حجۃ الشدید بالاغ) شیخ عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں، ہنہیں پایا میں نے اُنکے (امام ابوحنیفہ کے) قول کو اور انکے مقلدوں کے اتوال کو لگھی کہ ان مستند ہر طرف کسی آیت یا کسی حدیث یا کسی محدثی کے قول سے یا کسی حدیث ضعیف سے کہ طلاق اسکے کثیر ہوں یا کسی قیاس صحیح کی طرف (میزان شرمن) مولوی ابو الحجیٰ محمدؑ اہل حدیث بھی لکھتے ہیں اُنکے (امام ابوحنیفہ کے) سائل کیترت صحیح ہیں خواہ اس وجہ سے کہ امام صاحب نے انکو نفس صرتھ سے فرمایا کہ قیاس و اجتہاد سے فرمایا مگر قیاس و اسیناط صحیح تھا اس کے خلاف ہیں حدیث رسول ثابت ہنہیں ہوئی (رسیل الرشاد) امام شحرامی نے لکھا ہے، انکے تمام اتوال و عقائد و افعال قرآن و حدیث کے ساتھ مصنفو ط کے ہوئے ہیں (میزان السبری) یعنی وجد بحقیقت امام صاحب کے معاصر بعض محدثیں امام صاحب کی پیردمی کرتے تھے، شیخ دکیع بن الجراح (امام بخاری کے شیورخ الشیوخ) ہیں صحیح بخاری کے راوی ہیں انکے متعلق امام احمد بن حنبل فرمایا کہ تھے کہ میں نے دکیع سے بڑکہ حافظ العلم ہنہیں لیکھا، کے متعلق خطیب بغدادی نے لکھا ہے (کافی بقول ابی حیفہ)، ابوحنیفہ کے قول کے موافق فتویٰ دیتے تھے، ”محضر تاریخ بغداد ابن جزل“، شیخ بھی بن معین (امام بخاری کے استاد، غنکہ سامنے امام بخاری نے صحیح بخاری کو بغرض استفسروں پیش کیا تھا) کا قول ہے (الفقة فقه ابوحنیفہ علی ہذا ادریس الناس) ”فقہ فقه ابوحنیفہ کا ہے ہنہ لوگوں کو اسی پر پایا ہے، تاریخ ابن خلدون، جلد ثالث (شیخ بھی بن معین کی ولادت تھا) کی ہو اگر آئٹھ برس کی عمر سے انکی یاد شمار کی جائے تو میرے میں ہنہوں نے امام صاحب کی تقلید و لکھی شیخ فضل بن موسیٰ (ذکرۃ الحفاظ میں انکو حافظ حدیث میں شمار کیا ہے۔) لوگوں کو ترغیب دیتے تھے کہ ابوحنیفہ کی تقلید کر دو (مناقب امام للکردی)؛ فضل بن موسیٰ، شیخ ابن ابی کے ہم سن تھے، ابن مبارک کی ولادت تھا میں ہوئی (جو اہر المفہیة) شیخ بھی بن قطان رحمہ اللہ شیخ بھی بن ادم محدث، شیخ مقاتل بن جبان محدث شیخ عیسیٰ بن یونس محدث شیخ ابو امیرہ محدث امام اہل حزیرہ (امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ تھی تھے۔ (ذکرۃ الحفاظ و مناقب امام لاوری و مناقب اہم روفی و تبیین الصیحۃ) امام صاحب نے ہلال سے فتویٰ دینا مشروع کیا اس زمانہ میں ہر مفتی ہر مدرس کے

مقلد ہوتے تھے مذکوری ابوحییٰ محمد المحدث لکھتے ہیں جس کو آپ میں درس دیتے ہیں، انہیں کے طرزِ عمل کے قریب قریب ابتدا کا بھی طرزِ عمل تھا (سیل الرشاد) اس طرح امام ابوحنیفہ کی تقلید ہے سے متین نہ لے میں جب وہ اپنے استاد کے جانشین ہو گئے تو متین مقلد وہ میں اور بھی اضافہ ہو گیا جب ارشاد اساری نے لکھا ہو کہ حضرت طارق بن شہاب بھلی صحابی نے سالہ میں دفات پائی اس قل پر یہ جوابات کیجاں ہے کہ امام ابوحنیفہ کی تقلید عہدِ صحابہ میں ہوتی تھی۔ تقلید آئیہ کرمیہ (طبعہ اللہ ورسول دادی الامر منکم)، اللہ اور رسول اور اپنے درسان حکم کرنے والے کی اطاعت کرو) کے تحت میں تھی، حضرت جابر صحابی ہے حضرت ابن عباس صحابی امام حسن بصری تابعی نے ادی الامر کی تفسیر فتحہ کی ہے تفسیر ابن حجر و ابن کثیر رہیں لیکن اس زمانہ تک خفیٰ الکی دغیرہ یہ نام تیعنی نہیں ہوئے تھے بہت سے تابعیٰ ہر ایک کے کچھ نہ کچھ مقلد تھے جب زمانہ مگردا احادیث کثرت سے وضع ہونے لگیں بہت سے عفتی و تجدید نظر کی تھی اسنتہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز تابعی نے حکم دیا کہ فتحہ کا اتباع کیا جائے (دارمی) فتحہ کا اتباع عہد رسول کریم ہی سے تھا اب اس مرتبے والی سنت کو قرن اول ہی میں اس خلیفہ نے زندہ کیا، دوسری صدی ہجری کے اختتام پر حب علماء و بزرگان امت نے ولیحہ کا مشزور و فتن کے درود انس کھلتے جاتے ہیں تو ان چاروں مذہبوں کی تقلید پر اجماع کر لیا۔ علامہ ابن حلدون نے لکھا ہے اس وقت یہ لہڑیہ ہوا کہ یہیں نااہل فقہ پر راستہ ٹال کر بغیر بصیرت تامہ کے سیما کاٹ چھانت کی، سبھی ستر دین تام امت نے انہیں نہ اہب اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کو اپنے ادپروا جب کر لیا (معتمدہ تاریخ)

شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ان چاروں مذہبوں کے اختیار کرنے میں ایک بڑی مصلحت ہے اور ان سبے روگردانی کرنے میں بڑا سادہ ہے اور ہم اس بات کو کئی دھھوں سے بیان کرتے ہیں، «دو اول یہ ہے کہ امت نے اس بات پر اجماع کیا ہو کہ شریعت کے معلوم کرنے میں ملتف پر اعتماد کریں مثلاً تابعین نے اس بلے میں صحابہ تبعیٰ تابعین تبعیٰ تابعین تبعیٰ تابعین کیا اسی طرح ہر طبقہ میں علامائے اپنے پہلے علمائے اپنے اعتماد کریں کہما اور اس امر کی خوبی پر بھی عقل دلالت کرتی ہو کیونکہ شریعت دو ہی باتوں سے معلوم ہوتی ہے ایک نقل دو م استنباط نقل اسی طرح مشکل ہوتی ہے، کہ ہر طبقہ اپنے پہلے طبقہ سے سچم لیتا چلا آئے اور استنباط میں

ضروری بات یہ ہے کہ مذہب پہلوں کے جانے، اس وجہ سے کوئی قول سے باہر نہ چھڑے ورنہ اجماع کا  
مخالف تھیرے گا اور دوسری وجہ پابندی کی یہ ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ پیروی کرد ہرے جنہے کی اچھی  
سچ نہ ہے اُن چار کے نیت ہو گئے تو انکی پیروی کرنی بڑی انبوہ کی پیروی کرنی ہے اور ان سے باہر نکلا  
جسے سے باہر نہ ہو ای اور تیسری وجہ پابندی کی یہ ہے کہ جب عمدہ زمانے کو گذے بہت دل ہو گئے اور عرصہ بعد گیا  
اور امتنان تلف کر دی گیں اب اعتماد نہیں ہو سکتا علماء رسولی عالم قاضیوں اور ہوا پرست مفتیوں کے قول  
پر (عقد الحجید) دنیا میں مسلمانوں میں ستر فیصلہ خنی ہیں خنی مذہب، ہند، عراق، کابل، چین  
ماوراء النہر اور تمام ممالک عجم میں سبے زبان پھیلا ہو لے عرب غیرہ میں بھی رائج ہے (حقیقت حضور کے نام  
سے برابر تقلید ہوتی ہے) حضور کی حیات میں تو لوگ حضور کی تقلید کرتے تھے، سر و نجات میں جہاں  
حضور کسی کو مجاز کر کے بخوبی تھے اسکا اتباع ہوتا تھا، باوجویکہ دہاں اور صاحبی بھی ہوتے تھے حضور کے بعد  
خلفاء راشدین یا ائمہ مجاز کرن اصحاب کا اتباع کیا جاتا تھا کیونکہ حضور کا ارشاد ہر علیکم بُشْتی نہت  
خلفاء الرashدین) حضرت ابن مسعود فرمایا کہ تھے کہ سابقین کی پیروی کر د کشف الامسا ر (صحابہ کرام  
اک دوسرے کو سابقین کی پیروی پر توجہ دلاتے تھے چنانچہ حضرت عثمان کو جب خلیفہ مقرر کیا گیا تو ان اقرار  
لیا گیا کہ ابو بکر و عمر کی سنت پر عمل کر دنگا جہزت عمر نے حضرت عثمان سے کہا کہ جد کی سیراث کے معالم میں  
میں نے ایک رائے سوچی ہے اگر تمہارے نزدیک مناسب ہو تو اسکا اتباع کر د حضرت عثمان نے کہا اگر ہم آپ کی  
رائے کا اتباع کریں تو یہی درست ہے مگر آپ سے پہلے بزرگ (ابو بکر) آپ سے زیادہ ذی رائے تھے انہا اتباع  
بہتر ہو گا (داری) حضرت ابو بکر کے فیصلہ کو بھی تلاش کرتے (حضرت عمر جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا)  
(سبیل الرشاد مصنفہ مولوی الحججی الحدیث شاہ جہاں پوری) جب کسی نے حدیث و تقلید سے منہ پھیرا اس نے  
نقصان لھایا تابعِ اسلام میں حدیث مجتہد کو چھوٹنے کا سبے پہلا واقعیت ہے کہ حضرت علی و حضرت معاویہ  
کے درمیان تھکیم (نچایت) اقرار پائی ایک گروہ نے اس پر انکار کیا، حدیث کو چھوڑا۔ نہ سمجھے کہ دوں طرف  
مجہر صحابی ہیں، خود آیت قرآن (لائکم الابد) سے استنباط کیا اور ان بزرگوں کو کافر کہنے کے آخر خود مباری  
لقب پایا۔ حدیث اسلئے نہیں کہ ہم کسی مجتہد کے زیر سایہ ہو کر اُنھے پیش آمدہ ضروریات کا حل کر سکیں اسلئے

نہیں کہ ہم خود اجتہاد کرنے لگیں ایسی صورت میں فیصلہ نہ تانوں سے خطا کا احتال ہے اخود اجتہاد کر کے ہمارا ہونے کی ایک مثال اور گذری دوسرے مثال یہ ہے کہ بیزید حنید اور اسکے اعیان و انصار نے حیثیت (اذ ابو سعید الخلیفہ ان فاقلو الا خرقہما) سے خود اجتہاد کیا کسی امام اور حجتہد سے نہ دریافت کیا، نتھیج یہ ہوا کہ امام مظلوم کو ہبید کر اکر مسحی لغت قرار پایا (بیزید کی قبر دشمنی میں ہی سیاحوں نے سفرنا موں میں لکھا ہے کہ جو جاتا ہے تپھر مارتا ہے اور قبر تو باقی نہیں ہی تپھر و نکاڑ ہیر ہے ایسا رہا ذل کرمی جناب مولانا الحاج فیض اللہ صاحب الیڈ وکیٹ (مولانا شاگرد ہیں مولوی محمد ادریس کانڈ ہو لوکی) اس ہی سال ۱۹۳۴ء میں مالک لعینہ کی سیاحت سے واپس آئے ہیں فرماتے تھے کہ اب تپھروں کا ڈھیر بھی نہیں رہا، کائیخ کے کار خانہ داروں نے وہ زمین ٹھیک پر لیکر اس پر کائیخ پکانے کی بھی بنائی ہے، تیرہ سو برس سے تو اندر ہی اگل بھر رہی تھی اب اسکا ظہور اور بھی ہو گیا، «فَاعْتَبِرُ وَيَا أَوْلَى الْأَبْصَارِ» ہل کارے غیت خون آل احمد رختین مولوی محمد حسین طبلوی الہمودیت لکھتے ہیں کہ غیر متحبد مظلوم کے لئے مجتہدین سے فرادا نہ کی گنجائیں (رسالہ اشاعت السنۃ جلد ۲ ص ۱۰۷) پھریں<sup>۲۵</sup> برس کے تجربے سے یہ بات بکو علیہ ہوئی کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مظلوم اور مظلوم تقلید کے تارک بیجا تھے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر جائیں ان میں سے بعض عیسائی ہموجاتے ہیں لیکن بلا نہیں کوئی دین مذہب کے پابند نہیں رہتے احکام ثابت سے فتن و خروج تو اس آزادی کا ادنی شیخ ہر رسالہ اشاعت السنۃ جلد ۲ ص ۱۰۷

امام سرخی لکھتے ہیں کہ ائمہ اربعہ کے سو اکسی کی تقلید جائز نہیں (فتوات دہبی شرح الرعبین نو دی) شیخ ابن ہمام کمال الدین جبار فتح القدير نے کتاب تحریر میں جو علم اصول میں ہر کہا ہے (العقد الاجماع علی النعم العمل بالذہب المنافق للائنة الاربعة) صاحب بحر الرائق نے کتابہ الشباہ والنظائر میں لکھا ہے (ان من خالف الاربعة فهو خالق الاجماع) مجتہدین کی تقلید آیہ (اطبعوا شد و اطیبوا رسول د اولی الامر نکم) کے تحت میں کی جاتی ہے، اولی الامر سے مراد فہمہا ہیں یہی معنی حضرت چابر صحابی و حضرت عمر بن ابی شہب عباس صحابی و امام حسن بصری تابعی سے منقول ہیں (تفسیر ابن حبیر و ابن کثیر) آن کا انہل ع خدا اور رسول کی اطاعت ہے سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ اس کو کسی اور اسم کی تقلید پر محروم کرنا نادر اسکے

ہم کو نہ وہ تبھر علمی حاصل ہے نہ ہمارے زمانہ میں وہ تقدس و میانت ہوا سکے علاوہ ہمارے زمانہ عہد است  
سے بہت کچھ بعید ہو گیا ہے حدیث کی صحت حدیث کے معنی و مطابق کو جس طرح سلف صالحین سمجھے  
ہم سے ملنے نہیں اسلئے ہم انہی تقلید پر مجبور ہیں۔ تقلید مذہب ارباب کو تقلید شخصی اگر اس اعتبار سے کہا  
جائے کہ ایک شخص کے اصول اجتہاد کے موافق استنباط مانگیا تو، تو صحیح ہی درست صحیح نہیں کیونکہ مذہب ایک  
ایک جماعت الہ کے مدون کرن ہیں اور جس امام کی طرف مذہب شوے، اُس مسائل کے خلاف بھی فتویٰ اور  
عمل ہی، امام ابوحنیف اور دیگر الہ متبوعین نے مذہب کو تنہاؤ دمری کے ساتھ مدون نہیں کیا بلکہ حکم  
(ائی) کریمہ (و شادرہم فی الامر) کے شوری سے تیار کیا ہی محبوبین اپنے شاگردوں کے مشورہ لیتے تھے اپنے معاصرین  
سے رائے لیتے تھے چنانچہ ہر مذہب میں نظر آتا ہو کہ مفتی اپساند ہو جس مسئلہ پر امام ابو یوسف و امام محمد متفق ہو جائے  
ہیں وہاں امام اعظم کی رائے پر عمل نہیں ہوتا۔ شیخ ابن بخاری محدث نے فرمایا ہو کہ میں امام ابوحنیف کی  
محاسن میں صبح شام جایا کرتا تھا ایک بار حین کے مسئلہ میں گفتگو شروع ہوئی تین ہنگ صبح شام بھیں ہوئی  
رہیں تیرے دل شام کو والذ کبر کاغذہ بلند ہوالي یعنی سنا یا کہ طے ہونے پر انہمار مسرت کیا گیا (تاریخ الفتویٰ)  
یہ ریعت صحابہ کا تھا کتب فتنہ میں اُسکے بہت سے نظائر ہیں کہ مسئلہ صاحب مذہب کے خلاف طے ہوا ہے قریب ایک  
ملٹ کے مسائل امام صاحب کی رائے کے خلاف طے ہوتے ہیں یہ بی ثابت ہے کہ اگر امام بجا سے کوئی غلطی ہوئی  
ہے تو انہوں نے اس سے جو شع کر لیا ہے، امام ابوحنیف سے دریافت کیا گیا کہ اگر آپ کا کوئی قول قرآن کے خلاف  
ہو تو فرمایا میرے قول کو چھوڑ دو پھر دریافت کیا اگر حدیث کے خلاف ہو تو فرمایا، میرے قول کو چھوڑ دو پھر دریافت  
کیا اگر حدیث کے خلاف ہو تو فرمایا میرے قول کو چھوڑ دو، پھر دریافت کیا اگر صحابہ کے قول کے خلاف ہو تو فرمایا۔  
میرے قول کو چھوڑ دو (روضۃ العلما زند ویسیہ) شیخ دکیع بن الجراح محدث (استاد امام احمد بن حنبل اسکانی)  
لیسی نے کہا کہ اس مسئلہ میں امام ابوحنیف نے غلطی کی شیخ دکیع نے کہا وہ کیونکہ غلطی کر سکتے تھے۔  
دیویسٹ و زفر قیاس میں صحیح اوصی و مندل و حبان حدیث میں قاسم بن معن لعنت و عربت میں ہے۔  
ذاد طالی و فضیل بن عیاض زہد و تقوی میں کامل لوگ انکے پاس جمع تھے جسکے پاس ایسے تبھر علماء  
ج ہوں وہ غلطی کر سکتا ہے اور اگر کرتے تو وہ کب انحو غلطی پر قائم رہنے دیتے (تاریخ الفقہ) فرانشائز ایک

ایک ایک شہر نہیں کئی کسی مجتہد تھے اور ہر ایک کے پچھے پیروں تھے اس لئے کسی کا کوئی خاص نام نہ تھا جب شریعت کا دور ہوا تو علم راست اور اصحاب خیر القرآن نے دوسری صدی ختم ہو گئی پہلے مذاہب اربعہ کی تقلید پر اجماع کر لیا اسی وقت سے خنفی وغیرہ نام ہوئے باقی مذاہب مدون نہیں نہ پچھے زیاد آنچھے طے اگر تاریخ اسلام پر غور کیا جائے تو یہ عین مطابق مصلحت تھا اگر یہ نہ ہوتا تو آج لاکھوں مذہبیں لاکھوں مجتہد ہوتے اور اسلام کی صورت بھی نہ پہنچانی جاتی، یہی صالحین محدثین کی ایک جماعت کثیر نے لکھا ہے، والد ماجد نے تقلید پرفضل بحث تاریخ الفقہ میں کی ہے یہاں زیادہ تفصیل کا موقع نہیں۔

لهم صاحب کاشمار اہل الرائے میں ہر یعنی وہ لوگ جو عقل و قیاس شرعی کی روشنی میں حدیث وسائل پر غور کرتے تھے اور مثل حضرت مکرم فاروق و حضرت عبد اللہ بن مسعود کے مشتد فی الروایت تھے اس لئے نرم اور سخت کو وسعت دینے والے علماء محدثین انکو اہل الرائے کہتے تھے، تمام ائمہ و فقہاء کو بعض ائمہ حدیث کے اس ہی تمرید میں شمار کئے گئے ہیں امام مالک امام سقیف الدین امام او زاعمی (کتاب المعارف محدث ابن قیمیہ مذیۃ الرسول کے مفتی اعظم و صدر المحدثین و شیخ المحدثین ابو عثمان رمیعہ جو کبار تابعین میں سے ہیں امام مالک اور امام حسن بصری کے استاد ہیں جنکی تعریف امام احمد بن حنبل و ابن شیبہ جیسے محدثین نے کی ہے اس طرح اہل الرائے مشہور ہوئے کہ رائے انج نام کا جزو ہی قرار پا گیا رمیعہ رائے کہلاتے گئے رشیخ معلی بن منصور محدث شیخ ابن مشتی محدث اہل الرائے کہلاتے تھے (تذکرہ ذہبی) شیخ زید بن سجی محدث (امام احمد بن حنبل کے) استاد اہل الرائے مشہور تھے (تذکرہ التہذیب) امام صاحب پر یہ اعتراض بھی کیا گا اما ہم کہ ائمہ صدیقیہ نے ان سے روایت حدیث نہیں کی اسکے چند وجہ ہیں،

۱۔ بقول امام سیوطی، ائمہ میں اختلاف تغیر اجتماعی سے واقع ہوا ہے (سران التنبیہ) امام البخزیہ کو تنقید جمال میں امام شعبہ سے اختلاف تھا اور امام بخاری سختی سے امام شعبہ کے اصول کے پابند تھے ۲۔ امام بخاری نے اسکا التزم کیا ہو کہ حق ایمکان اہل الرائے سے روایت نہ لی جائے، الخوف نے اپنے امام المذاہب سے بھی روایت نہیں لی، امام البخزیہ روایت بالمعنى کو جائز رکھتے تھے امام بخاری وہ

چونکہ امام ابوحنیفہ کے حсад و مخالف بہت متوجہ اور انہوں نے بہت سی نادا جب باقی امام جمایاں  
منسوب کر کے مشہور کردی تھیں اس لئے امام بخاری نے اشتباہ سے بچنے کی راہ اختیار کی ہے۔

۵ صحاح سنتہ میں کیسکی روایت کا ہونا نہ اس کو غیر معتبر ثابت کرتا ہے بلکہ علم صحاح سنتہ میں بہت ہے  
صحابہ کی روایتیں نہیں ہیں، حدیثوں کی صحت کا مدار صحاح سنتہ ہی پر نہیں اسکے علاوہ بھی صحیح تھیں  
ہیں امام بخاری نے خود کہا ہے کہ میں نہ بہت سی حدیث چھپوڑی ہیں۔ بخاری میں امام حبیر صادق سے  
کوئی روایت نہیں، اور یونس بن حبان اور جریر بن عثمان سے جو شیعی ہیں روایت ہی، عمر بن ہانی جو  
(مرتبہ دم تک) زید کی بیعت پر قائم رہا، سے بخاری میں روایت سے اصول بزد دی میں ابو عمر و دشقمی نے  
لکھا ہے کہ امام بخاری نے عکرمه آسمیعیل عاصم عمر بن مرزوان سے روایت لی ہے مالا نجح مستقدمین نے ان  
جزیں لی ہیں ایسا ہی التہذیب لتفعیل التقریب میں ہے۔ جامع الاصول میں ہے کہ اس کا سبب جرح و تعلیل  
روات میں اختلاف ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ ہر امام نے اپنے اصول اجتہاد اور اپنی تصنیف کی ضرورت  
کے موافق روایتیں لی ہیں، سعد بن ابراہیم کے ثقہ ہونے پر اجماع ہے (تہذیب التہذیب) لیکن امام مالک نے  
ان سے روایت نہیں لی (تہذیب التہذیب) چنانچہ امام احمد حنبل سے لوگوں نے کہا کہ سعد ثقہ ہیں تو مالک  
نے ان سے روایت کیوں نہیں لی امام احمد نے کہا مالک کی کون ستا ہے، سعد ثقہ میں۔

امام مالک نے سعد جیسے ثقہ سے تو روایت نہیں لی لیکن ابوثور و اؤد خارجیوں سے روایت لی ہے  
(تہذیب التہذیب) امام مالک نے اپنے دادا اور سالم بن عبد الله اور سیلمان بن یسار جیسے مسلم الشہوت  
اور متوفی علیہ الرحمہ سے روایت نہیں لی اور اس کا سبب بیان کیا کہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔

۶ یعنی ممکن ہے کہ ثقاوت پر جرح قائم ہو گئیں ہوں جیسے امام سفیان ثوری و شیخ ابن القثم جیسے مسلمہ اور  
کوہن وغیرہ کہا گیا۔

۷ امام صاحب کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم سے اور امام جمایاں کوئی روایی مجرور  
نہیں اب اگر آگے کوئی مجروح ہو لے اس میں امام صاحب پر کیا الزام (پس رفق من کن فیکو شیعہ مشدداً  
اور ائمہ صحیح (یعنی) معذور ہے)۔

ولا امام صاحبی مرویات کو امام ابو یوسف امام محمد درج کر کے ان پر بحث و تھیص کرچکے ان سے  
استنباط کرچکے ائمہ سنتہ کو دہاں کیا گنجائش مل سکتی تھی، امام صاحب کی حدیثوں کے متعلق علامہ ابن  
خلدون نے لکھا ہے جو حدیث اپنے اختیار کی ہیں تمام ائمہ حدیث اسے مانتے ہیں اور آپکے رد و تقبیل کو  
اور آپکے وجہ کو تمام مجتہدین سالم کرتے ہیں چونکہ ہم ہمودین نے اخز حدیث کی شرطیں وسیع کی ہیں،  
اس نے ان کی روایت کرنے احادیث بھی بحیرت ہیں اور یہ اپنا اپنا اجتہاد ہے (مقدمہ تاریخ) لو۔  
صدقی حسن خان صاحب لکھتے ہیں دام امام ابوحنیفہ علم حدیث میں بہت بڑے مجتہدوں میں سے تھے اس کے  
تہذیب پر ائمہ کے یہاں اعتماد و اعتبار و تعلیل ہوئی تھی، باعتبار رد و تقبیل کے (خطہ) گمان بخوبی کہ بنو  
روایت حدیث از امام ابوحنیفہ با عدم تالیف از فی موجب شخص وے است بلکہ وے درین باب مقتدى  
سلف محلہ بعده احکم از غایبت تعلوی توسع در روایت و تجنب از ضبط کلام خود میکردد و دری و درع و تحفظ  
 مثل این امام شاکنیست و بنبرد معا ب پھیزے۔ مرتبہ امام اعظم ازان بالآخر است کہ اگر در مناقب ارشاد  
کتابے نہ باشد تفعیل بجانب رفع الشان را ہیا بدیا گنجائیں طعن برائے جاہل۔ قدر ایشان دست ہم  
(النحوں للنبلاء) نواب صدقی حسن خاں

امام بخاری و مسلم روایت لینے کے لئے کوئی عمر کی قید قائم نہیں کرتے لیکن امام مالک بہت بڑے ہوں  
سے خواہ کیسے ہی لقا اور حدیث ہو اور روایت نہیں لینے اسر کا ذکر کسی مصنفوں میں آچکا ہے۔ عرصہ امام بخاری  
کا امام ابوحنیفہ سے حدیث نہ لینا اجتہادی اختلاف کیوجہ سے ہونے کے عدم صحت کے باعث

امام جماکور روایت حدیث میں وہی احتیاط تھی جو حضرت ابن مسعود اور امام ابراہیم بخوبی کو تھی یعنی آپ  
روایت حدیث کرتے ہوئے لمبراتے اور اپنی روایت کو حماد اور ابراہیم تک پہنچاتے تھے۔ امام حنفی  
نے نہ لے سے شروع کر کے نہ لے کے قریب تک (۳۰) برس کے عرصہ میں اپنا فقہ مکمل کیا اس کی  
ایسی شہرت ہوئی کہ امام صاحب ہی کی حیات میں شائع ہو گیا اور بعض مجتہدوں محدثین نے اسکی نقول  
محل کیں کتاب الرسین کی نقل امام سفیان ثوری نے بھی حاصل کی تھی (تاریخ الفقہ ص ۱۷۴) امام حنفی  
کی تصنیف فقہ اکبر و العالم والمتعلم، اور سندہ کتاب الاوسط، کتاب ابوحنیفہ، کتاب المقصود وغیرہ

امام صاحب کی تصنیف ہے بعض علمائے انکار کیا ہے کہ امام صاحب کی تصنیف نہیں اس میں یاد  
تر معترض فرقے کے لوگ ہیں امام صاحب کی تصانیف کا ثبوت درکار ہے تو قاضی ابو زید الدبوسی کی  
کتاب لذکۃ ابو سہل غزالی کی کتاب الطہارت ابو علی دقاق کی کتاب النکاح ابو منصور اتریدی کی کتاب  
الذکۃ و کتاب لوقایہ ابو للیث سمرقندی کی کتاب النکاح دیکھیں ॥ عارف شعرانی مالکی نے لکھا ہے  
کہ میں نے امام ابو حینیف کی تین مسندوں کو دیکھا انکے سنت صحیح تھے ان پر حفاظ حدیث کی تحریرات  
موجود تھیں جن میں آخر حافظ دیا طی کی ہیں میں نے ان میں کسی حدیث کو ایسا نہیں یا یا جو بجز عدالت ایک  
عادل و ثقہ کے ہو جیسے اسود علقم عطا علمر مہ مجاہد مکحول حسن ریسری وغیرہ پس تمام روایات حدیث کے  
ابو حینیفہ اور رسول اللہ کے درمیان عادل و ثقہ ہیں اور کوئی ان میں کاذب یا مہتمم بلذب نہیں (میران)  
موجودہ مسند قاضی القضاۃ ابوالمجید محمد بن محمد بن محمد الخوارزمی نے رکھ لئے راجح کیا ہے اس سے پہلے کئی مسند  
مرتب ہوئے ایک مسند حافظ احادیث محمد بن یعقوب الحارثی نے دوسرا حافظاً الوقت حسین بن محمد بن جبڑہ نے  
راجح کیا تھا۔ امام صہب کے متعلق بعض کو غلط فہمی خطیب کی تحریر سے ہوئی ہے لیکن انھوں نے غور نہیں کیا  
خطیب نے مطاعن امام کا ذکر طوراً فواہ کیا ہے اپنی ذمہ داری پر کسی بات کو بیان نہیں کیا اور امام صہب  
کی تعریف بھی کہ اسکے علاوہ خطیب نہ رکوں پر اعتراض کرنے میں بدنام بھی ہے اخاطبے اپنی تاریخ میں  
امام صاحب کے ترجیح میں تصریح کی ہے کہ ہم نے ایوب سختیانی و سیفان ثوری و ابن عینہ والو بجز انہی  
وغیرہ بہت سے ائمہ سے خبریں نقل کی ہیں جو کہ امام ابو حینیفہ کی مدح و ثناء میں ہیں (آگے امام صاحب کے  
مطاعن کے متعلق لکھا ہے ہم اذکا تذکرہ پیشیت الہی کریں گے اور جو شخص اس پر واقع ہو اور اس کی  
ستا اسکونا گوارہ ہو اس سے ہم عذر کرتے ہیں کہ مشیک ابو حینیفہ ہمارے نزدیک باوجبلیل القدر ہوئیکے دھر  
علماء کے لئے بھی قابل استاد ہیں (شرح احیا العلوم، کتاب العلم) علامہ ابن جوزی خطیب کا مقلد ہے  
چنانچہ ابن جوزی کو امام صہب کی مخالفت پر اسکے نواسے علامہ سبط ابن الجوزی نے خود ملامت کی ہے  
(لیس العجب من الخطیب بانہ لطعن فی جماعتة العلما و انما العجب من الحد کیف سلک اسلوبہ چارہ بامہ  
اعظم منه) خطیب پر تو عجب نہیں وہ تو علماء طیعن کرتا ہے ”عجب تو ناما جان پر ہے کہ یہ کیوں اس کے

مقلد ہو گئے اور اس کام میں اس سے بڑھ گئے ہے (مرآۃ الزمان) ابن خلدون کے مقدمہ سے جو عجز نے  
نوجہ امام صاحب کی کم علمی ثابت کرتے ہیں اسکا میں تذکرہ کرنا نہیں چاہتا کیونکہ ابن خلدون نے  
خود ہی اس کی تردید کر دی ہے۔

امام صاحب چونکہ قرن دوم کے مجتہد ہیں اور مجتہدین میں انکا پہلا نمبر ہے، اس لئے ہم نے انکے بیان  
یہ تفصیل کو اختیار کیا لیکن یہ تفصیل بھی بہت جمال کیسا تھا ہے امام صاحب پر جو اعتراضات کئے جاتے  
ہیں انکا مفصل و مدلل جواب الد ماجد نے تاریخ الفقہ میں دیا ہے، امام صاحب پر اعتراض کرنے والوں  
میں خطیب دارقطنی و ابن جوزی کا نام لیا جاتا ہے اور ان میں سے کوئی ایک بھی قرون ثلاثہ کے صالحین میں  
سے نہیں امام صاحب کے بھی قرون ثلاثہ کے اوپر انہے ثابت ہو جو ستون دین ہیں ائمہ مجتہدین یا استاد  
صالحین خیر القرون کی طرف سے امام صاحب پر کوئی اعتراض نہیں امام صاحب کے ائمہ خیر القرون میں سے  
امام شعبہ "شیخ دیکع محدث"، امیر المؤمنین فی الحدیث، شیخ عبد اللہ بن مبارک، شیخ یحییٰ بن معین  
محمد، شیخ زید بن ہارون محدث ملاح ہیں، "صاحبان عسلم واقف ہیں یہ وہ حضرات ہیں چن کہ  
حدیث و فقہ اور دین کا مدار ہے انکے مقابلہ پر امام جعفر صادق، شیخ حکیم بن اکثم محدث، عبد الرحمن بن  
امام قاسم جیسے اکابر کا قول قابل التفات ہو سکتا ہے، خطیب دارقطنی و ابن جوزی کا کیا ذکر ہے یہاں  
تو بخاری و مسلم کی بھی ہستی نہیں (جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ کی توثیق کی ہوئی ان لوگوں سے بہت زیاد  
ہیں جنہوں نے ان پر طعن کیا ہے، خیرات الحبان)، امام صاحب کی میخ دوسرے نمبر کے ائمہ دعلمائے بھی  
بہت کی ہو، شیخ امام سیوطی شافعی، حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی، امام ذہبی شافعی، حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی  
امام نووی شافعی، امام غزالی شافعی، حافظ ابن عبد البر مالکی، علامہ یوسف بن عبد الہادی ضبلی،  
بدوقتن بن خلدون و ابن خلکان شافعی امام ابو داؤد صاحب تن شافعی، شیخ عبد اللہ بن طاہر سے  
کسی نے کہا کہ بعض لوگ امام ابوحنیفہ پر جرح کرتے ہیں انھوں کہا کہ کوئی لاکا دریا میں پتھر پھینک دے تو دریا  
لا کچھ نہیں بگزٹا دیا آسی شان سے بہتا ہے (مناقب موقن)، امام شعرانی نے تین جگہ لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ  
پر اعتراض کرنا صحیح نہیں وہ سب سے بڑے امام تھے اور سب سے پہلے ان کا ذہب دون ہوا ہے اور ان کی

کثرت علم و دین پر سلف و خلف کا اجماع ہے (میزان الکبری) رئیس المحدثین شیخ الحدیث حبیب  
قاموی بن امام ابوحنیفہ و امام شافعی کے متعلق فرماتے ہیں (درذ) ایشان چیزیں صحیح ثابت نہ  
وہرچہ پرداں معنی ذکور است مجموع مفتری و موضوع است (سفر السعادت) الائمه کلہم علیہم السلام  
رحمہم (میزان شعرانی) امام ابوحنیفہ تجارت کرتے تھے انکا کار و بار نہایت وسیع تھا لفظ میں ایک حصہ محدثین  
کے لئے مخصوص تھا کہ یہ اہل حاجت کے روز میں مقرر تھے یہ اگر دوں اور اجنبی کے ساتھ سلوک کرتے  
ہام مبارقیۃ القلب "تسلیل النوم" "تسلیل العذا"، قائم اللیل "کثیر البر کار" مخلص مزاج، صابر و شاکر اور  
علاق حدیث و فقہ کے باقی وقت تلاوت و عبادات دریافت میں صرف کرتے تھے، میزید بن ہبیر  
گورنر کو ذمہ مقرر ہو کر آیا اس نے تمام فقهہ کو طلب کر کے بڑے بڑے عہد میں پرمامور کیا امام صاحب کے  
افسر خزانہ بنانا چاہا «امام صبا نے انکار کیا گو رنے حکم دیا کہ روزانہ دس فتنے لگکے جایا کریں !!  
مدت تک یہ سزا جاری رہی پھر گورنر نے اپنا حکم منسوخ کر دیا،

خلیفہ صبور عباسی کا دور حکومت آیا تو محمد بن عبد اللہ بن حسن شیعی بن امام نے  
 مدینہ میں خلیفہ کے خلاف خروج کیا امام الکٹے قتوی دیا کہ خلافت نفس ذکریہ کا حق ہے لیس ذکریہ تو شہید ہو گئے،  
 ان کے بھائی ابراہیم نے علم خلافت بلند کیا امام ابوحنیفہ نے انکی تائید کی اور مالی امداد دی جب ابراہیم  
 شہید ہو گئے تو خلیفہ نے امام صبا کو طلب کیا اور عہد و قضا پر مامور کرنا چاہا۔ امام صاحب نے کہا میں اس  
 قابل نہیں۔

مقبول جو ذرہ ہوا درگاہ میں رب کی  
وہ ملتقت اعظم ہم نہیں ہوتا

منصور نے کہا تم جھوٹے ہو امام صاحب نے فرمایا اگر میں جھونٹا ہوں تو یہ دعویٰ ضرور سچا ہے، کیونکہ  
جھونٹا عہدہ قضا کے قابل نہیں، خلیفہ نے امام صاحب کو قید خانہ میں بھیجا دیا امام صاحب کے طفدار کا  
کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔ خلیفہ کو خطہ ہوا آخر نہاد میں قید خانہ میں زہر دیکر شہید  
کیا گیا۔ شیخ حسین عمار نے امام صبا کو عنزل میت دیا ہٹلاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے، وَ الْدَّارُمُ  
رسبے بڑے فقیہ ہے تھے، بڑے عابد ہے تھے، بڑے زاہد ہے تھے !! امام صبا کی وفات پر عالم اسلام میں

عہام ماہم ہوا امام صاحب کے بعض اساتذہ زندہ تھے مثل شعبیہ بن الحجاج، ان کو بڑا صد مہ بڑا شیخ ابن حجر عسکر نے جب کہ میں خبر وفات سنی تو کہا، «افسوس بڑا عالم جاتا رہا»، ائمہ اسلام میں امام ضعیفہ بن حنبل محدث نے جب کہ میں خبر وفات سنی تو کہا، «افسوس بڑا عالم جاتا رہا»، ائمہ اسلام میں امام ضعیفہ بن حنبل ہی کو پرشوف حاصل ہو کہ الگ برآمدت مثل امام طحا وی امام محمد بن احمد بن شعیب امام عبد اللہ بن محمد الکارنی۔ المظہری المرغیانی وغیرہ نے ان کی سوانح عمر میں لکھیں ہنگلی تقدیم حدیثیں سے زیادہ ہے اسقدر سوانح عمر میں کسی کی نہیں لکھی گئیں۔ امام صاحب کے متعلق ائمہ کی ائمہ

ابو حینفہ کان اماماً» ابو حینفہ امام ہیں (امام ابو داؤد صاحب بن) شیخ مسخر بن کدام محدث کا قول ہے جو شخص اپنے اور اشہد کے درمیان میں ابو حینفہ کو قرار دے تو مجھے اسید ہو کہ اسکو کوئی خوف نہیں۔ مناقب الامام موفق، مناقب الامام للکروری، تبیض الحصیفہ، خیرات الحسان، امام ذہبی نے امام صاحب کے متعلق بہت تعریف کر کے لکھا ہے: اماماً، در رعا، عالمًا، مستعبدًا، بکیر الشان (ذکرۃ الحفاظ) ماقط ابن حجر عسکری نے امام سفیان ثوری کا قول امام ابو حینفہ کے متعلق نقل کیا ہے (ثقة صدوق في الفقہ والحدیث رحیرات الحسان) ابو حینفہ اعلم اہل الزمان (خلاصہ تہبیہ علامہ صفی الدین احمد حمزی) امام شعبیہ بن الحجاج نے فرمایا ہے، ابو حینفہ صاحبِ حبیب اور قوی الحفظ تھے جو لوگ ان پر طعن کرتے ہیں قیامت میں اسکا بذله پائیں۔ علم ابو حینفہ کا جلیس یا رہے بلخیر الحدیث) شیخ عبد الغنی بن روا و (ترمذی ابو داؤد نسائی کے راوی ہیں صحیح بخاری میں بھی تعلیقاً روایت ہے، فرماتے ہیں جو لوگ ابو حینفہ سے محبت کرتے ہیں اہل سنت ہیں اور جوان سے عداوت رکھتے ہیں بعدی ہیں (مناقب موفق) امام ابو حینفہ کے متعلق کسی نے المالک سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا (سبحان اللہ لم ارشله، خیرتہ راحسان) امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ ابن بیمار کا قول ہے کہ آثار و حدیث کے سمجھنے کے لئے ابو حینفہ کی ضرورت ہے، علماء تفسیر حدیث میں حنفیہ کے محتاج ہیں۔ (مناقب امام کروی و مناقب امام موفق و کلانصار) انہی کا دوسرا قول ہے کہ ابو حینفہ کی ائمۃ کہو تو فیہ حدیث کہو (تحقیق الفقہ) خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے، کہ میں نے شدزاد بن حکیم سے ممتاز ہو کر میں نے ابو حینفہ سے زیادہ کوئی عالم نہیں دیکھا۔ مکی بن ابراہیم کا قول ہے۔ کہ ابو حینفہ ربکے زیان عالم تھے (خطبادی) امام شعرانی مالکی نے لکھا ہے کہ ابو جعفر شیری اماری ذشقیق میں کے

روایت کی ہے کہ امام ابوحنیفہ اعلم الناس، "اولئے الناس" اور دین میں بڑی احتیاط کرنے کے لئے (میزان الکبری)، امام ابوحنیفہ کے متعلق امام شعرا نے لکھا ہے۔ پہلی فصل امام کے کثرت علم بر اماموں کی گواہی دینے میں اور انسخہ قام اقوال و افعال و عقائد کے بیان میں جو قرآنی حدیث کے ساتھ مفہوم کئے جوئے ہیں (میزان کبری)

### امام ابوحنیفہ کے متعلق صحیحین غیر کی رائیں

ڈاکٹر چارلس بلن لکھتے ہیں وہ پہلا شخص یہی ہے جسے مدلل طریق سے قانون کے پاؤں پر بجٹ کی ہے اور تمام دنیوی معاملات کو اس حقیقت و خص سے قانونی رسی میں جگڑ دیا ہے، کہ ایک تعجب علوم ہوتا ہے (ہذا مطبوعہ لندن نشانہ ڈاکٹر ڈیوری آسپرن نے لکھا ہے آپ نے (امام ابوحنیفہ نے) اپنے علم و قانون کی وجہ سے ایک بہت بڑی شہرت حاصل کر لی اور نہایت زیر کی اور تیز فہمی سے اپنے قانون فقة اور شریعت میں مطابقت کرنے کی کوشش کی (بیاگر نیفل ڈاکٹر نیفل جسکد)

محمد بن اسحاق بن یسار، "انہوں نے حضرت عیناً کو دیکھا تھا اپنے باپ اور اپنے چاہو موسیٰ سے روایت کرتے تھے۔ ان سے جریر بن حازم و ابراہیم بن سعد نے روایت کی ہے انہوں نے معاذی پر کتاب لکھی تھی ۱۵۰ھ میں وفات پائی، امام بخاری نے جز القراءہ میں ان سے روایت لی ہے، ان کی کتاب کا ترجمہ فارسی میں شیخ سعدی نے ابو بکر سعد زنگی بادشاہ کے حکم سے کیا یہ ترجمہ کتب فانه الآباء میں موجود ہے۔ زہری و قتادہ کے شاگرد ہیں صاحبِ تصنیف ہیں ان کی کتاب میں دس ہزار حدیثیں تھیں ابن مبارک ان کے شاگرد ہیں ۲۵۰ھ میں وفات پائی۔

سعد بن ابی عربہ، امام ابن سیرین و قمان کے شاگرد ہیں صاحبِ تصنیف ہیں بحی بن سید ان کے شاگرد ہیں ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔

امام اوزاعی، ابو عمر عبد الرحمن بن عمر و بن محمد الدش Qi نام شیخ الاسلام لقب شیخہ میں پیدا ہوئے عطا بن رباح کے شاگرد تھے شعبہ اور ابن مبارک انسخہ شاگرد تھے لشکر یہ دونوں شاگردوں امیر المؤمنین فی الحدیث شہور ہوئے، امام اوزاعی کے متعلق تذكرة المحتاط میں لکھا ہے (واصد من بن ہنہیہ

ان کی اصل سلسلہ کے قیدیوں میں سے بھی، آخر عمر میں بیردت میں قیامِ نہادِ حرمہ میں وفات پائی۔“

صاحبِ مدرب سعید بن شحناز اکافر نہادِ شام و اندر میں نہادِ تک رائج ہو کر بعدِ وہم ہو گیا۔“

زفر، زفر بن بدیل نام نہاد میں پیدا ہوئے تبع تابعین میں سچتے صاحبِ الحدیث لقب تھا امام البخنیفہ کے شاگرد تھے (تہذیب اللغات) امام ابوحنیفہ اور شیخ کریم نے انہی تعریف کی ہو امام احمد انس شاگرد تھے اور اس پیغمبر کیا کرتے تھے جب کوئی حدیث ان سے روایت کرتے تو پہلے کہتے کہ یحییٰ بن محبہ اس شخص نے روایت کی ہو کہ تیری آنکھوں نے اسکی مثل نہ بیکھا ہو گا۔ (تہذیب الاسلام و اللغات) صاحبِ تصنیف تھے (ب) مسائل میں امام ابوحنیفہ نے ان کی رائے قبول کی (در المختار) امام ابوحنیفہ نے انکے نکاح کا خطبہ پڑھا تو اس میں فرمایا (ہذا زفر امام من ائمۃ الصلیمین و علم من اعلامہم فی شرفہ و حسینیہ) خواجہ داؤد طالبی محدث کا قول ہے کہ امام زفر جب امام ابو یوسف سے مناظرہ کرتے تو امام ابو یوسف محضور ہو جاتے کیونکہ زفر جبید اللسان تھے ان سے عہدِ قضاقویں کرنے کے لئے کہا گیا انھوں نے انکار کیا۔ اس پر ان کا مکان منہدم کر دیا گیا۔ انہوں نے پھر تعمیر کرایا پھر عہدِ قضاقویں کرنے کی فرماںش ہوئی انہوں نے پھر انکار کر دیا مکان پھر منہدم کر دیا گیا غرضِ کسی طرح حمدہ قبل ذکیا نہاد میں وفات پائی۔

ابن ابی ذئب، محمد بن عبد الرحمن نام زہری و شعبہ کے شاگرد تھے نہاد میں پیدا ہوئے ابن مبارک و میکی قطان ان کے شاگرد ہیں صاحبِ تصنیف تھے ان کی کتاب کا نام مولانا تھا ۱۹۵۴ء میں وفات پائی شعبہ بن ابی حجاج، آنکھوں نے حضرت النبی ﷺ کو دیکھا تھا سلمہ بن کہیل و انس بن سیرن کے شاگرد تھے پارسوتاً تابعین سے روایت کرتے تھے دس ہزار حدیثیں روایت کی ہیں امام ابوحنیفہ سفیان ثوریٰ ابن مبارک ان کے شاگرد تھے انھوں نے اصول روایت و درایت کو وسیع کیا تلقیدِ رجال کیلئے سخت شرائط قائم کیں اس سختی کی وجہ سے اکثر لوگ انکے مخالف ہو گئے امام ابوحنیفہ کو بھی تلقیدِ رجال کے معاملہ میں ان سے کیقید، اختلافِ تھاد میں وفات پائی انھوں نے تغیریں لکھی تھی۔

امام سفیان ثوریٰ، سفیان بن سعید نام سید الغاظ و امیر المؤمنین فی الحدیث لقب تبع تابعین میں سے تھے امام مالک امام اعظم کے مہصر تھے ۶۷۹ء میں پیدا ہوئے اسود بن قیس وغیرہ کے شاگرد تھے، ابن مبارک

یحیی افغان فیکع ان کے شاگرد تھے مجتہد صاحب بن ہریتھے ان کے ذمہ بیٹے زیادہ روان نہیں پایا معدوم ہو گیا سبب ۱۹۷۴ء میں بصرہ میں وفات پائی۔ فرمایا گئے تھے کہ مجھے اتنے اعمال میں روایت حدیث سے زیان کسی علّ کے موافقہ کا اندیشہ نہیں (تدکرہ ذہبی) سے کہ کثری ہی نہ کئے اور پیشہ مان رہا ہے۔  
امام سیفیان ثوری کی تصانیف میں ان کی کتاب الجامع الکبیر فی الفقہ والاحلال کا تیرمذہ  
صدی ہجری تک موجود نا ثابت ہے (حضرالثارہ) ایک جامع صغير ایک کتاب الفرعون یہ بھی تیرمذہ میں  
ہجری تک موجود تھی شیخ محمد عابد سندھی نے اسکو پڑھا (حضرالثارہ) کتاب التفسیر سکا ذکر کر صاف  
الظنون نہ بھی کیا ہے یہ بھی شیخ محمد عابد نے پڑھی تھی (حضرالثارہ) تفسیر کتب خانہ رام پور میں موجود ہے دوسری  
ان ایک لوپیدا یا ان اسلام میں انکھ نام دفعہ ہیں انکی تصانیف کا ذکرہ رسالہ معارف اعظم گذہ تہبیہ ۱۹۳۵ء  
میں مفصل ہے:

ابو ذر عم، ابن ابی شیبہ سے المخوب نے ایک لاکھ حدیث لکھیں اور اسی قدرا بر امام بن حنفی رازی کے  
لاکھ انکو اور یاد میں ان سے ترمذی ونسائی نے روایت کی ہے ۱۹۷۴ء میں وفات پائی امام احمد بن فرمایا کرتے  
تھے کہ حدیث کے حافظ چار ہیں "خَسَّانٌ مِّنْ أَبْوَادِ زَعْدٍ رَّازِيٌّ مُحَمَّدٌ بْنُ سَعْدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ دَارِيٌّ  
صَنْبَرٌ" ۱۹۷۴ء

حمد بن سلمہ حمید الطویل و ابن طیکہ سے روایت کرتے تھے ان سے ابن سبار کرنے روایت کی صحت  
تصنیف تھے دس ہزار حدیث روایت کی ہیں ۱۹۷۴ء میں وفات پائی۔

ابومعاشر، نجیح بن عبد الرحمن نام حضرت اسامہ بن سہل صحابی کو دیکھا تھا، نافع و ابن منکدر کے شاگرد  
ہیں؛ محمد بن بکار ان کے شاگرد ہیں؛ ابو معشر نے مجازی پر تصنیف کی نشانہ میں وفات پائی یہ سندہ کے بہنے  
والے تھے خلیفہ اردون رشید نے انکے جنازہ کی منازل پڑھائی۔

### محمد بن موصیفین قرن شانی

لیث بن سعد مصری، عطا، و نافع امام ابو حینفہ کے شاگرد تھے امام بخاری کے شیخ انتیوخ  
ویسیخ انکھ شاگرد تھے رصر کے امام تھے صاحب تصنیف تھے، اسی برس کی عمر میں ۱۹۷۴ء میں وفات پائے

## امام مالک

مالک بن اس مالک بن عاصم اصحابی نام ابو عبد اللہ کنیت امام دارالاہجۃ و ایمروالمنین فی الحیث لقب "نفع مُبدع عالم اصحابی میں بدر کے سوا تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ امام صاحب تھے میں پیدا ہوئے تبع تابعین میں سے ہیں اگرچہ مدینہ مولود کن تھا مگر کسی صحابی کے دیدار سے مشرف نہیں ہوئے پرشوف لیا کہ امام دارالاہجۃ تھے حرم محترم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدرس وفتی نے (بلیں میں کفایہ گل شروع میں است) نافع رسمیعہ رائی "امام حبیر صادق" ابوجازم وغیرہ بہت شیوخ سے علم حاصل کیا جنکی تعداد نو سو بیان کی تھی ہے، نافع نے دفات پائی امام جما انسکے جانشین ہوئے اس وقت سترہ سال کی عمر تھی امام جما کی جائے سکونت حضرت عبداللہ بن مسعود کا مکان اور نشست گاہ حضرت عمر کا مکان تھا امام جما کی مجلس درس نہایت اراسۃ و پیراستہ ہوتی تھی سب لوگ مودب میٹھے تھے امام صاحبِ عسل کے خوبصورگا کر عمدہ لباس پہنکر نہایت وقار و ممتازت سے بیٹھتے تھے نلیفہ ماروانیہ خود حاضر دریافت تھا۔ عالم اسلام شرق سے غرب تک امام صاحب کے آوازہ شهرت سے گونج اٹھا تھا۔ شیخ عبدالرحمٰن بن مہدی کا قول ہے کہ رُفیع زمین پر مالک سے بڑھ کر کوئی حدیث نبوی کا امانت دار نہیں امام صاحب نے ایک لاکھ حدیث لکھی تھیں ان کا انتخاب مو طا ہے (مقدمہ شرح مو طا) امام صاحب سخنی و عاقبتہ تھے اہل علم کی بہت مدد کرتے تھے۔ امام شافعی کو گیارہ ہزار دینار دیتے تھے امام جما کے صبل میں بہت لگھوڑے تھے مگر کبھی لگھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ میں نہ نکلتے تھے فرمایا کرتے تھے مجھے شرم آتی ہے کہ جو زین عکم کے قدم ببارک سے مشرف ہوئی ہاں کوئی جانور دیں کے سموں سے رذد دوں امام صاحب کے تلامذہ کی تعداد اور تیرہ ہوئے اُن میں بڑے ائمہ اور محدثین اور امرا شامل ہیں مالکی مذہب کی پیری کرنے والے عرب اور شمالی افریقیہ میں ہیں امام کی بہت سی تصانیف ہیں۔ زیادہ مشہور موطا رسالہ مالک الی رشید احکام القرآن رسالہ مالک الی ابن مطر کتاب الاباقیہ کتاب المناک تفسیر غرایب القرآن تفسیر القرآن، کتاب السائل ہیں خلیفہ ابوالعباس سفراع کے سامنے بہت سے منتشر اور اراق پڑے تھے جن کے تعلق خلیفہ نے کہا کہ یا امام مالک کے سترہ زیارات رسائل کا مجموعہ ہے (تزمین الممالک) جس صیغت کا مسلمانہ روایت مالک عن نافع عن ابن عمر

عمر بیوگا اوسکو سائلہ الذہب کہتے ہیں جعفر گورنر مدینہ نے امام صاحب کو حکم دیا کہ آئندہ طلاق (جبری) کا فتویٰ نہ دیا کریں امام صاحب کو کمان حنفیہ کو رانہو تعمیل حکم نہ کی جعفر نے غضب نال کہہ شتر کوڑے لگوئے نام پیچھے خون آلو دھوگئی دونوں ہاتھ مونڈھوں سے اتر گئے خلیفہ منصوب جب مذہب نے ایسا تو امام صبا سے عذر کیا اور کہا مجکو آپ کی تغیری کا علم نہیں میں جعفر کو سزا د ذکرا امام صاحب نے فرمایا میں نے معاف کیا۔ مذہب میں وفات پائی ابن مبارک دیکھی قطان انکے شاگرد تھے امام صاحب اپنے اس شعر کو اکثر پڑھا کر تھے جبیں انہوں نے ایک حدیث کے مضمون کو لیا ہے:-

### وَخِيرُ امورِ الدّينِ ما كَانَ شَفَةً وَشَرًا لِأمورِ الْحَدِيثَاتِ الْبَدَايَعِ

محمد مہبی عرف نفس کیہ بن عبد اللہ بن امام حسن بن شفیٰ نے مدینہ میں خلیفہ کے خلاف خروج کیا تو امام بالکن فتویٰ دیا کہ خلافت نفس کیہ کا حق ہر نفس کیہ شہیید ہو گئے تو انکے بھائی ابراہیم نے علم خلافت بلند کیا۔ امام ابوحنیفہ نے اُن کی تائید کی اور مدد کی۔

ابن أبي الدنيا۔ ابو بکر محمد بن عبد اللہ نام شفیٰ میں پیدا ہوئے۔ یعبد بن سليمان اور علی بن الجعد کے شاگرد تھے۔ خلیفہ معتضد بالله کا امیق تھے حدیث میں صاحب تصنیف تھے ان کی ایک کتاب فی ملایہ بیہقیٰ جو ساز و سردو کے عدم جواز کے متعلق ہے۔ حارث بن اسامہ ان کے شاگرد تھے۔ مذہب میں وفات پائی۔ عبید اللہ بن مبارک۔ مذہب میں پیدا ہوئے۔ هشام بن عروہ و امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔ حدیث میں صاحب تصنیف تھے۔ شیخ یحییٰ بن معین امام بخاری و امام ترمذی انکے شاگرد ہیں۔ ابن مبارک نے اُسی ہزار و ستم تھیسیل علم حدیث پر صرف کئے۔ مذہب میں وفات پائی۔ ابن مہدی کا قول ہو کہ امام چاہرہ مالک، "لوری، "حما، "ابن مبارک" کتاب الزہد والرقان انکی تصنیف ہے۔ حافظ نور الدین "ابوعبدہ" بن محمد رازی نے اس کا اتحاہ کیا۔ اور سین بن فروری اور اسکے شاگرد ابن صاعد نے رائے کیا۔ این مذہب نے اس میں اضافہ بھی کیا ہے۔ کتاب کتب فانہ جامع قدیم میں موجود ہے۔

## امام ابو یوسف

یقوق بن براہم بن جبیب بن سعد بن عتبہ الصاری نام (سعد بن عتبہ الصلائی صحابی تھے خدا نے دعا فرمائی تھی) تھے تدین میں سے ہیں انکے والد نہایت غریب تھے وہ چاہتے تھے کہ یہ کچھ کھانے کہانے کی فکر کریں انکو شوق تحصیل علم دانگیر تھا امام ابو حنیفہ کو جب انکی تکالیف کی تھیں حال علم ہوا تو وہ اسکے لئے کافی نہیں تھے امام ابو یوسف نے تمام مشہور ائمہ حدیث مثل سلیمان شیعی ابو حاتم شیبانی عیٰ بن سید الانصاری ہشام بن عردو سے علم حدیث حاصل کیا ہم بن اسحاق سے فن مغاری اور محمد بن ابی عیلی سے فن ماءل کیا آخر میں امام ابو حنیفہ کی خدمت میں آئے (۲۹) سال ہے ہمیں صاحب کمال بنے۔ امام ابو یوسف ہے شخص ہیں جنہوں نے فقہ خلق کے متعلق کتابیں تصنیف کیں اور مختلف علوم و فنون پر انکی بہت سی کتابیں ہیں جنکی فہرست ابن النہیم کتاب الفہرست میں ہے ظلیفہ مہدی عباسی نے ان کو قاضی بنا یا ظلیفہ طریقہ نے قاضی القضاۃ بنایا۔ ان کے استاد اعمش بھی ان سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے (ابن خلکان) شیخ ہمال ہن یعنی کا قول ہے ابو یوسف تفسیر مغازی ایام العرب کے حافظ تھے (ابن خلکان) علامہ ذہبی نے ان کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے اور انکا ترجمہ لکھا ہے شیخ یحییٰ بن معین محدث نے انکو کثری حدیث کہا ہے امام ابو یوسف کو بیس ہزار حدیثیں نسخہ یاد بھیں۔ (اصول فقہ اسلام) اور چالیس ہزار موضع حدیثیں بھی تھیں (تاریخ الفقہ) اب مذرازہ کر دیا جائے کہ ناسخ اور صحیح کس قدر ریاد ہو گئی امام غزالی کا قول ہے۔ حدیثیں ایسا ہے کہ ایسا کو سب سے پہلے امام ابو حیفہ سے لکھا۔ شیخ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ میں نہ اہل الرائے میں کسی کو حدیث میں اثبات اختیاڑا، اصح ابو یوسف سے زیادہ نہیں نیکھا۔

شیخ علی بن صالح محدث امام ابو یوسف سے حدیث روایت کرتے تو کہتے افقة لفہا سید العلار قلنی القضاۃ ابو یوسف نے یہ روایت کی ہے۔ انکی بہت سی تصنیفیں ہیں زیادہ مشہور کتاب الزوادر کتاب الالہ مالی کتاب الخراج ہیں کسی فاسد عزان کے متعلق جبقداً احادیث ہوں انکو ایک جگہ جمع کرنا یہ مفید ہے

فن حديث میں امام ابو یوسف کی ہے کتاب الحزانج۔ اس ہی طرز کی کتاب ہے ان طرز کے دوسرے مصنفوں امام محمد ہیں نکے بعد امام بخاری نے کتاب القراءۃ تصنیف کی پھر امام سنانی نے فضائل ہلی تصنیف کی امام ابو یوسف نے ۶۷۸ھ میں وفات پائی۔

امام موسیٰ کاظمؑ موسیٰ نام ابو ابراہیم کنیت کاظم لقب امام عصر صادق کے صاحبزادہ تھے ۶۷۸ھ میں پیدا ہوئے تبع تابعین میں سے ہیں ان کے فتاویٰ مصنفوں ابن ابی شیبہ وغیرہ میں ہیں انکی مسند بھی تھی خلیفہ ہارون رشید کو ان سے بحید محبت تھی درباری حاسوس تھے ۶۷۸ھ میں زہرہ بیگم شہیدہ ابو اسحاق فرازیؑ، ابراہیم بن محمد بن حارث کے شاگرد ہیں ان سے حمید الطولیؑ اور سیفیہ انہی نے روایت کی ہے ۶۷۸ھ میں وفات پائی۔

جریہ "جریہ بن عبد الحمید نام ملک سے کے محدث تھے حسین بن عبد الرحمن کے شاگرد تھے جبما تصنیف تھے علی بن مدنی انکے شاگرد تھے ۶۷۸ھ میں وفات پائی

### امام محمد

محمد بن حسن نام اصل خاندان انگاوشی میں تھا ان کے والد عراق میں آئے ۶۷۸ھ میں واسطہ میں امام محمد پیدا ہوئے۔ تبع تابعین میں سے ہیں کوفہ میں تعلیم کے لئے آئے امام سفیان ثوری امام اوزاعی وغیرہ سے علم حاصل کیا آخراً امام ابو حیفہ کی خدمت میں ہے امام صبا کے بعد امام ابو یوسف سے بھی استفان کیا خلیفہ ہارون رشید نے آنکھ قاعی مقرر کیا ۶۸۹ھ میں سے میں وفات پائی امام شافعی انکے شاگرد ہیں تصنیف کی تعداد (۹۹۹) ہے زیادہ مشہور موطسط جامع بہرہ سیر کہ معتبر تھے کہ بدیج وغیرہ میں نیز بر وصیغہ کی تعریف امام اوزاعی نے بھی کی ہے۔ امام محمد نے دس لاکھ مشتری ہزار مسلمان کے نکارے انکے حلقوہ درس میں بٹے بٹے ائمہ و فقہاء مشتمل کیے تھے امام شافعی کا قول ہے کہ امام محمد کو نی مسئلہ بیان کرتے تھے تو یہ علوم ہوتا تھا کوئی اتر بھی ہو اور فرمایا کہ میں لے امام محمد سے ایک بار مشتری علم حاصل کیا ہو اور فرمایا ہو کہ قرآن مجید کا عالم میں نے امام محمد سے بڑھ کر نہیں دیکھا (جو اپر الفتنی) امام احمد بن میبل سے کسی نے دریافت کیا کہ یہ بار کیک مسائل کیا ہوئے حاصل کئے۔ کہا امام محمد کی تصنیف سے (تہذیب الامصار واللغات) علم الخلاف یعنی ابواب فقہہ کے متعلق بحث

مخالف احادیث کو جمع کر کے محاکمہ کرنا یہ ان کی ایجاد ہے۔ انکی کتاب الحجج اس طرز کی پہلی کتاب ہے.....  
**ولید بن سلم مشقی**، ۱۹۰ھ میں پیدا ہوئے امام اوزاعی اور ابن حیجع کے شاگرد تھے انکی تلقی  
 کی تعداد (۷۰) ہے ان میں ایک نایخ بھی ہوا امام احمد حنبل انکے شاگرد ہیں ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔  
**محمد بن فضیل بن غزوان**، ابو عبد الرحمن کنیت اپنے باپ اور بیان بن بشیر کے شاگرد ہیں کتاب الرذہ  
 کتاب الدعا، در حنفی کتابوں کے صصنف ہیں امام احمد کے شاگرد ہیں ۲۶۵ھ میں وفات پائی۔

**ابو عبید الرحمن بن عین**، امام مالک کے شاگرد تھے کثیر التصانیف ہیں، "مولانا بکیر، مولانا عصیر، جامع کبیر کتاب المغازی غیرہ  
 انکی زیاد مسیحی مصنفوں میں وفات پائی۔

**وکیع بن الجراح**، ۱۴۹ھ میں پیدا ہوئے امام ابوحنیفہ وہشام بن عروہ کے شاگرد ہیں۔ ابن مبارک، ابن  
 مدینی، بھی بن عین انکے شاگرد ہیں ۲۶۰ھ میں وفات پائی صاحب تصنیف ہیں فوج کا قول ہے کہ میں نے ثوری  
 دعمرہ مالک کو بھی حدیث میں کیع کی برابر نہیں پایا۔ تمام ائمہ صدیع ستہ نے ان سے روایت کی ہے۔

**بھی بن سعید قطان**، ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے ہشام بن عروہ و عطاء بن السائب سے روایت کرتے تھے  
 آئے ابن مہدی و عفان نے روایت کی ہے امام بخاری بھی انکے شاگرد ہیں ۲۶۰ھ میں وفات پائی تیرنخ الراج  
 پرسبے پہلے انہوں نے تصنیف کی (میزان الاعتدال) تمام ائمہ حدیث نے ان روایت لی ہے۔

**سفیان بن عیینہ**، ۱۴۰ھ میں پیدا ہوئے تبع تابعین میں سے ہیں عمر بن دینار اور امام زہری کے  
 شاگرد ہیں امام شافعی امام حنبل بھی بن عین میں سے ہیں امام شافعی کا قول ہے سفیان نہوتے تو حجاز  
 علم اٹھ جاتا ہے ۱۹۵ھ میں وفات پائی انہوں نے اسی فخر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے مکمل محدث کہا امام مبارک  
 کوفی مسجد میں انکو مدرس تقرر کیا تھا۔

**عاشقیم**، شہیم بن شبیر نام واسطہ کے رہنے والے تبع ستہ میں پیدا ہوئے امام زہری کے شاگرد تھے  
 ان سے سفیان نے روایت کی ہے صاحب تصنیف تھے ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔

**یوسف بن بھیر**، ہشام بن عروہ کے شاگرد ہیں ان سے ابن عین نے روایت کی ہے انہوں نے  
 مغازی ابن اسحاق کا ذیل لکھا ہے (زمر قانی دمواہب)، ۲۶۹ھ میں وفات پائی۔

## امام شافعی

ابو عبد اللہ محمد بن ادريس بن عثمان بن شافع (شافع نے اپنے عبد جوانی میں رسول کریم کو دیکھا تھا شافع  
والدہ خلده نبنت اس حضرت علی کی خالہ قصیٰ) بن سائب (سائب جنگ بدر میں کفار میکے علیہ دار تھے  
یہ گرفتار ہو گرتے فدیہ ادا کر کے رہائی پائی پھر سلامان ہو گئے۔ سائب کا نسب عبد مناف میں رسول کریم کو  
نسبے لیا تا ہو (امام شافعی کی والدہ ام حسن نبنت حمزہ بن القاسم بن یزید بن امام حسن قصیٰ۔ امام  
صحابہ کے والد موضع تیار (چجاز کا علاقہ) میں رہتے تھے چھر مدینہ میں اُکر بے پھر شام کی اور عمقلان سکونت  
اختیار کی وہیں وفات پائی امام حسین اخرازہ کے صوبہ عمقلان میں امام ابوحنین کی وفات کے دن نے ۱۵  
میں پیدا ہوئے دو برس کے تھے کہ باب کا سایہ سر سے اٹھ گیا بیوہ ماں انحو لیکر مدینہ آگئیں یہیں پر وش  
پائی وہیں کی عمر میں قرآن مجید اور موطا امام مالک حفظ یاد کر لی (توالی التاسیس) بادیہ میں نبڑیں سے، جو  
افضح العرب تھے علم ادب حاصل کیا پھر کوچلے گئے فقیہ الحرم سلم بن خالد الرحمن سے فقه حاصل کیا شیخ موصوف نے  
بعد میں انکو مجاز فتویٰ کر دیا (قولی التاسیس) اس وقت امام جما کی عمر پندرہ سال تھی شیخ الحرم سے  
سفارشی خط امام مالک کے نام لیکر مدینہ آئے اور انکے درس میں شرکیہ ہے اکیا اسی شیوخ سے علم حاصل  
کیا (تاریخ الخلفاء) سید نفیز رحمۃ الرحمۃ اسحاق بن امام عفی صادق بنت حسن بن یزید بن امام حسن سے بھی حصہ  
حاصل کی امام مالک سفیان بن عینہ وغیرہ سے روایت کرتے تھے ان سے امام احمد حنبل و ابو ثور و امام فرنی نے  
روایت کی ہے۔ امام جما کی تصنیف اصول میں چوڑی اور فروع میں تسویے زیادہ ہیں گلاب الامم "زیاد  
مشہور ہے خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں بخاری کے والی بنائے گئے یہاں لوگوں سے موافق نہ ہوئی سادات  
سے سازش کرنے کا الزام لگایا گیا گرفتار کر کے رقدانے لگے خلیفہ کے سامنے پیش ہوئے فضل بن بیجع ماجب کی  
سمی سے خلیفہ نے رہا کیا اور انعام دیا اس کے بعد امام محمد کے پاس آئے اور فہمی حاصل کیا امام ابوحنین کی کتاب  
او سلط امام محمد سے لیکر ایک ات دن میں خط کر لی وہاں سے کہ آئے ۱۹۵ تک یہاں افادہ و استفادہ کرتے  
رہے اسی سال خلیفہ ہارون رشید کا انتقال ہوا اور امین خلیفہ ہوا اس زمانہ میں یہ دوبارہ عراق پہنچئے  
یہاں بہت سے علماء ان کے مقلد ہو گئے یہاں کئی کتابیں ادا کرائیں دوسراں قیام کر کے پھر خجاز آگئے ۱۹۶

میں تیسرا بار عزم اپنے پھر پختے اور جنت دہینے قیام کر کے قطاطا چلے گئے۔ یہاں کوئی کتاب میں املاک رائیں نہ ہیں۔ میں وفات پانی بمقام قرافة صیفیہ (مصر) مدفن ہے اہل مصر انکو ناصرالسنّت کہا کرتے تھے فیصلہ مول فقہ کو ایجاد تو امام ابوحنیفہ نے کیا لیکن اسکو دست اور فن کی صورت امام شافعی سے حاصل ہی۔ امام شافعی کے مقلد مصر و شمالی افریقہ و ملایا میں ہیں عرب و هند میں بھی ہیں بھی کی ایک جماعت بو اہیر شافعی ہے امام شافعی کا قیام آخر میں چونکہ مصر میں رہا اس لئے ان کا ذہب مصر میں زیادہ تھا ہوا اشہب بن القاسم و ابن الموارث نے امام صاحب سے فقہ سیکھا پھر حرث بن سکینا نے فقہ شافعی کی خدمت کی کچھ عرصہ کے بعد مصر میں شیعہ حکومت قائم ہو گئی اور فقہ شیعی رائج ہو گیا۔ فقہ شافعی معدوم ہو گیا سلطان صالح الدین ابوی نے جب حصہ عبیدیوں کی سلطنت کو بر باد کر کے اپنی سلطنت قائم کی تو پھر فقہ شافعی کو روایج دیا۔

شام میں شیخ محی الدین نو دی شیخ عز الدین بن عبد السلام نے اس مذہب کی خدمت کی سلاطین ایوبیہ لشکر ناصر ہے۔ مصر میں شیخ ابن الرافع اور انجحہ بعد شیخ نقی الدین و قیق و شیخ نقی الدین سکی نے اس مذہب کو خوب فوج دیا۔ احمدی مشہور فصح و طبع امام جبایہ کا شاگرد تھا اور انہی شاگرد فی پر فخر کیا کرتا تھا۔

رویٰ (التاسیس) لیکن یعنی لوگوں نے امام جبایہ کی لغت و افہم پر اعتراضات کئے ہیں جیسے مذہب نافع یعنی بن عمر بن عثمان امام جبایہ کی زوجت ہیں اور ولاد کیاں ہوئیں بڑا لڑکا ابو عثمان محمد علکے قاضی ہوا چھوٹا لڑکا ابو حسن محمد غیر سنی میں فوت ہو گیا۔ لڑکوں کے نام فاطمہ، وزینب، زینب، امام صاحب کے شاگردوں میں سے (۲۲) سے بخاری نے (۱۶) سے سلم نے (۱۹) سے ابو داؤد نے (۱۷) سے ترمذی نے (۹) سے رسانی نے (۲۲) سے ابن ماجہ نے اور (۲۸۳) سے دیگر انہی حدیث نے روایات لی ہیں۔ مسند شافعی امام صاحب کے شاگرد دیبع بن سلمان اور ابو جعفر محمد بن مطر نے جمع کر کے رائج کیا۔

ابوداؤد طیالسی، "تابع تابعین میں سے ہیں ایک ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا۔ شعبہ سے روایت کئے تھے ان سے امام ضبل نے روایت کی ہو انہی مسند میں چالیس ہزار حدیث ہیں۔ اسی بس کی عمر ۷۰ سال تھی میں وفات پانی ہے وحی بن عثمان۔ ابن ابی عردہ سے روایت کرتے تھے ان سے پیشوں موسیٰ نے روایت کی ہر حدیث کو تصنیف کئے تھے انہوں ایک لاکھ حدیث یا دھیں دس ہزار اپنی تصنیف میں لکھیں رکھ دیے ہیں وفات پانی۔"

عبد الرزاق بن همام“ اوزاعی دا بن جمیع وثویری سے روایت کرتے تھے صاحب تھے اُنکی ثلاثیات بہت یہیں ان سے ابن سین و احمد بن حنبل نے روایت کی ہے۔ مسلمہ میں وفات پائی مصنعت عبد الرزاق کی ایک جلد مدینہ میں ہے۔

اسد بن موسیٰ“ اسد بن موسیٰ بن ابراهیم بن ولید بن عبد الملک بن مردان بن حکیم نام اسد الشستہ لقب شاہزادہ میں پیدا ہوئے۔ شعبہ دشیبان سے روایت کرنے تھے اُن سے احمد بن حنبل نے روایت کی ہے صاحب تصنیف تھے شاہزادہ میں وفات پائی۔

اسمعیل“ اسیمیل بن حملہ بن امام اعظم نام اپنے باپ اور امام قاسم سے علم حاصل کیا ہے زادہ فیقہہ تھے۔ بغداد و بصرہ، در قریہ قاضی رہے۔ شیخ محمد بن عبد اللہ الانصاری کا قول ہے۔ کھضرت عمرؓ کے نام سے آج تک کوئی ایسا ذی علم قاضی مقرر نہیں ہوا ان سے سہل بن عثمان عسکری و عبد المؤمن بن علی الرازی نے روایت کی ہے۔ اُن کی تصنیف سے کوئی کتاب میراث زیادہ شہور کتاب جامع فقہ میں ہے۔ ایک فرقہ قادریہ کے رد میں ہے۔ شاہزادہ میں وفات پائی۔

مکی بن ابراهیم“ امام ابو حنفیہ کے شاگرد اور امام بخاری کے استاد تھے ان سے ابن سین نے بھی روایت کی ہے۔“ سائلہ حجج کے تھے شاہزادہ میں پیدا ہوئے عوامہ میں بخی میں وفات پائی۔ سترہ تابون سے علم حاصل کیا۔

حیندی بخاری، حنفیل بن عیاض اور سیفان بن عینیہ کے شاگرد ہیں بخاری و ذہبی کے استاد ہیں مبتدا مسند میں شاہزادہ میں وفات پائی امام احمد بن حنبل کا قول ہے۔ (الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ)

**محمد بن حنفیہ**

**محمد بن حنفیہ**

المتقن“ ابو عیفر محمد بن الصیلح البزار، صاحب بن ہیں اسیمیل بن ذکریا سے روایت کرتے تھے اُن ابراہیم الجرجی نے روایت کی ہے شاہزادہ میں وفات پائی۔

امام ابوالولید ازرقی“ تاریخ کرائی کی اُن کی تصنیف ہے شاہزادہ میں وفات پائی۔ نام ابوالولید محمد بن عبد اللہ کیم مازن تھے

نفعیم“ ابو عبد اللہ نعیم بن جاد خزانی نام ابراہیم طہمان کے شاگرد تھے۔ صاحب تصنیف تھے ہے میں فاصلہ

سدر بن سرہ بصری، صاحب تصنیف تھے زید بن حاد کے شاگرد تھے ابو رعد الحنخ شاگرد تھے  
میں وفات پائی۔“

ابن سعید "محمد بن سعد نام" واقدی کے کاتب تھے سفیان بن عینیا در ولید بن اسلم سے روایت کرتے  
تھے ان سے ابن ابی الدنیا و احمد بن حییٰ بلاذری نے روایت کی ہے طبقات کبیر طبقات صنیفان کی تضییف ہے ۱۷۴ میں فاطمی  
یحییٰ بن عینیٰ "امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں امام بخاری کے استاد ہیں" ۱۷۵ میں وفات پائی امام بخاری تھے  
صحیح بخاری بغرض استصواب انجام سانے پیش کی تھی ابن عقبہ کا قول ہے کہ محدث نے بارہ لاکھ حدیثیں یحییٰ بن عینی  
سے لکھیں علی بن عینیٰ نے کہا ہو، مجھے معلوم نہیں کہ محدثین میں سے کسی نے یحییٰ بن عینی کی برابر حدیثیں لکھی ہوں (انہیں  
الاسمار واللغات) اُن کی ایک تاریخ بھی ہے۔

علی بن مدینی "شیخ دکیع کے شاگرد ہیں ہشیم بن عتبہ وغیرہ سے بھی روایت کرتے تھے ان سے امام ہلی  
نے روایت کی ہے امام بخاری کے استاد ہیں امام بخاری بغرض استصواب انجام سانے پیش کی تھی ۱۷۶ میں  
پیدا ہوئے ۱۷۷ میں وفات پائی امام بخاری کا قول ہے یعنی استصمررت لفیسی الاعنڈ گی میں نے  
علی مدینی کے سو اکسی کے سانے اپنے آپ کو چھوٹا نہیں پایا۔ تقریب" ۱۷۸

ابن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ نام، عبد اللہ بن مبارک سے روایت کرتے ہیں اُن سے بخاری  
مسلم نے روایت کی ہے صاحب سند ہیں ۱۷۹ میں وفات پائی۔

سعید بن منصور "امام مالک امام ریث کے شاگرد ہیں" جماسن ہیں (۱۷۰) برس کی عمر میں ۱۷۰ میں  
وفات پائی انہوں نے اپنی یاد سے دس ہزار حدیثیں لکھائیں۔

ابن راہوتیہ، اسحاق بن ابراہیم راہوتیہ نام شیخ فضیل بن عیاض و شیخ فضیل بن دکین کے شاگرد تھے  
ابن مبارک سے روایت کرتے ہیں ان سے ابن عینی نے روایت کی ہے صاحب تصنیف ہیں۔ (۱۷۱) سال کی  
عمر میں ۱۷۱ میں وفات پائی۔ امام احمد بن حنبل ر

ہنکڑہ میں بغداد میں پیدا ہوئے بھپن ہی میں شیم ہو گئے تھے پندرہ برس کی عمر میں مسیح شروع کی تحریک علم کے لئے  
بھرہ شام بحران، ککہ، مدینہ، کے سفر کے امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر سے علم حاصل کیا ۱۷۲ میں امام شافعی

کے پاس پہنچے اصول فقہ اور فقہ کی تعلیم حاصل کی کیجئے دنوں کے بعد خود درس دینے لگے امام بن جاری، امام مسلم امام ابو داؤد بھی اپنے حلقة درس میں شریک تھے اپنی پندرہ نصانیف کے نام تو والد ماجد نے تاریخ الفقہ میں لکھنے ہیں زیادہ شہور سند ہو، امام شافعی فرمایا کہ تھے احمد بن حنبل سب سے زیادہ صحیح حدیث جانتے والے ہیں۔ امام شافعی مصر میں تھے کہ ان سے خواب میں رسول کریم نے فرمایا کہ احمد بن حنبل سے کہہ دو کہ خداوند کریم کو قرآن کے باہم میں آزمائیش میں دالیگا امام شافعی نے یہ خط میں لکھ کر ربیع بن یمان کی معرفت امام کو بیجدیا۔ فتنہ اعقیدہ خلق قرآن سلسلہ سے شروع ہوا خلیفہ مامون نے شیخ یحییٰ بن الکشم محدث کو عمدہ فقیہ القضاۃ سے معزول کر کے احمد بن داؤد مقتزلی کو قاضی القضاۃ بنایا اسکے مشروطے بہت علماء قیدہ قتل کے لئے گئے شاہزادہ میں خلیفہ نے صوبوں میں حکم بیجا کہ محدثین و قضاۃ سے اس مسلمہ میں جواب لیا جائے لباد میں محدثین نے اسکی مخالفت کی تو خلیفہ نے اسحاق بن ابراہیم گورنر بندگاڈ کو لکھا کہ سات محدثین کو روانہ کر دیا۔ سات محدثین آئے انہوں نے مرعوب ہو کر خلق قرآن کا اقرار کر لیا۔ الالمحمد بن حنبل نے مخالفت کی گوئزرنے انکو قید کیا پھر تھکر دیاں لگا کر خلیفہ کے حضور میں، طرطوس، روانہ کیا جب یہ روانہ کے قریب پہنچے تو خبر آئی کہ ماموں مر گیا یہ روند کے قید خانہ میں قید کردے گئے۔ معمق خلیفہ ہوا اس کے زمانہ میں امام صاحب کو قید خانہ میں سخت روانہ دی گیئیں۔ اور ایشی درسے مارے گئے آخر رہا کر دئے گئے۔ امام صاحب نے درس جاری کر دیا یہ میں معمق خلیفہ ہوا ایکسن بن علی الجود نے جو عین تھا خلیفہ سے امام صاحب کی شکایت کی لیکن ایمان معاشر نے قبل اذین کر کوئی کارروائی ہو درس بند کر دیا۔ ۱۴۳۷ء میں خلیفہ نے سُلْطَن خلق قرآن کے متعلق پھر صوبیات میں احکام فاقہ کئے امام احمد بن نصر شاگرد امام مالک و شیخ یحییٰ بن معین محدث نے انہا کیا یہ دلوں شہید کر دئے گئے ۱۴۳۷ء میں داشت مر اس نے مرنے سے قبل از عقیدہ سے توبہ کر لی تھی۔

اب متوكل خلیفہ ہوا یہ بدعت کا دشن اور دشن امامی تھا اس نے امام صاحب کی بڑی قدر و منزالت کی لبراہیم گورنر کو حکم دیا کہ امام صاحب سے معاافی چاہے۔ امام صاحب نے معااف کر دیا کیم ربیع الاول ۱۴۳۷ء کو امام صاحب علیل ہوتے۔ اور ۱۴ ربیع الاول کو بند او ب عمر (۷۷) سال وفات پائی امام صاحب سے امام اہل سنت والجماعت کے لقب سے شہور تھے جنہی مذہب کے پیر و بند و حضرموت اور مغرب کے

حاس عاص حموی میں ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں محدثین میں سب سے بڑی شان اے اور زیادہ روایت والے اور حدیث کے مراتب زیاد پہنچانے والے۔ اور معانی مخصوص خوب سمجھنے والے !! احمد بن حنبل اور راسحاق بن راہویہ ہیں۔ (صحیۃ الرسول بالغہ) امام احمد بن حنبل کی کتاب العلل و الرجال کتبہ نامہ ابا صوفیہ قسطنطینیہ میں ہے۔

**عبد بن حمید** «صاحب سند کیر و تفسیر ہیں یزید بن ہارون سے روایت کرتے تھے ان سے عمر ابن بحیر نے روایت کی ہے ۹۰۷ء میں وفات پائی۔

**عبد اللہ بن عبد الرحمن** یزید بن ہارون سے روایت کرتے تھے ان سے امام سلم نے روایت کی ہے۔ صاحب سند و تفسیر ہیں ۹۰۷ء میں وفات پائی۔

### امام نجاری

محمد نام، ابو عبد اللہ کنیت: امیر المؤمنین فی الحدیث و ناصر الاعدیث النبوی ناشر المواریث الحمد لیعقب، !!  
سلسلہ نسب ابو عبد اللہ محمد بن سعیل بن ابراهیم بن مخیرہ بن برذریہ (طبقات کبری) برذریہ فارسی الاصف  
تھا اور اپنے آبائی نسب پر تھا۔ مخیرہ یا بن عبی (جعفری یعنی کے ایک فقیہ کا نام ہے) حاکم نجاری کے ہاتھ پر مشرف  
باسلام ہے۔ امام نجاری کے والد اسے سعیل محدث تھے امام مالک کے شاگرد تھے۔ حاد بن زید اور ابو معاویہ سے  
بھی روایت کرتے تھے۔ (کتاب الثقات) شیخ ابن مبارک سے بھی استفاضہ کیا تھا نصر ابن الحسین  
شیخ سعیل کے شاگرد تھے۔ امام نجاری ۱۳ اشوال بعد ناز عبید ۹۰۷ء میں نجارا میں پیدا ہوئے۔ انہی والدہ  
بڑی عابدہ زادہ ہیں پھر ہی میں باپ کا سایہ سرسے اٹھ گیا اس برس سے کم عمر تھی۔ جو حدیثیں یاد کرنی  
شروع کر دیں (مقدمة فتح الباری) علامہ داخلی کے درس میں جایا کرتے تھے گمارہ برس کا سن تھا۔ ایک دن علاوہ  
سے سند بیان کرنے میں غلطی ہو گئی، انہوں نے توک دیا جب سند کی صحیح ہوئی۔

محمد بن سلام بیکنڈی (عبد اللہ بن مبارک) ابن عینہ کے شاگرد تھے۔ علوم دین کی تحقیقیں و اشاعت میں اٹھاڑا  
دہم صرف کے ۹۰۷ء میں وفات پائی امام احمد بن حنبل فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ابن سلام سے صرف پانچ سارے  
حدیثیں موضوع یاد کیں) و محمد بن یوسف بیکنڈی و عبد اللہ بن محمد سندی (شیخ فضل بن عیاض کے

شاجر دتھے ۱۹ میں وفات پائی) وابراہم بن الاشعت (بخارا کے رہنے والے تھے فضیل بن عیاضن کے شاجر دتھے۔ ابن حمید بجا سند بھی نجح شاجر دتھے، علی بن عباس امام بیٹ کے شاجر دیں ہیں ۲۰ میں وفات پائی)، وعبداللہ بن موسیٰ رہشام بن عرود کے شاجر دتھے ۲۱ میں وفات پائی) وعاصم بن خالدؑ (احزیر بن عثمان کے شاجر دتھے ۲۲ میں وفات پائی)، فضل بن دکین اعمش کے شاجر دتھے ۲۳ میں وفات پائی۔ وخلاد بن بھی السلی (سر کے شاجر دتھے ۲۴ میں وفات پائی) اور بہت سے شیوخ سے علم حاصل کیا۔ سو گلزاری کی عمر تک شیخ دیکھ اور شیخ ابن سبارک کی کتاب میں خط کر لیں تھیں۔

سب سے پہلے ۲۵ میں سفر کیا مکہ پہنچ ۲۶ میں مدینہ پہنچے جا زمیں چھپے برس سے پھر بصرہ، کوفہ (کوفہ میں کسی بار گئے) بنداد (آٹھ دفعہ گئے) مصر حبیرہ مروہ، رے، ہرات، نیشاپور، خراسان، ہمروند، تاشقند، خام ممالک میں جاگر علم حاصل کیا۔ امام بخاری کے تمام شیوخ کی تعداد ایک ہزار بیان کی گئی اور ہر حدیث کو مسند یاد کرتے تھے۔ (مقدمہ فتح الباری) ایک سفر میں ایک کشتی میں سوار ہوئے انکے پاس ہمیانی میں ایک ہزار اشتر فیاض تھیں ایک شخص نے دوست نکر لیا پوچھی کا حال علوم کر لیا۔ صبح اٹھ کر اس نے غل مچایا کہ میری ایک ہزار اشتر کی ہمیانی کسی چرالی امام بخاری نے یہ سنتے ہی ہمیانی دریا میں پھینک دی ملا جوں نے سبکی تلاشی میں ہمیانی برآمد نہ ہوئی اس شخص نے بھرائی سے دریافت کیا انہوں نے کہا دریا میں پھینک دی۔ اُس نے کہا کیوں تمہارے پاس نکلتی تم کہتے میری ہی انہوں نے کہا جیسا جگہ اضریز ہوتا۔ ہمیانی خواہ مجھی کو طلباتی مگر بھرپوری حدیث صحیح نہ سمجھی جاتی (الغواہ الدراری علامہ عجلونی) امام صاحب مصادرت کے ذریعے سے تخاریت کرتے تھے بخارا میں کچھ آدمی مخالف ہو گئے انہوں نے حاکم بخارا کے کان بھردئے اور اس سے کہا یہ فتویٰ دینے کی قابل نہیں انہوں نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر ایک لڑکا اھل ایک لڑکے سکری کا دو دہپیں تو رضاخت ثابت ہو جائے گی حاکم نے حکم بخاری کر دیا کہ یہ فتویٰ نہ دیا گریں۔

پھر مشہور کیا گیا کہ الفاظ قرآنی کے مغلوق ہونے کے قائل ہیں آخر حاکم نے انکو خارج البلد کر دیا بخارا نے نکلکر بیکنڈ پہنچے یہاں بھی یہی شہرت لتھی اسلئے نہ شہر سے سمرقند والوں نے درخواست کی کہ آج پہاں لگ درس قائم کریں امام صاحب روائہ ہوئے راستہ میں موضع خربتگی میں قیام کیا شب عید الغفر

یہ بعد مار عتمان شریعہ میں وفات پائی۔ ابو عاصم نے ان کو طبقات شافعیہ میں شمار کیا ہے۔ (خط مصنفہ نواب صدیق حسن خاں) علامہ ابو حسن بن العراقي نے خانابدہ میں شمار کیا ہے بعض نے نام صاحب کی صرف غلطیاں نکالی ہیں بعض نے جرح بھی کی ہے۔ امام صاحب کی کچھیں تصانیف کے نام تو میں نے ایک کتاب میں دیکھے ہیں۔ سب سے پہلی تصنیف قضا یا، مصحابۃ التابعین ہے۔ ایک تلخ کبیر (طبع نہیں ملا) اس کا ناقص نسخہ کتب خازن آصفیہ حیدر آباد میں کم سب سے زیادہ مشہور صحیح بخاری ہے جو اصحاب اللہ کتاب بعد کتاب استاذ امام بخاری کو ۵ لاکھ حدیث یاد تھیں اور جالیں ہزار غیر صحیح حدیث یاد تھیں۔ فتحہ بن سعد کا قول ہے کہ میں نے امام بخاری کا مثل نہیں دیکھا۔ (مقدمہ فتح البماری) انہی کتاب صحیح بخاری صاحب رسمت میں اول نمبر کی کتاب ہے۔ یہ انہی سترہ میں سے ہے، صحیح بخاری باعتبار طبقات کتب حدیث طبقہ اول کی کتاب ہے۔ انہی تاریخ صغیر اور کتاب الصغیر والصغیر مولانا شمس الحق عظیم آبادی کے کتب خانہ میں ہے اور تلخ کبیر کا ایک جزو کتب خانہ پرچینہ میں ہے۔

ریبع بن صلح، حمید الطولی دیزید رفاقتی وغیرہ سے روایت کرتے تھے ابن مہدی اور ابو داؤد طیاسی ان کے شاگرد ہیں۔ خلیفہ مہدی نے جونوچ ہندوستان پر فتح کیا میں بھی تھی اس شکر کے تھے یعنی ہندوستان اُئے تھے (طبقات ابن سعد و تاریخ بخاری) صاحب تصنیف تھے نہ سترہ میں وفات پائی

## محمد بن مصطفیٰ و میمن اعہت لاری ۲۴۳ھ سے ۷۱۳ھ تک

### امام مسلم

ابو حسین کنت عساکر الدین لقب "مسلم بن حجاج بن درد بن کوشاذ نامہ" سے نسب قبلی قشیری سے تھا ہو اس لئے قشیری مشہور ہیں اصل طن نیشا پوری، عراق، "حجاز"، "شام" سفر تھیں میں علم کے لئے کوئی بنا نہیں۔ بغداد کئی بار گئے بغداد میں درس بھی دیا امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن یحییٰ نیشا پوری ان کے نام ائمہ تھاں ہیں ابو حاتم رازی، امام ترمذی، ابو بحر بن فزیہ، ابو عوانہ ان کے شاگرد ہیں۔ نیشا پوری میں ہاجر ۶۴۷ھ میں وفات پائی (۵۵ھ) سال کی عمر ہوئی اُن کی کچھیں تصانیف کے نام مختلف کتب میں دیکھے گئے ہیں۔ نیادہ شہرو

صحیح مسلم ہے ان کے پاس تین لاکھ حدیث نسبی شافعی المذهب تھے اور مستدریں سے ہیں انہی کتاب پر صحیح مسلم صحاح سنت میں دوسرے نمبر کی کتاب ہے صحیح مسلم باعتبار طبقات کتب حدیث طبقہ اول کی کتابی ہے خصائص ہے، امام محمد کے شاگرد تھے کتاب الوصایا ان کی تصنیف ہے۔ سنہ ۱۴۷ میں وفات پائی۔

عمر بن شیبہؓ بھی فطمان سے روایت کرتے ہیں ابن ماجہ اور ابن حماد نے ان سے روایت کی ابن عبیدؓ ہے علم ستیر و معازی کے امام تھے تاریخ مدینہ و تاریخ بصرہ ان کی تصنیف ہے۔ سنہ ۱۵۰ میں وفات پائی۔

ابی مسلم الکشیؓ صاحب سنن ہیں ان کی ثلاشیات بہت ہیں سنہ ۱۶۰ میں وفات پائی۔

یعقوب بن شیبہ بن صلتؓ یزید بن ہارون سے روایت کرتے تھے ان سے محمد ابن احمد نے روایت کی ہے صاحب سند کیسے ہیں سنہ ۱۷۰ میں وفات پائی۔

ابن ماجہؓ ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ الفروینی سنہ ۱۷۰ میں پیدا ہوئے۔ اور مستدریں سے ہیں امام ترمذی کے شاگرد تھے انکی ثلاشیات بہت ہیں سنہ ۱۷۰ میں وفات پائی ایک تاریخ اور چند کتابیں انہی تصنیفیں میں ان کی سنن زیادہ مشہور ہیں جو صحاح سنت میں حضیطے نمبر کی اور طبقات کتب حدیث میں طبقہ سوم کی کتاب ہے۔  
المفرنیؓ ابو ابراهیم اسماعیل بن بھی شافعی میں پیدا ہوئے سنہ ۱۷۰ میں وفات پائی اکثری تصانیف تھے شافعی المذهب تھے۔

ابوداؤ و سلمان بن الاشت سجستانی سنہ ۱۷۰ میں پیدا ہوئے امام احمد بن حنبل سے علم حاصل کیا شافعی المذهب تھے بعض نے مبنی لکھا ہو راطہ اور مستدریں سے ہیں انکو پانچ لاکھ حدیث نسبی شافعی میں فنا پائی ان کی کتاب سنن ابو داؤ و صحاح سنت میں حضیطے نمبر کی اور طبقات کتب حدیث میں طبقہ دو میں کتابی ہے  
ابو حاتم رازیؓ سنہ ۱۷۰ میں پیدا ہوئے فیض جرج و تعلیل کے امام تھے تلاش حدیث میں پیدا ہو سفر کرتے تھے یورپ۔ رملہ، مصر، طوس، وغیرہ کے ایک ہزار کوس کا سفر کیا امام بخاری سے بھی استفادہ کیا سنہ ۱۷۰ میں وفات پائی انکی کتاب الجرح والتعديل، تین جلدیں کتب غاہ پسیر جمنڈا میں ہیں۔  
امام ترمذیؓ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ۔ ان کا سلسلہ انساب بنی سلیمان سے ملتا ہے جو بنی غیلان

کی ایک شانخ ہے ان کے دادا مردزی الاصل بحق کی وجہ سے موضع بورغ اترذ کے قریب چھ کوس پر ہی آباد ہو گئے تھے۔ امام ترمذی علم امام نجاری و امام مسلم سے حاصل کیا بصرہ کوفہ، دایسط، سے خراسان، "جیاز" غیرہ کے سفر تحصیل علم کر لئے کئے۔ فیروزہ میں وفات پائی کثیر انتصانیف تھے زیادہ مشہور جامع ترمذی و شماں ترمذی و کتاب العطل ہے شافعی الدین تھے اورستہ میں سے ہیں ان کی کتاب جامع ترمذی صحاح ستہ میں تیسرا نمبر کی اور طبقات کتب حدیث میں طبقہ دوم کی کتاب ہے۔

دارمی، "ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن فضل سحرقندی الدارمی" قبیلہ دارم سے تھے رشیدہ میں پیدا ہوئے امام ابن ماجہ کے شاگرد تھے ان سے امام ترمذی نے بھی روایت کی ہے۔ نشہہ میں وفات پائی صاحب سنن ہیں انہی سنن میں (۲۵۵) حدیث ہیں انہی تصنیف سے ایک کتاب الرقاۃ وہ کب الجامع ہے۔ "المقری" ابو بکر محمد بن ابراهیم بن علی نام ابو علی موصی کے شاگرد تھے۔ ابو شیخ بن جبان انہی شاگرد تھے رشہہ میں وفات پائی۔ اصفہان کے محدث تھے مجمع الکبیر اور الربع انہی تصنیف ہے۔

حارث بن اسامة، "ابو محمد حارث بن اسامة" نام اسآ انکے دادا امام محمد بن باپت نام تھا۔ دادا کہنے سے مشہور ہی ہوئے قبیلہ بنی غنم سے تھے بغداد میں رہتے تھے یزید بن مارون سے روایت کرتے تھے (۹۷) سال کی عمر میں نشہہ میں وفات پائی انہوں نے اپنا سند شیوخ پر مرتب کیا۔ اس لئے محجم کہنا چاہیے ہے مگر وہ نویسنده محمد ابن اسندی، محمد بن محمد بن رجاء بن اسندی ان کی تصنیف سے ایک صحیح ہے امام اغمیش کے شاگرد تھے ابو عامد ابن الشرفی ان کے شاگرد تھے رشہہ میں وفات پائی۔

ابن ابی عاصم، "الحافظ الکبیر لقب ظاہری المذہبی" (امام داؤد ظاہری کے مقلد ظاہری کہلاتے تھے نیزہ سعدی ہو گیا۔) اصفہان کے قاضی تھے نشہہ ہزار حدیثیں زبانی روایت کرنے تھے نشہہ میں پیدا ہوئے نشہہ میں وفات پائی۔ ابو موسیٰ درینی نے ان کی سوانح عمری لکھی ہے۔

عبد الرحمن، "عبد الرحمن بن محمد بن سلم" نام جامع اصفہان کے امام تھے۔ صاحبہند و تفسیرتے (بچھی دلزی سے روایت کرتے تھے ان سے طبرانی نے روایت کی ہے نشہہ میں وفات پائی۔

بزار، "ابو بکر احمد بن عمر بن عبد الحافظ نام" (بزار باعتبار پیشہ کہا گیا ہے پیساری کو کہتے ہیں۔)

حسن بن علی بن راشد کے شاگرد تھے ان سے ابوالشیخ طبرانی نے روایت کی ہے۔ صاحب مسند ہیں ہے۔  
مسند میں اکثر علیطیاں ہیں ۲۹۲ء میں وفات پائی۔

**عبد الرحمن**، عبد الرحمن بن محمد بن عیسیٰ نام مروکے مفتی تھے نسلہ ۲۲۸ء میں پیدا ہوئے ۳۷۹ء میں وفات  
پائی ابو محمد مرزوqi سے روایت کرتے تھے ان سے طبرانی نے روایت کی ہو۔ ان کی تصنیف کا نام موطاب ہے اور  
اور کتاب میں تھیں۔

**ابوسحاق**، ابواسحاق ابراہم ابن اسحاق نیشا پوری اسحاق بن راہویہ سے روایت کرتے تھے  
ان سے ابن الشتری نے روایت کی ہے انکی تصنیف تغیر کیا ہے ۴۶۵ء میں وفات پائی۔

**شافعی**، ابوعبد الرحمن نام موضع سناء (مقصہ خراسان) کے باشندے تھے ۵۱۸ء میں پیدا ہوئے  
ابوداؤد کے شاگرد تھے شافعی المذہبی (اطفی ذکر صحابہ تواریخ صدیق حسن خان) ائمہ رستہ میں سے  
ہیں ان کی تصنیف سن سنائی صحابہ تھے میں نہ بپانچ کے کتاب ہے، اور باعتبار طبقات کتب حدیث طبقہ دعا  
کی ۴۷۷ء میں وفات پائی ان کی ایک کتاب **الصعفاء والمتروکین**، مولانا شمس الحق عظیم را پی  
کے کتب خانہ میں ہے۔

**ابوعلی موصی**، احمد بن علی نام موصی کے باشندہ تھے یحییٰ بن معین سے روایت کرتے تھے ان سے  
حاتم ابن حبان نے روایت کی ہے صاحب مسند کیہر ۴۷۵ء میں وفات پائی۔

**ابن جریر طبیری**، ابو جعفر ابن جریر نام ۲۲۸ء میں پیدا ہوئے اسماعیل بن موسیٰ سدی سے روایت  
کرتے تھے ان سے طبرانی نے روایت کی ہو۔ مجتبہ صاحب مذہب تھے ان کا نام رب نسلہ ۴۵۰ء تک چکر معدوم گیا  
کیثر المقاویف اور مشہور مصنف ہیں صاحب تفسیر تاریخ ہیں سناء کو کوہستان شام میں ایک فرقہ جریری  
مشہور ہو وہ انکے مذہب پر ہے ایک جریر طبیری شعبی بھی گذسے ہیں ان کا اور انکا نام ولادت وفات لقب و طفیل  
سب ایک ہے۔ وہ بھی صاحب تفسیر تاریخ دغیرہ ہیں صرف نہیں ولادت وفات میں فرق ہے لبعض کہتے ہیں  
کہ وہ فرقہ انکی طرف مسوب ہے، (واللہ اعلم بالصواب) ۴۷۵ء میں وفات پائی۔

**الدولی** ابو بشیر محمد بن احمد بن شریح کے شاگرد تھے ۴۷۵ء میں وفات پائی۔

## ”محمدین و مصنفین قرون خلافت کے بعد“

ابو حفص، عکبر بن محمد بن محیر البهدانی محدث اور انہر مکہ میں پیدا ہوئے سال ۱۰۷ میں وفات پائی۔ عیسیٰ بن حادس روایت کرتے تھے ان سے محمد بن ابو بکر دیوری نے روایت کی ہے۔ صاحب تفسیر ابن حزم نیمیہ ”ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق نام“ سال ۲۷۹ میں پیدا ہوئے۔ امام بخاری کے شاگرد تھے حاکم اور دارقطنی انسکے شاگرد تھے صاحب صحیح ہیں سال ۴۵۰ میں وفات پائی اُن کی تصنیف کی تعداد ۷۰۰ کتاب ہے اور سو جزو مقدار فتاویٰ ہے۔

ابوعواتہ ”یعقوب بن اسحاق نام“ احمد ابن ازہر سے روایت کرتے تھے ان سے احمد بن علی اُنہی نے روایت کی ہے صاحب صحیح دسند ہیں سال ۱۶۷ میں وفات پائی۔

طحاوی ”ابو جعفر احمد بن محمد“ نام موضع طحا“ (قریب مصر) کے رہنے والے تھے امام مزنی کے شاگرد اور بحدب نجیح سال ۲۷۹ میں پیدا ہوئے سال ۴۰۰ میں وفات پائی ان سے طبرانی نے روایت کی ہو کر نسب خلق کے مجتہد مترتب تھے۔ کثیر التصانیف اور مشہور مصنف ہیں معانی الآثار شرح جامع کبیر شرح جامع صیف الدین غیرہ زکی تصنیف ہیں انہا ایک سالہ بیان استثنی للعروف عقیدۃ الطحاوی ہے اُس کا رد دیں ترجمہ الدماجہ نے کر کے انہیا رالغز نام رکھا ہے۔

ابوععفر ”ابو جعفر محمد بن ابی حاتم دراق نام“ امام بخاری کے شاگرد اور کاتب تھے دارقطنی اور طبرانی انسکے شاگرد تھے انسکے درس میں دس ہزار طالب علم شرکی ہوتے تھے سال ۴۰۰ میں وفات پائی۔

ابن سکن ”ابو علی سعید بن عثمان بن سعید بن سکن“ ابو القاسم لغوی کے شاگرد تھے ان سے عبد المغیث بن سعید نے روایت کی ہو صحیح منسقی ان کی تصنیف ہر سال ۴۰۰ میں وفات پائی۔

ابن حبان ”ابو حاتم محمد بن جبان نام“ ابو خلیفہ سے روایت کرتے تھے ان سے حاکم نے روایت کی ہے۔ صحیح اور تاریخ اور کتاب الصنفان ایک تصنیف ہے۔ سال ۴۰۰ میں وفات پائی ایک مصنفہ کتاب الشفقات کتب ایک صنفیہ حیدر آباد میں ہے اور انہی مصحح کا نقشہ کتب خانہ را پوریں ہے۔ اور ایک نسخہ جو من کے کتب خانہ میں ہے

کتاب الثقات کی حپڑا جلد میں کتب خانہ پیر جبنتہ اسنادہ میں ہے میں ”۔۔۔ طبرانی ” ابو القاسم سلیمان بن احمد نام ہزار شیوخ سے روایت کرتے تھے مجمع صنیع مسجدم و مجمع مکبیر دغیرہ ان کی تصانیف ہیں انہوں نے تمام طرق حدیث کو جمع کرنے کا ارائی کیا تھاموت نے پڑا نہ ہونے دیا۔ شیخ ابو عوانہ سے بھی روایت کرتے تھے نسخہ میں پیدا ہوئے نسخہ میں وفات پائی اُنھے مجمع حروف تجویزی اور شیوخ کے اعتبار سے مرتب تھے یا اس سہولت کے موجود ہیں ابو لعیم نے ان سے روایات کی ہر یہ ابن حبان کے ہی شاگرد تھے ان کے تینوں مجمع جرمن کے کتب خانہ میں ہیں । ابین مسند ۵ ” ایک ہزار سات سو شیوخ سے روایت کرتے تھے صاحب تصنیف ہیں نسخہ میں وفات پائی ۔ ان کی کتاب علی الاتفاق کتب خانہ اصفیہ حیدر آباد میں ہے ۔

حاکم ” ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم دو ہزار شیوخ سے روایت کرتے تھے ۔ داقطنی اور ہبھی نے ان سے روایت کی ہے ۔ ان کی تصانیف میں سے مسند رک اور الدفل الی علوم الحدیث بہت مشہور ہیں فہرست وفات پائی ۔

رامہرمنی ” ابو محمد بن عبید الرحمن رامہرمنی کثیر التصانیف تھے انہوں نے ایک کتاب المحدث الفاصل ایسی تصنیف کی کہ جو علم اصول حدیث کی بنیاد قرار پائی تھی میں وفات پائی ۔ ” ابو لعیم اصفہانی ” ابو لعیم احمد بن عبد اللہ ااصفہانی کثیر التصانیف ہیں ایک تجمیع تھا اسماں الرجال پر بھی انکی تصانیف ہیں ۔ انکی تصنیف سے طلیۃ الاردیا، بہت مشہور ہے طبرانی کے شاگرد تھے نسخہ میں وفات پائی انکی ایک کتاب تاریخ اصفہان کتب خانہ رام پور میں ہے ۔ اور کتب خانہ جن میں بھی ہے ۔

الخلیلی ” قاضی ابو علی الخلیل ابن عبد اللہ ابن احمد قزوینی، محمد بن اسحاق کسائی سے روایات کرتے تھے ان سے ابو بکر بن لاں نے روایت کی ہے نسخہ میں وفات پائی ۔ ”

بیہقی ” ابو بکر احمد بن حسین البیہقی ایک ہزار کتابوں کے مصنف ہیں شافعی الدہبی تھے تمام طرق یہ کو انہوں نے جمع کرنے کی کوشش کی سن کری انکی مشہور تصنیف ہر اور بہت سے تصانیف

یہ شہر میں وفات پائی۔  
”قطنی“ ابو الحسن علی بن عمر الدارقطنی ان کی سن مشہور ہے ایک کتاب علی حدیث پر ہے  
اور یہ سی تصانیف ہیں شہر میں وفات پائی۔

”خطیب“ ابو بھر احمد بن علی الخطیب بغدادی انہی تصانیف کی تعداد تسلیم ہے۔ حدیث کے ہر  
فن کے متعلق ان کی قابل دید و داد، تصانیف ہیں۔ محدثین نے اعتراف کیا ہے کہ خطیب کے بعد کے  
محدثین گویا خطیب کے عیال ہیں انہی تاریخ بغداد ایک مشہور شخصیم کتاب ہے جسی کے شاگرد تسلیم میں  
وفات پائی۔

”الزنجانی“ امام سعد بن علی بن محمد بن الحسین الزنجانی نام، آخر عمر میں حرم شریف میں متوفی ہجتے  
اور شیخ الحرم خطاب پایا! ابا عبد اللہ محمد بن الفضل بن نظیف الفراہ کے شاگرد تسلیم ابو المنظر منصور بن الجبل  
سماعیل انہی شاگرد تسلیم۔ امام محمد بن طاہر کا قول ہے۔ (مارائیت مثل الزنجانی۔ میں نے زنجانی کا شل  
نہیں دیکھا) شہر میں وفات پائی امام ذہبی نے انکا فضل تذکرہ اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں کیا ہے  
اور ان کی کرامات اور علمی فضائل کی بہت مرح کی ہے۔ صاحب سند تسلیم خطیب اگرچہ ان سے بڑے  
تھے مگر ان سے بھی حدیث حاصل کی اور روایت کی۔

ماک رائصنف کتاب ہذا کے بعد اعلیٰ فاضل حسن زنجانی اس ہی سلسلہ سے تسلیم۔  
”حافظ عبد الغنی“ عبد الغنی بن سعید ازدی المצרי شہر رائصنف اوکثر تصانیف ہیں شہر میں  
وفات پائی انہی دو کتابیں کتاب المولف، المخلف فی اسما نقلۃ الحدیث و کتاب المشتبه النسبۃ مولانا  
شمس الحق عظیم آبادی کے کتب خانہ میں ہیں۔

”حکیم ترمذی“ ابی عبد اللہ محمد بن علی بن حسن بن بشیر الروذنی الحکیم الترمذی شہر میں وفات  
پائی انہی تصانیف کا نام نوادر الاصول ہے۔ اس میں موضوعات بہت ہیں لیکن لوگ ترمذی تسلیم  
دھوکہ کیا کرنے اور الاصول کو امام ترمذی کی تصانیف سمجھ لیتے ہیں یہ روایت کرتے تھے قیتبہ بن سعد سے اور  
ان سے بھی بن منصور نے روایت کی ہے۔

رزین۔ ابوالحسن رزین بن مولویۃ العبدی امنون نے موطا اور صحاح ستر کی معاویت کو جامیں شہور ہیں ایک عکس جمع کیا مگر اس میں کچھ اضافہ بھی کر دیا یہ اضافہ اصول کے ہمپایہ نہ تھا اس کتاب کی ترتیب سانید صحابہ پر ۷۲ھ میں وفات پائی۔

**فردوس ولیٰ**، فردوس شبردیہ بن شہردار بن شیرودیہ نام ہدان کے رہنے والے تھے فردوس ولیٰ صحابی کی اولاد سے تھے انہی کتاب کا نام فردوس الاصحیہ المعرف مسن الدلیلی ہے احادیث کو حدوف تھی کی ترتیب سے لکھا ہے یعنی حجروف اول حدیث کا ہوا یہ اس ترتیب کے موجود ہیں اس کتاب میں موضوعات بہت ہیں نایخ ہدان بھی ان کی تصنیف ہے۔ یوسف بن محمد بن یوسف کے شاگرد تھے حافظ ابوالمرسی مرحوم نے ان سے روایت کی ہے۔ ۷۴ھ میں وفات پائی۔

**ابن عساکر**، ابوالقاسم علی بن الحسن بن ہبیت الشرشافی المذہبی یہ صاحب تصنیف کشیہ ہیں ان کی تلخیق دشقمیتی جلدیں میں ہر ۱۰۰ھ میں وفات پائی ان کے جنازہ میں سلطان صلاح الدین نے شرکت کی۔

**ابن جوزی**، ابوالفرج عبد الرحمن بن الجی حسن علی بن محمد العبدادی قصبه فرحتہ الجوز کے رہنے والے تھے شہور محدث اور کثیر التصانیف ہیں انہوں نے یہ جدت کی کہ موضوعات کو علمدار جمع کر دیا مگر اس میں ایسی شدت کی کہ جن حسن حدیثوں کو بھی موضوع کہہ گئے اور بڑے بڑوں پر ما تھے صاف کر گئے اس لئے اُمّہ اور علماء نے انہی تردید میں کتابیں لکھیں ۷۶ھ میں وفات پائی۔

**دمیاطی**، ابو محمد عبد الرحمن بن فلفن ۷۶ھ میں پیدا ہوئے شافعی مذہبی تھے دمیاط (مصر کا ایک شہر) کے رہنے والے تھے حافظ ذکر الدین کے شاگرد تھے ابوالفتح ابن سید الناس صاحب سیرۃ و شیخ تعلقی الدین سبکی نایخ شاگرد تھے کثیر التصانیف تھے۔ انکا مجمومہ ترتیب شیرخ ہے اس میں تیرہ سو شیوخ کی حدیث میں ۷۶ھ میں وفات پائی۔

**حافظ ذہبی**، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد نام ۷۶۳ھ میں پیدا ہوئے ابن هزار کے شاگرد صلح تھے با فتویٰ شیوخ سے علم حاصل کیا۔ قرار و حافظ حدیث کے حالات میں کتابیں لکھیں بسیر النبلاء، ان کی

عظم الشان تصانیف ہے تذکرہ الحفاظ بہت شہور اور کار آمد ہے سب سے بہتر کام حدیث کے متعلق انھوں نے یہ کیا کہ مستدرک حاکم کو مختصر کیا اور اس میں اکثر احادیث کے مراتب ظاہر کرنے والے متن میں دفات پائی ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل شہاب الدین بن احمد نام شافعی اللہ ہے اسکے اجداد میں ایک شخص کا نام حجر خا اس نے ابن حجر شہور ہوئے ۱۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے حافظ زین الدین عبد الرحیم بن سین عراقی کے شاگرد تھے فتح الباری و خدیۃ الفکر زنجی شہور دستدرک تصانیف میں کل تصانیف کی تعداد (۱۵۰) سے زیاد ہے ۱۴۷۰ھ میں قاهر میں دفات پائی۔ جب انہا جنازہ اٹھایا گیا سب سے پہلے باڈشاہ مصر نے گندہ بادیا۔

امام سیوطی، جلال الدین نام انگلی تصانیف کی تعداد پانصوتھے (۸۹) کتابیں صرف فن حدیث میں ہیں انھوں نے جامع صغیر اور زواید اور جامع الجواع میں تمام احادیث کو جمع کرنے کا فصل کیا تھا عمر نے دفاز کی ان کی تصانیف سے اسقدر معلومات حاصل ہوتی ہیں کہ دوسرے مصنفوں کی تصانیف میں ممکن نہیں ۱۴۷۰ھ میں دفات پائی۔

ابن حجر کی، ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن حجر نام شیخ شمس الدین محمد شناوی کے شاگرد تھے صاحب تصانیف کثیرہ ہیں ۱۴۷۰ھ میں دفات پائی۔

علی متقی، اصل باشندے جونپور کے تھے اسکے والد بڑا پورا گئے تھے ۱۴۷۰ھ میں برلن پور میں پیدا ہوئے۔ شیخ حسام الدین متقی حافظ ابن حجر کی شیخ ابوحسن بحری سے علم حاصل کیا امام سیوطی کی جمع کردہ احادیث کو باعتبار حدوف تجویز مرتب کر کے کنز العمال نام رکھا۔ اور بھی تصانیف میں ۱۴۷۰ھ میں دفات پائی۔

علی قاری، لوز الدین علی بن محمد سلطان القاری الہرودی نام، یہ تصانیف میں امام سیوطی سے کچھ بھی کلم ہیں ۱۴۷۰ھ میں دفات پائی۔

میں نے یہ کمی بلکہ لکھا ہے کہ عام محدثین و مصنفوں کا تذکرہ اس کتاب میں ملکن نہیں اب اسکو ختم کرنے کے بعد میں اندازہ کرتا ہوں کہ میں فیضی دس کا بھی تذکرہ نہیں کر سکا۔ اور بہت سے بڑے برٹے محدثین و مصنفوں کا بیان رو گیا ہے جو بزرگوں کی اسم نویسی و اسم شماری بھی مشکل ہے۔ بعض بزرگوں کے نام اس لئے لکھتا ہوں کہ ناطرین کو یہ اندازہ ہو جاتے کہ کمی کیسی عظیم الشان ہستیاں ذکر کرنے سے باقی رہ گیں۔

خداوند ذوالجلال اگر انے کسی مقبول بندے کو تائیخ حدیث لکھنے کی توفیق عطا فرمائے تو یہ خبر یہ طور پر یاد دا ہے۔  
انسخہ پیش نظر رہے ہے ।

مسروق بن الاجدع المتنوی رض ابن الیلی التوفی رض اسود بن زید رض سعید بن سیفیت رض  
سلم بن عبد اللہ بن عمر فاروق رض قتادہ بن دعا مته رض مسیر بن کدام رض ضریب رض احمد بن مسیع  
ابو اسحاق ابراہیم طوسی رض ابو سلیمان داؤد بن علی، امام اہل خواہ التوفی رض ابو احمد عبد اللہ  
ابن عذری صاحب الكامل رض ابو الشیخ اصفہانی رض الجوزی ابو بکر محمد بن عبد اللہ رض ابن حجر  
ٹلبی رض ابو عمر لویس بن عبد البر رض ابن ماکو لاٹی رض زمخشیری رض حضرت غوث  
پائل رض مجید الدین صاحب جمع الغواہ رض عافظ نقی الدین ابو عمر عثمان بن الصلاح رض محی الدین  
لودی رض فاعلی بیضاوی رض ابن تیمیہ رض عافظ بن فہیم رض نقی سبکی رض تاج سبکی رض  
سید علی بحمدانی رض سید محمد بحمدانی رض مبدرا الدین عینی رض علامہ سخاوی رض علامہ فرشطانی  
رض عبد الوہاب بن احمد بن علی شمرانی رض خداوند ذوالجلال ان تمام بزرگوں پر چھپوں نے نفرت  
علم دین میں سعی کی اپنی رحمت کاملہ نازل فرمائے اور مسلمانوں کو ان کے لئے قدم پر چلنے کی توفیق فیض  
فرمائے۔ آمين

# حکایت

علماء کرام کو ہر کا صحیح اندازہ ہو گا کہ یہ جدید مفید کام کسی سخت کڈ کا شش سے سرانجام ہوا ہے۔ میں خداوندِ احوال کا بس منے سے شکر ادا کروں کہ اُن نے اپنے جیب پاک کے مقدس علم کی ایک اہم اور ضروری خدمت مجھے حیر عاصی سے لی۔“ منت منہ ک خدمت سلطان ہمی کنم ۷۰ منت از و شکر ک تخدمت بدشت حضرت والد ماجد مظلہ نے اور میں نے دو سال محنت کر کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے خدا کے فضلِ درم سے آج ۷۲ رب جن ۱۴۵۸ھ ہجری میں اس کی تایف سے فراغت پائی۔

شکر صد شکر رحمکانے لگی محنت میری  
طے ہوئی آجکی منزل میں سافت میری

بندہ بشیر عجمیوں چوک اسکے خیر میں ہو اگرچہ بہت احتیاط سے کام کیا ہے۔ مگر ممکن ہے کہ غلطی ہو گئی ہو، اگر کسی بزرگ کو کوئی غلطی یا کمی محسوس ہر تو مطلع فرمائیں۔ عند اللہ ما جور و عند انس مشکور ہو نجع مجکو اپنی بے بخنا عتی کا خوب احساس ہے اس لئے غلطی پر صرہ نہوں گا۔ بلکہ دوسری اشاعت میں شکر یہ کے ساتھ اس اصلاح کا ذکر ہو گا۔

رب کریم بطفیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہونچائے۔ اور اعلیٰ حضرت ولی النعمت سلطان العلوم میر عثمان علی خان بہادر شہنشاہ دکن خلد اللہ ملکہ اول سلطنت کے عمر و صحت و اقبال ملک و مال اولاد و آل اور اعمال صالحہ میں برک عظت سیم بخشے۔ اور مسلمانوں کو صراط مستقیم پر قائم رکھتے ہوئے وہ دو فی رات چوکنی ترقی نصیب فی ما آئین ۱ اللهم اهذننا فیمن هدیت و عافنا فی من عافیت و

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بِأَنْكُلَّ تَافِيْمَا أَعْطَيْتَ لِلْوَلَدِنَا فِي مِنْ تَوْلِيْتَ وَقَنَاتِرِ مَا فَضَيْتَ قَانِيْكَهُ  
 تَقْضِي وَلَا يَقْضِي عَلَيْكَ وَانَّهُ لَا يَذَلِّ مِنْ وَالْيَتَ وَلَا يَعْنِي مِنْ  
 عَادِيْتَ تَبَارِكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ وَصَلَّى اللَّهُ  
 عَلَى الْبَنِي قَسْلَمٍ -

شَدَّ خَتْمَ بِرَدِيْثَ وَآخِرِيْاَنَ ما بِلَهْ باشِنِجِنْ نَامَ توْهِيْرَ دِهْتَانَ ما

### اِشْتَهِارِ کِتبِ مِصْنَفٍ

نامِ کتاب	قیمت	کیفیت
ابْرَعِينَ اَعْظَم	۱۲	حضرت امام اعظم حجۃ اللہ علیہ کی چالیس کشیر اتفاق روایات -
خُرَدُرَیِ كِهَانِیَاَن	۶	اس میں ایسے حکایات و واقعات تاریخی جمع کئے گئے جسے اقوام بندی میں حبِ طلنُ مجتبی کے جذبات پیدا ہوں نامور پروفیسر دل نے پسند کیا ہے
سُودِیْشِیِ اردو	۲	سرشَة تَعْلِیم کی وجہ کتابوں کے طرز پر ایسی اردو میں لکھی گئی ہے جیسیں کوئی فارسی عربی لفظ نہیں آیا مشہور انسا پرداز و اور پروفیسر دل نے اس کمال کی داد دی ہے
مُحَمَّد وَ اَوْرَفَرْدُوسِی	۱۸	غیرِ سلم مورخین نے سلطان محمود غزنوی پر الزام لگایا کہ سلطان لشکر فردوسی شاعر سے بد عبیدی کی۔ اس اعتراض کی قابل دید و اور دید کی گئی ہے۔ فن تاتخ کے پروفیسر دل نے پسند کیا ہے -

لک کشیک مکمل تاریخ و جغرافیہ غیر مسلم مورخین کے اعتراضات کا جواب اور بہت سے تاریخی اور دیگر معرکہ آثار اسلام کی حقیقت یہ کتاب بصنف کے والد کی تصنیف ہے لیکن اس کے اثر ابو جعفر مصنف لکھے ہیں موقر جراید نے اس پر زبردست

ب

الله اللہ المکنون فی تفسیر سورة الماعون ۲۷ سورہ ماعون کی قابل دید تفسیر ہے۔

تھر

مولوی محمد ادریس میر لھٹی۔ کتبہ شرقیہ دہلی

ف

قاسم المعارف دیوبند صنیع سہارنپور، مکتبہ ابراہیمیہ کے

حیدر آباد دکن

نگارستان سیر